Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

تہ دل سے منظور ہے	ندیم و ملازم کی اوسکو رفاہ	اثر ہو الٰہی یک مطلع دعا مین شتاب	دعا سے مری ہو اجابت کو راہ
خدیو جہانگیر انجم سپاہ	ترے آستانے پہ ہوون ہدا جبہ سا	رہے جبتلک چہرۂ کاہ زرد	رہے جبتلک سبز برگ گیاہ
زمین پر رہے آسمان جبتلک	رہے جبتلک اوسسے معنی کو راہ	سلامت رہے تو قیامت تلک	رہے گرم بخشش تری بارگاہ
رہے روز و شب در پہ جم غفیر	رہے بخشش و جود شام و پگاہ	رہے دوست تیرا خوش و شادمند	رہے تیرا دشمن خراب و تباہ
تری بزم عشرت مین ناظر ہو شمس	رہے زہرہ محفل مین سرگرم راہ	بڑھین روز افزون تری عمر کی	گھٹین جتنے حساد کی سال و ماہ
جو بد خواہ ہو تیرا اوسکی کبھی	نہو کفش پا مین نہ سر پر کلاہ	ہوا طبع دیوان ہے جون مین	کہ مضمون فتنہ نشان ہے گواہ
لکھا حال یہ شعر تاریخ مین	جو تسلیم سال عرب کی تھی چاہ	قلق کی سخن کا لکھون وصف وہ ۱۲۸۹ھ	سخن سنج سنکر کہی جسکو واہ ۱۲۹ھ

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق تصنیف مولوی محمد فصیح اللہ تخلص وفا شاگرد میر وزیر علی صبا

گشت چو مطبوع کلام قلق	زیب دہد آنچہ کنم وصف او	کرد وفا از پئے سالش رقم	شاعر مشہور کلام نکو ۱۲۸۹ھ

۲۰۶

خاتمۃ الطبع جدید

الحمد للہ علے احسانہ کہ یہ دیوان نادرۂ زمان تصنیف جناب آفتاب الدولہ خواجہ ارشد علی خانصاحب بہادر متخلص بہ قلق مطبع نامی جناب منشی نولکشور صاحب مین مقام لکھنو دوسری مرتبہ ماہ رجب سنہ ۱۲۹۰ ہجری مطابق ماہ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ع کو چھپا

INDIAN INSTITUTE

کیسا روشن بیان سحر زبان نازک خیال شیرین مقال اور باکمال ہے اہل لکھنؤ تو اونکی قابلیت کے پہلے ہی سے قائل ہین اسمین کیا قیل و قال ہے البتہ اخلاق خاص اور فیض عام جناب منشی نولکشور صاحب والا مقام نیکنام کا قابل ستائش ہے کہ اونکے مطبع نے ایسی کتاب چھاپی اور یہ کتاب چھاپی یا الٰہی جب تک نطق و سخن رہے اور امتیاز لطف نو و کہن رہے تا عروسان معنی کا جوبن بصد تمکین و ناز اور کمال کلام کا اعجاز رہے یہ مطبع دنیا مین نیکنام و سرفراز رہے اور اخبار مضامین عالی سے شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے یا خدا مقبول این گفتار باد ؀ تا جہان باشد او وہ اخبار باد ؀

قطعۂ خاتمہ دیوان قلق مطبوعۂ سابق نتیجۂ قلم جواہر رقم محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی

قلق کو لکھو مین خدا ہی سخن	نہ ٹھہرائین گر شرع اسکی گناہ	وہ ہے مہر اوج سپہر کلام	وہ اقلیم معنی کا ہے بادشاہ
دمین سخن اسقدر ہے بلند	کہ ہر فلک کی نہ پہونچے نگاہ	بلا کی ہین مضمون چمکتے ہوے	ہر اک نقطہ ہے غیرت مہر و ماہ
جو مصرع ہے اوڑتا ہوا ہے پری	پرستان کا دیوان ہے اشتباہ	وہ باریک معنی ہین نام خدا	کہ عاجز ہے دریافت سے اشتباہ
ہر اک صفحہ محسود باغ و بہار	صریر قلم کبک کا قہقاہ	مگر غوطے کہائیگا غواص فکر	بحور غزل کی نہ پائیگا تھاہ
کرے کوئی اوس سے نہ فرعونیان	وہ موسیٰ ہے خامہ ہے مار سیاہ	عدو گر سنے شعر ہو دل مین درد	کہے واہ کی جگہہ آہ آہ
چھپا اوسکا دیوان ویسا ہی صاف	کہین دیکھکر جسکو سب واہ واہ	نہوتی اگر لفظ اسہری ہوے	نہ زنہار کاغذ پہ جمتی نگاہ
یہ مطبع کی صاحب کا ہے فیض عام	کہ ہے خاص وہ لطف فضل اله	وہ ہے مالک ملک دانشوری	وہ ہے شاہ اقلیم توقیر و جاہ
وہ ہے بحر مواج فیض و کرم	امیر اسقدر نونکی ہین آب چاہ	کرم مین عنایت مین اخلاق مین	وہ مشہور ہے ہند سے تا فراہ
ہر اقول ہے مثل اوسکی کبھی	ہوا ہے نہو گا کوئی خانہ خواہ	سمجھتے ہین ہیچ راجی اوسے	جگہہ سر پہ دیتے ہین صاحب کلاہ
تنا گستر اوسکی ہان وہ کرے	کہ ہو علم کی جسکو کچھ دستگاہ	نہ سمجھا کہ جو جانتا ایک ہو	حساب عدد سے سپید و سیاہ ۱۲۷۴
ہر اک وسکا شاعر ہی شعر مکان	ہر اک وسکا منشی عطاردہ پناہ	اوسی بات کی اپنی ہے ہر طرح	اوسی عہد کا اپنے کرنا نباہ

ناظورہ مراد پاؤ گے یہ سنکر محکو ہوش آیا اور اپنے تئین بہجت آگین مسرت قرین پایا
دیکھتا کیا ہون کہ میز پر مجلد دیوان قلق موجود ہے اور رنج و قلق مفقود ہے از بسکہ
ایک مدت دراز سے ذوق کو انتہا شوق کو ابتدا تھی بیتابی دل حد سے سوا تھی
آرزو کا روز گلا گھٹتا تھا تمنا کا ہمیشہ خون ہوتا تھا دیکھتے ہی جان مین جان آئی
خواہش قلبی نے شکل مراد دکھلائی دیدہ و دل نے نور و سرور پایا روح پر فتوح نے
لطف تازہ اوٹھایا ع اینکہ مے بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب ۞ اوس وقت
حالت وجدانی مین یہ حسب حال مصرع یاد آیا ع یار درخانہ و من گرد جہان میگردم ۞
اڈیٹر صاحب آپ نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر توصیف کی اور کلام قلق کی کمال
تعریف کی مگر آپ کیا سمجھے کہ اسمین کیا ہے اور اوسکا ہر شعر کس رتبہ کا ہے مانا کہ
۲۰۰ آپ وقائع نگاری مین ہوشیار یا منتخب روزگار ہین مگر یہ کیونکر تسلیم کرین کہ زبان آوری
مین بھی کامل العیار ہین ہان بعض بعض شخصون سے سنتے ہین کہ آپ بھی کبھی اس دریا مین
غواصی کر چکے ہین دامن خیال گوہر مقصود سے بھر چکے ہین مگر تارک لذات کے یہ کیا مزا
مثل مشہور ہے کہ سادہون کو کیا سواد — اسی قیاس پر ہم کہتے ہین کہ افسردہ دلونکو
کیا داد بقول ذوق ع افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف ۞ ہان صاحب
یہ سب سچ ہے ہم اس گوہر شاہوار کی قدر کو نہین پہچان سکتے ہرگز نہین جان سکتے
اسی واسطے کچہ بھی اسکی تعریف مین توغل نہین ہوا مگر مورخانہ خیالات درائی مین بلاشک
تامل نہین ہوا گویا یہ تقریظ سب تقریظون سے نرالی ہے خوبی شعر اور صفات شاعر کا
اظہار اسلیے فضول متصور ہوا کہ اونکی ذات اس سے مستغنی اور کمال فن سے پایگاہ
عالی ہے منصف مزاج جب پڑہین گے خود دیکھ لین گے کہ یہ گرامی نقش ستودہ روش

تقریظ مطبوعہ سابق نتیجۂ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خان صاحب اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آتی ہے
جو صورت پرستان زمان بلکہ اہل پرستان کو شرم آتی ہے حسن و جمال سے پریویون کے
ہوش بھلاتی ہے صورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چہوڑین معنی آشنا بنین معاشرو
کہو کہ بادہ مستی چہوڑین پارسا بنین ذوق صبوحی سر تا سر تلخکامی اور کدورت کی نشانی ہے
حلاوت روحی شوق معانی سے ہے جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی
حواس کو چستی ناتوان کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہے کیفیت شراب
طبائع رندان بدمشرب کو قبول ہوتی ہے صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دختر رز
حرام ہے الحمد للہ کہ مین مسلمان ہون مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہے ١٩٩
ہان یہ ہو سکتا ہے کہ شراب طہور کا ایک جام اور حوران خلد کا پیام سنون تو اوسکے
خیال سے ہی بے بادہ مست ہو جاؤن اور پھر کچھ ترہات فرماؤن لاحول ولا قوۃ یہ ہرزہ درا
یہ کیا ہرزہ درائی ہے کیا تو نے یہ خوشخبری نہین پائی کہ حضرت یار السلطان آفتاب الدولہ
مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد المتخلص قلق کا دیوان چھپا ہے
اور اوس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہے لیجیے اب تو ہم بے پر اوڑے جاتے ہین
اور اقلیم سخن مین پہونچکر وہان کی سیر اور شاہدونکا مشاہدہ کراتے ہین ارے میان
کیا کہتے ہو چپ نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم بتلائین اور کلید امید وصال جاوید کی
نوید سنائین — سنو مینو سواد شہر لطافت بہر لکھنو مین ایک مقام حضرت گنج ہے اوسمین
ایک مطبع غمگینون کا غم غلط کرنے والا اور دافع رنج ہے اگر وہان جاؤ گے ضرور

۱۹۸

رباعی

دل از تو چه گویم که چها میخواهد　　ز منصب شاهی نه لوا میخواهد
پروا که دگر هیچ ندارد الّا　　از تو دل مشتاق ترا میخواهد

رباعی

چون من نشوم گرم ثنای احمدؐ　　کس نیست شفیعم سوای احمدؐ
بیند بروز حشر انشاء الله　　باشم ته داﻣﺎن لوای احمدؐ

رباعی

در شهر مدینه چو بود مسکن ما　　زین به بجهان نیست دگر مامن ما
دانیم که یابیم مراد کونین　　گر قرب دریاک شود مدفن ما

رباعی

ای بادشه ملک قناعت مددی　　وی خسرو اقلیم کرامت مددی
بر درگه تو بپای لنگ آمده ام　　ای شیر نیستان ولایت مددی

تمام شد

وہ بیکسی و حیرانی سی آرام گیا
تو عقدہ کا بھی نہین نام رہا

رباعی

بندہ کسو کی جھتوی نہین نافرمان ہی
عفو ہی ہرا عوض ہم عصیان کے
رحمت سری اللہ کی دریا پایان ہی

رباعی

کیا غوث دریا کی سی موج مایہ
اگر تری محتاج ہی آزار وہی مایہ
از لطف خدا یہ آزار کیا ہو
یہ کابھی دیکھا ہی سنی سایہ

رباعی

ہر دم نہ قلق نالہ و فریاد کرو		مالک جو تمہارا ہی اوسی یاد کرو	
اب آتی ہی آواز یہ انشاء اللہ		قید غم و ہم سی اسی آزاد کرو	

رباعی

سرزد ہوئے ہین مجھسی جو عصیان عظیم		اس تیغ الم سی جگر و دل ہی دو نیم	
برمن منگر بکرم خویش نگر		مجرم کوئی مجھسا ہی نہ تجھسا ہی کریم	

رباعی

آگاہ ہین خوب اپنی اصالت سی ہم		اک خاک کی مٹھی پہ یہ الطاف و کرم	
امید نکیونکر ہو جو تو یہ فرمائی		این بندۂ خاک را نہ بخشم حکیم	

رباعی

یا رب تری وہ فیض رسان ہی درگاہ		پھرتا نہین محروم کوئی حاجت خواہ	
غیرون سی کرون سوال تری ہوتی		لا حول ولا قوۃ الا باللہ	

رباعی

مالک کی خوشی کا جنکو ہی کام کیا		جو کام کیا قابل الزام کیا	

۱۹۷

بیفائدہ کیون شور و بکا کرتا ہے
تو دیکھہ تو مہر آپ ہی وہ کیا کرتا ہے
آنے دی ذرا جوش پہ دریائے کرم
دم مین تو قبول اپنی دعا کرتا ہے

رباعی

دل را بہ راز ندہ چرا میداری
چون از دگران خوف و رجا میداری
مایوس ز افراط غم و رنج مشو
ای نازتو ابدل کہ خدا میداری

رباعی

یارب بہ سی کی تو بفریادم
از لطف و عنایت بکن امدادم
من عاجز و بیکس و ذلیل و خوارم
آزادم ... خلق بہ ... آزادم

میری نصیب مین خواب مین وہ آ گئی کیون
کہا ہین مجھی سخت کلامی وہ آئی کیون
دیتا ہو اور گلشن کوئی حبیب ہو
جنت کی اگر ہوس ہو تو ورع نصیب ہو
تہا و حرمت کیف شراب کرتے ہین
پیر رند و خرد رز کو خراب کرتے ہین
گر مقابل ہو مرا فتنۂ عالم ہو جائی
رشک سے خضر بہی جورو تکو جہنم ہو جائی
وصل کی شب جو سحر تک وہ توقف کرتی
دولت حسن مین ہم خوب تصرف کرتی
کہاتی ہین روز رنج فراق حبیب کا
یارب یہی ہی رزق ہمارے نصیب کا

رباعی

ہر آن رہے زبان پہ جاری توبہ
کیا کی جو بوقت دم شماری توبہ

196

کیونکر تو کریگا مجھی رسوائی قیامت
صدقی تری ای انجمن آرای قیامت

کچھ غم نہین جو یار سے ہمسر بگڑ گئی
ہوجائیگا ملاپ جو تقدیر لڑ گئی

کیا کہتے آکی دہر مین کیا کام کر چلے
نام ایک مشت خاک کا بدنام کر چلے

کرنے کا جو تہ کام تہا وہ کام کر گئی
فرہاد و قیس دونون بڑا نام کر گئی

وہ گئے دن جو فدا تہے سارے احباب
آج کل دشمن جانی ہین ہمارے احباب

یاد مین اک کف رنگین کو جگر جلتا ہے
آتش رنگ حنا سے مرا گھر جلتا ہے

رحمت تری ای انجمن آرای قیامت
ہوتی ہی نہ دیگی مجھے رسوائی قیامت

جان الفت گیسو کے گرفت مین پڑی ہے
جب دیکھیے اک تازہ بلا سر پہ کھڑی ہے

پائی نہ اسکی ہاتہ سے راحت جہان رہے
اس سرزمین پہ ہم رہین یا آسمان رہے

بیٹھیں بولنی والی بہی غضب ڈہاتی ہین
آتش غیظ پہ لوگ اور بہی بہڑکاتی ہین

کس قیامت کی ادا ہے یار تری چال مین
شور محشر کا ہے عالم شورش خلخال مین

ستم ہی مجھپہ کیا اور بانی بیداد کرتا تہا
کبہی کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرتا تہا

جو دو گہڑی کو لیے بہی وہ بام پہ جاتی
نگاہ خلق سے شمس و قمر اوتر جاتے

مقبول وہ نہین [illegible] عنایت توبہ
[illegible] جو ہو جائی بیماری توبہ

رباعی

غفلت [illegible] کا سبب [illegible]
[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

[illegible]

آزمانی یہ ہمین عشق پر نہین واقف اس سے | جان نثاران وفا جان لڑا دیتے ہین

خود فروشی سر بازار جو لاتی ہے ادا نہین
قلق اک بہیر خریدار لگا دیتے ہین

متفرقات

لبالب بادہ گلرنگ سے دل کا پیالہ ہے	وہ میکش ہون کہ جسنے دختِ رز کو گھر مین ڈالا ہے
کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون آبدیدہ ہون	معشوق نوجوان ہے تو مین سن رسیدہ ہون
چمن مین اے صبا تو جہین کبھی گر ہم اسیرونکو	سلام شوق کہدینا ہماری ہم صفیرونکو
کیا عذر معصیت کی کرونمین حضور سے	واللہ شرم آتی ہے اک اک قصور سے
ہجوم اپنے مکان مین ہے جو شوق بیحد کا	ہوا ہے گوش زد مژدہ یہ کسکی آمد کا
قاتل کا نیمچہ جو کئی بار اوچٹ گیا	مین سخت جان وفور ندامت سے کٹ گیا
کیا کیا نہ امتحان مین ہم سرخرو رہے	تیغ نگاہ یار ترے آبرو رہے
وطن چھڑوا کے اے چرخ اتنی ایذا دی غربت مین	پلے ہین لکھنو والے کنار ناز و نعمت مین
ناز سے پایمال کرتے ہین	پائمالو نسے حال کرتے ہین

[illegible]

کب تلک کھینچین یار کے جور لگا دیجیے
چل کر کسی مقام پہ بستر لگا دیجیے
وصل کی شب جان عزیز پہ احسان کیجیے
صورت شمشیر قاتل کو بھی عریان کیجیے
کیسا طبیب کیسی دوا عین میری درد ہوا
کوئی علیل ہوا مرا رنگ زرد ہوا
منہ ڈھانپ تو نہین او بھلا جو تمہارا لوٹا
ہوگیا مجھکو یقین رات کو تارا ٹوٹا

[illegible]

۱۹۵

دماغ اتنا کہان جو اوٹھہ سکی دردِ سر دولت
وہ ہین خزی آبروای زاہدو ہم میکدیکو والے
حبیب آگاہ ہوتا گرمی تہای ہجران سے
شب مہتاب مین ہو میکشی کی روز کیفیت

کیا بالفرض اگر سایہ ہمان کی بھی سر کے سر پر
نماز اکثر پڑہین قدسی ہمارے دامن تر پر
کوئی اسپند تہوڑا سا چہڑک دو میرے بستر پر
اگر مینا گلابی ساقیا ہو ساغر زر پر

یہ خود ہی کودکان سنگ دل سے چہیڑ کرتا ہے
قلق تہرے پڑین ایسی جنون فتنہ پرور پر

غزل چہارم

مونہہ سے مونہہ پیار مین آ کر وہ ملا دیتے ہین
جنس دل ہمتو اونہین مفت لگا دیتے ہین
جب نقاب رخ انور وہ اوٹھا دیتے ہین
راست بازان خا صادق لا اقرار ہین سب
مائل قتل جو باتے ہین وہ سے توبہ عذر
ہمتو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دین تا مقدور

کشتہ حسرت وصلت کو جلا دیتے ہین
اسپہ بھی دیکھتے ہین ہمکو وہ کیا دیتے ہین
جلوہ قدرت اللہ دکھا دیتے ہین
مونہہ سے جو کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین
پیش قاتل سر تسلیم جھکا دیتے ہین
کون وہ لوگ ہین جو دلکو دکھا دیتے ہین

۱۹۳

دہرا انہین جگر بر درد مندِ عشق پہ ہاتہہ	حضور گور پہ حاتم کی لات مار آئے
عدم سے آنی کا مطلب تہا کچہہ اور مگر	برای سیر تماشای روزگار آئے
مری ستانی کو کہتا ہی بار بار وہ شوخ	کہ کوئی جا کی ذرا دیکہنا کہار آئے
غرور حسن کہانتک چہپاتی پہرئیگا منہہ	بہت قریب ہا ہین وہ دن بہی نزدیکار آئے
کروُنگا عرض یہ محشر مین جب طلب ہونگا	کہ تیرے آگی ترا کیا گناہگار آئے
جناب پیرِ مغان کا کرینگے دہوم سے عُرس	ہم اپنی آپ مین بیدل جو ابکی بار آئے

سُنا ہی پہر قلق زار نقد دل اپنا
قمارخانۂ الفت مین جا کی ہار آئے

مجہے جو لوگ آکر دیکہتے ہین میری بستر پر	گمان تار نگہہ کا کرتے ہین اس جسم لاغر پر
ہماری قتل کی نالش نکرنا اوس ستمگر پہ	اوٹہا رکہا ہی ہمنی دعوہ خون روز محشر پر
عزیزو جان دی ہی ہمنی چشم مست دلبر پہ	ہمارا فاتحہ دینا مئے گلگون کی ساغر پہ
نہین چلتا کسی کا پیچ اوس زلف عنبر پہ	اثر کرتی ندیکہا سحر کو چشم فسونگر پہ
اداِ تیز رفتاری بلای جان عالم ہی	گلی کٹتی ہین لاکہون کی مری قاتل کی خنجر پہ

ہمارا دم نکلتا ہی حسینان ستمگر پہ
قدم پڑتی ہین کیا کس ناز سی رفتار تو دیکہو
فدا ہین لاکہہ جانین میری اوسکی ایک ٹہوکر پہ
تمنای شہادت لکہکو لا دعوی بہی جب لکہا
لہو سی مہر کی سرنامۂ مکتوب دلبر پہ

غزل سوم

داوری ناز کی ہی خوبی سب سی سجا
تجھسی ہرگز کوی معشوق او رہم رکہتی نہین

عیش کرتی پہرتی ہین عہد جنون عشق مین
شادمان سب طرح سی ہین کوی غم رکہتی نہین

کوچۂ قاتل کو چلتی سر کی بہل پر کیا کرین
ضعف سی چلنی کی طاقت دو قدم رکہتی نہین

حوصلہ ہمکو خریداری یوسف کا ہی آج
گو گہر مین اپنی کچہ دام و درم رکہتی نہین

ایک خوش چشمی پہ نازان ہین اگر آہو تو کیا
وہ کمر وہ پیچ وہ ناف و شکم رکہتی نہین

قرض سی ہوتی ہی کسدن میفروشونکی نجات
پہر بہی کب ہاتہ رہن خرقہ جسم ہم رکہتی نہین

یا شفیع المذنبین کونین مین تیری سوا
دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکہتی نہین

لکہتی ہین جب خط شوق وسکو نہین ہوتا تمام
ہاتہ سی اپنی کبہی کاغذ قلم رکہتی نہین

ہمتو دیوانی ہین اوسکی جو ہماری دل مین ہی
شوق دیر و میل محراب حرم رکہتی نہین

کرتی ہین دعوی خدائی کا یہ بہر کس بات پر
خصلت بندہ نوازی تو صنم رکہتی نہین

ٹہوکرین کہانا جو ہی تقدیر مین لکہا ہوا
سرکشان دہر سر کو اس سی خم رکہتی نہین

اے قلق واللہ وہ ایمان سی ہین بی نصیب
دل سی جو لوگ الفت شاہ امم رکہتی نہین

چند غزلین اور رباعیات اور مفردات جو حال مین تصنیف ہوئی ہین درج ذیل ہوتی ہین

غزل اول

خو گئی نازو بد خوئی سے جو صنم رکھتے نہین
کیسے ہی خوشرو ہون رغبت انسے ہم رکھتے نہین

ای پری رو تیری دیوانی ہین وہ پابند وضع
خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے نہین

میری ہی دم تک تہا سارا شوق خونریزی کا اونہین
نیمچہ اپنا وہ اب دم بہر علم رکھتے نہین

اک نگاہ مہر تو کر دیتی ہے دم مین نہال
کون ہین وہ تجھسے جو چشم کرم رکھتے نہین

شیشہ ہی کیطرح سے ہم بہی ہین نازک مزاج
بے بلائے بزم ساقی مین قدم رکھتے نہین

نفع ہو الفت کے سودا مین کہ نقصان صریح
ایسے موقع پر خیال بیش و کم رکھتے نہین

بات کرتا غیر سے دیکھین تمہین ورنہ طرح
خوش ہو یا ناراض تم اسکا ضبط ہم رکھتے نہین

ساقیا ایسے ہین مستغنی گدائی میکدہ
خواہش جام جم و پروای جم رکھتے نہین

بل بی عزہ حسن پر ہے در فلک پر ہے دماغ
مہربان اتنو زمین پر پاؤن ہم رکھتے نہین

غزل دیگر

کچھ امید و بیم ناز و خلد ہم رکھتے نہین
رب تری اور خواہش بعضم رکھتے نہین

[illegible]

مطلب کی اب جہاں نہیں ملاقات رہگئی

گردش میں ساتھ اون آنکھوں کی [illegible]

دن رہگیا کبھی تو کبھی رات رہگئی

واعظ کو [illegible] آیا کھینچ [illegible]

آج آبرو [illegible] خرابات رہگئی

باتیں سنا [illegible]

فرمایئے پھر آپ کی کیا بات رہگئی

فرقت میں صبر و ہوش [illegible]

۱۹۰

اتنا تو ضعف سے کوئی گھلتے سنا نہیں — یارب یہ کیا ہی کیا تن بے استخوان مجھے

گمنام ہوں نہیں ہیں ناموری کا ہوں خواستگار — درکار قبر کا نہیں اپنی نشان سے مجھے

باغ جہاں میں طائر نکہت کیطرح سے — آزاد عشق ہوں نہیں قید مکان سے مجھے

دل لیکے ہوش ہوشوں نے لیا نقد صبر و ہوش — لوٹا ہے رہزنوں نے سر کاروان مجھے

ایمان سے اے شیخ تو ہی کہدے واعظا — بہائیگی کوئی یار کی ہوتی جنان مجھے

سُن سُن کے درد دل مرا کہتا ہے یہ کہو — سمجھا ہوا ہے یار کوئی قصہ خوان مجھے

ہوں نالہ کش ہر ایک میں ہوں مشغلے سے — الفت نے کر دیا ہے سراپا فغان مجھے

ایسا میں بار ہو گیا انکو بس فنا — احباب چھوڑے جاتے ہیں تنہا کہاں مجھے

گر نا اسیر گوشہ نشین چمن پہ رحم — صیاد چھینتا تو ہے آشیان سے مجھے

احسان ضعف ایکطرف اپنے جنون عشق — کانٹوں میں کھینچتے ہیں سر استخوان مجھے

حسن خدا دکھاؤنگا اوسوقت اے قلق

معشوق ملگیا جو کوئی قدر دان مجھے

باقی نہ صحبت اکدم اثبات رہگئی — ثابت کیا جو اوسکا دہن بات رہگئی

[illegible]

یہ وہ کالا منتر ہی نہین جسکا گاٹی کا
نہ پوچھو کچہ جو تہا اس دل کی بیتابی کا حال او قیست
ذرا ناز کی دماغی وقت گلگشت چمن دیکھو
حقیقت مین بلا کی پیچ در پیچ اسکی راہین ہین
دم فکر سخن لکھون اگر وصف اوسکی آنکھونکی
نہین تیوری چڑہاتا دیکھکر زخم جگر ہر دم
بلاشک دونون رخسار منور جو مین گے اکدن
اگر منظور راحت اس دل سودا زدہ کی ہی
وہ بلبل ہون جسے یاد آئین مجہبی صیاد کی زین
ہوا مین کس مسی آلودہ لب کی رہتی ہی نالان

کبھی جان بر کوئی ہوئی نہ دیکھا مار گیسو سے
کہ بزم غیر مین حباب وہ ٹہکگی وہ میری پہلو سے
دماغ اوسکا پریشان ہوگیا ہونگی خوشبو سے
کسی دلکو سلامت پہر دیکھا کوئی گیسو سے
قلم لون شاخ نرگس سے سیاہی چشم آہو سے
ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر ابرو سے
تفاول یہ لیا ہی ہمنی تیری مصحف رو سے
ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر ابرو سے
دم گریہ گلی مین پڑ گیا اک مینہ آنکھو سے
زبان برگ سوسن کیون نہین لگتی ہی تالو سے

حباب آسا بہار عمر ہی پی لے گلگون
قلق آواز آتی ہی یہ گلشن مین لب جو سے

چاہتا ہون کشش دل کی یہ امداد رہے
کہ مری طرح مرے دام مین صیاد رہے

بنا ہے مثل شیرہ جان تو نبات و شہد
لیں دام چاشنی تری ہونٹوں کی قند سے

دیوانگان عشق کی کٹتی ہیں بیڑیاں
غل ہے اسیر ہوتے ہیں آزاد بند سے

اونچا مرا مزار نہ ہرگز بنائیو
نفرت تھی زیست میں بھی مکان بلند سے

او شہسوار مر کے بھی چھوڑا نہ تیرا ساتھ
لپٹی ہے خاک دامن زین سمند سے

سونے کی بیڑیاں مرے پاؤں میں چاہیے
وابستہ دل ہوا ہے تری دست بند سے

کیا کیا کٹی ہیں شرم سے وہ نونہال باغ
جو بڑھ چلے تھے یار کی سرو بلند سے

فردائے حشر اوٹھینگے وہی لوگ رو سفید
داڑھی بڑھا کے بچ گئے جو ریشخند سے

دلسوز تیرے اے صنم آتشیں عذار
سیکھے ہیں طرز نالہ سوزان سپند سے

نخوت ہمیشہ کرتے ہیں نخوت شعار سے
ملتے ہیں جھک کے ہم تو تواضع پسند سے

جاتی ہیں میکدے سے جو ہم مست بے پیے
شیشے پکارتے ہیں صدائے بلند سے

وہ بد بلا ہیں زلف کے پیچ آدمی تو کیا
چھوٹے نہ پھنس کے دیو بھی اسکی کمند سے

او شہسوار لاکھ صبا نے اڑائی خاک
ذرہ نکل سکی نہ تمہاری سمند سے

سمجھے جو دیکھا آنکھوں اوسکی فریب زلف
صید آہوؤں کو کرتی ہیں مشکیں کمند سے

گل و فا و محبت میں رنگ و بو کم ہے
سبب یہ ہے جو حسینوں کی جستجو کم ہے
چھٹا کم نہیں قلق بھی کمال مجھ کو ہے
نکلا مرا کلام یہ کہتے ہیں کہ لیں
خط لکھوں میں جو وصل کی رمز بمز ہے
مطلب یہ تھا کہ سمجھے کنایہ وصال کا
صحبت کا رنگ اور ہے کچھ روز چند سے
سیکھے ہیں بر معاش و زبان بیچ ہے
تو فیض صحبت ہیں بہت سے سمندر سے
ہم یہیں کیوں نہ ہو سموئی کی طاقت

ہماری اوسکی ملاقات کسطرح ہے
وہ بے زبان ہے تحمل کی ہم کو خو ہے
زبان خنجر سفاک تو ہے تشنہ خون
مگر بدن میں مرے ضعف سے لہو کم ہے
کہو یہ چارہ گروں سے بہار آئی
کہ پیرہن میں بھی حاجت رفو کم ہے
اہانت اتنی نہ ہم معافی کرو اعظ

[illegible]

[illegible]

شمیم کوئے گیسو یوں ہمارے رہی اوڑتی ہیں
چمن سے نکہت گل جس طرح لیکر صبا نکلے

علاج درد دل حشیان بیمار ونگی کرتی ہیں
تماشا ہے کہ حاجت مند سے حاجت روا نکلے

سعادتمند تو وہ ہے کہ فرط شرم سے کہے
تری سائے سے دیگر سایۂ بال ہما نکلے

نہیں ہے کوئی ایذا دوست محبسا دشت تلین
اوٹھا کر رکھلوں آنکھوں پر جو کانٹا پاؤں سے نکلے

بجا کہتے ہیں جو معدوم کہتے ہیں یہ دیکھا ہے
کمر سے پیچ پٹکے کی تمہارے بار ہا نکلے

ہمارا خبط گر تاثیر اپنی تجھکو دکھلائے
ترے خود منہ سے تیری بدزبانی کا گلا نکلے

بدمست واعظو کرتی تو ہو پر شرط بدتا ہوں
اگر بنت عنب سے کوئی بڑھکر پارسا نکلے

عجب رنگین بیان ہے وہ زبان سے بھی نہیں
دہان غنچہ سے اوس گلگ آگے بات کیا نکلے

رہائی کے لیے احسان صیاد جو نہیں حاصل
قفس میں فصل گل کے بعد گر نکلے تو کیا نکلے

وہ مومن ہوں جو اسم کہتا ہے قلق توڑوں
شکست بت سے بھی اللہ اکبر کی صدا نکلے

ستم پر پا کئے جسوقت بہولے سے بھی آ نکلے
سبکروحی ہماری ہوگئی باعث رہائی کا

ہماری جانکو تم تو بلا کو سے سوا نکلے
جنوں میں خانۂ زنجیر سے مثل صدا نکلے

۱۸۷

[illegible — uncertain reading: نرالا طور انداز ادا رنگی طرز ادا سے نکلا]

[illegible]

بہجوم عاشق گیسو جو دیکھا چلے ہم
تری گلی مین سر شام گرہ راہ پہ چلے
بہم کو دیکھو در الفت کا بوجھ تن کیسا
کہ بار کوہ اوٹھا کر بہ رنگ کاہ پہ چلے
وفور شوق مین ہو عشق کا گزر کیونکر
اس ازدہام مین کس طرح کوئی راہ پہ چلے
بجا ہلال کیطرح رشک سے او سو قت
گناہگار محبت جو قتل گاہ پہ چلے
مسافر او سمین سر شام و سحر رستہ مین
ہمارے کوچۂ گیسو کی خاک راہ پہ چلے
ہمارے گھر کا جو رستہ او سنے آنا جانا کیا
تمام عمر نہ ہم بھی اودہر کی راہ پہ چلے
شکار آنکہون کو بس مہر مقبال
کمان بدست جو وہ سوی صیدگاہ پہ چلے
بغیر آہ و فغان یون روان ہین آنکھون سے اشک
کہ بی نشان کوئی جیسے کہ سپاہ پہ چلے
تمہارے کوچہ و صحرای عشق تھی یہ نزر

یہ عبث ادھر جو گئے کمر مین ہمین ہوئی دقت
کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ پہ چلے

ہوئی نہ غیر فرنگی بہر کا ذ سے سماعت حال
در حضور سے محروم داد خواہ چلے

تری رکاب مین ای شہسوار حکم جو ہو
مرا غبار بھی ہمراہ گرد راہ پہ چلے

کرم سے اوسکی تو امید ہے مگر ہے یہ شرم
کہ پاک آئی تھی آلودۂ گناہ سے چلے

کبھی سے طینت ظالم بری نہین ہوتی
نہ سید ہے کبھی افعی سیاہ سے چلے

چلا جو شہر سے صحرا کو مین وحشی ہون
تو جیسے خود بخود اوڑا اوڑ کی سنگ راہ پہ چلے

یہ صید دل بھی ہے مشتاق ای کمان ابرو
ادہر بھی کوئی ترا ناوک نگاہ سے چلے

تمام عمر نہ لے نام رہنمائی کا
خضر اگر مری دشت جنون کی راہ پہ چلے

جو لیچلا ہمین جلاد سوے قربان گاہ
تو اس خوشی سے چلے ہم کہ عید گاہ پہ چلے

قلق خدا کا بھی ان ظالمونکو خوف نہین
بتان دہر کی ہاتھون سے داد خواہ سے چلے

گناہگار چلے ہم کہ بیگناہ سے چلے
تو واعظ اپنی کہہ اپنی تو ہم نباہ چلے

چلے جو واعظ و رند اپنی اپنی راہ چلے
یہ سوے میکدہ وہ سوے خانقاہ سے چلے

کہدو یہ اطبا سے کہ تکلیف نفرمائین
اچہا ہو دوا سے یہ وہ رنجور نہین ہے

ہمچشمی جانان کبہی آہو نکریگا
نرگس کیطرح آنکہو نسے معذور نہین ہے

دکہلا لین فروغ اپنا مہ و مہر شب و روز
در پردہ ابہی وہ بت پرنور نہین ہے

جز شکوہ سنا ایک سے بہی شکر نہ ہمنی
غمخوار کوئی آپکا مسرور نہین ہے

سن سنگ مرا تذکرہ کیون گہتی ہو بات
تم جس سے ہو نادم یہ وہ مذکور نہین ہے

داد اپنی نہین پاتے ستم دیدہ تمہارے
اے بادشہ حسن یہ دستور نہین ہے

پشتارہ خط شوق کا اوٹہے تو اوٹہائے
پیغام بر اپنا کوئی مزدور نہین ہے

دلسے مژۂ یار عبث کرتی ہے کاوش
سولی کے سزاوار یہ منصور نہین ہے

ساقی کی توجہ ہے عبث رخ سے نہ پہیرے
مے کہچتی ہے جس سے یہ وہ انگور نہین ہے

کیون طور کی مانند جلاتی ہو دو لونکو
سرمہ جو لگانا تمہین منظور نہین ہے

دل دیکے کرین شکوۂ بیدردی دلبر
ارباب محبت کا یہ دستور نہین ہے

ملنا ہو تو ملنا وہ رقیبو نسے کرین ترک
یہ طرز ملاقات کا منظور نہین ہے

یوسف سے حسین مول لیا کرتا تہا کل تک
گو آج قلق صاحب مقدور نہین ہے

کسنے رندونکو سوا اسکو قبولا ساقی
مسجدونمین جو نظر مجمع زہاد آیا

کبھی بہیجا ہی تو بہیجا مجھے گلدستۂ داغ
درہم داغ تو بلبل کو دئے زر گل کو

بوتلین بادہ گلگونکی لنڈہاد تو بہی

دختر رز کی کہین سے کبہی بات آئی
یاد کیا صحبت رندان خرابات آئی

یار کی پاس سے آئی تو یہ سوغات آئی
فصل گل باغمین کرتی ہوئی خیرات آئی

ساقیا اکہی بڑی دہوم سے برسات آئی

مطلب دل کوئی اپنا کبہی نکلا نہ قلق
ان بتونکی نہ کسی کام ملاقات آئی

دفتر جو گلونکو وہ صنم کھول رہا ہے
آثار رہائی ہین یہ دل بول رہا ہے

غیر و قفس مری واسطی جو بول رہا ہے
کس کس کا نہین طائر دل دام مین اسکے

جامی سی ہوا جاتا ہی باہر جو اک گل
شاہونکی طرح کی ہے بسر شست جو نہین

اغیار تو کیا دل بہی ادہر بول رہا ہے
صیاد ستمگر مرے پر کھول رہا ہے

آب در دندانمین وہ سم گھول رہا ہے
طوطی خط عارض کا تری بول رہا ہے

کیا باغمین وہ بند قبا کھول رہا ہے
دیوانو نکا ہمراہ مری غول رہا ہے

زلفین کی ہماکی شوخی سی کرنے لگا وہ شوخ	اندر ہی بوجھ دونوں مری شانی رہ گئے
زندانی سی اوس پری کی کیا اور تو رہا	ہمسے جو تھی اسیر وہ دیوانی رہ گئے
کی ہمسری جو گوہر دندان یار سے	محجوب ہو کی موتیوں کی دانی رہ گئے
ساقی کا حسن دیکھکی میکش ہوئے ہیں مست	ہاتھوں میں سب لیے ہوئی پیمانی رہ گئے
اوس شعلہ رو نی جب سے اوٹھا جو نہیں نقاب	حیران شمع حسن کی پروانی رہ گئے
اندر کا انجمن جمیع اکہاڑا اوٹھا کل آج	دیوونکی رہنی کو وہ ویرانی رہ گئے
مسمار مسجدین ہوئین قسمت سے زندگی	باقی خراب ہو کی یہ میخانی رہ گئے
سب دل عزیزہ ہوان ہو شب یک حال	اپنے تو کیا نہ وقت پہ بیگانی رہ گئے

فرہاد و قیس تو نہ رہے لیکن اے قلق
الفت کی اونکی خلق میں افسانی رہ گئے

تصور رخ و زلف سیاہ کسکا ہے	خیال آپکو شام و لگاہ کسکا ہے
دل اسیر ستم داد خواہ کسکا ہے	یہ صید زخمی تیر نگاہ کسکا ہے
الٰہی کونسا دل سوختہ کراہا ہے	فلک پہ چھایا ہوا دود آہ کسکا ہے

١٨٣

دل اپنا کشتہ تیغ نگاہ کسکا ہے
جواب دیکھ کی کیا حشر میں جو پوچھینگے لوگ
تجھ خدا سے قلق داد خواہ کسکا ہے

کھب گیا ہے جب سے نظروں میں رخ گلگون پاک
ہر گل تر چشم بلبل میں برنگ خار ہے

رحمت للعالمین پیدا ہوے ہیں جس جگہ
ابر رحمت اوس مکانکا سایۂ دیوار ہے

سنکے اوس بحر شفاعت کا تولد ہو گیا
اب جہاز امت عاصی کا بیڑا پار ہے

دیکھکر اعجاز ہیں ایسی یہ لائے دین
سچ ہے کیا ان بت پرستونکا خدا کی مار ہے

دہر میں برسا ہے جب سے تیرا ابر تیغ عدل
سرد بازار فساد و فتنۂ اشرار ہے

رعب میں ہے مائل اسلام کافر بھی نہیں
لب پہ ناقوس کلیسا کے بھی استغفار ہے

جس سے تو راضی ہے شاہا اوس سے راضی ہے خدا
جس سے تو بیزار ہے اوس سے خدا بیزار ہے

اے سپہر دین نہیں ہو جہ آتنا فروغ
مہر و مہ میں بھی ترا اک پرتو انوار ہے

صاحب منبش ہو کیا بہکے نہ رستہ کو کبھی
راہ شرع پاک ایسی صاف اور ہموار ہے

حسن محبوب الہی کی بڑھی ہے جب سے دھوم
تختۂ نبرد اوسد لیسی اتبک مصر کا بازار ہے

دوست جتنے ہیں وہ ہیں امیدوار باغ خلد
دشمنونکو آپ کی خوف عذاب نار ہے

معجزۂ شق قمر سے کوئی روشن تر نہیں
تیرہ دل کون اوس سے بھی افزون انکار ہے

دردمندوں میں لب جانبخش کی ہی نہیں
عیسی مریم بھی تیری عشق کا بیمار ہے

جلا دل مرے دونوں برما
وہ گیسو جو چھوٹے سے و کھلا گئے
پڑے پیچ میں زلف کی ہم آگئے
علاج مریض دہن سے ترسے
مسیحا بھی آخر کو تنگ آگئے
خط سبز پانی الفت
خضر عشق کی راہ بتلا گئے
بہت مختلط تھے وہ اغیار سے

عشق عشاق کو تعلیم وفا دیتا ہے
طرز بیداد حسینوں کو سکھا دیتا ہے

پہلی منزل ہے کڑی غافلو رہنا ہشیار
یہ جرس قافلے والوں کو صدا دیتا ہے

کوئی آئین وفا اوٹھ نہیں رہتا اس سے
کون دل کو ادب عشق سکھا دیتا ہے

قتل کر ڈالیگی آرایش قاتل اک روز
بو مری خون کی وہ رنگ حنا دیتا ہے

خضر شوق ہمارے دل سودائی کو
راستہ کوچۂ گیسو کا بتا دیتا ہے

جب گھٹا اودی اوٹھتی ہے تو بادۂ گلگوں بھی نہیں
گرم پیر خرابات جھکا دیتا ہے

گرم بازاری خونریزی سفاک رہے
تیرا احسان باختہ یہ دلسے دعا دیتا ہے

اور تو اور نہ دو نسے ہی چلتا نہیں بس واعظ کا
دختر رز کا مگر عیب لگا دیتا ہے

سچ ہے خورشید قیامت میں غضب کی ہے چمک
شاہد یار کا نقش کف پا دیتا ہے

کار آب آگ سے لیتا ہے جو وہ چاہتا ہے
داغ سوختہ کو نشو و نما دیتا ہے

کسی نعمت میں نہیں پاتی ہیں ایسی لذت
بوسہ جو ادن لب شیریں کا مزا دیتا ہے

آسمان سے بھی سوا کوئی ستمگار نہیں
حسرتیں خاک میں سب دلکی ملا دیتا ہے

دل پر نجم کو جو چھیڑو تو وہ کیا نالان ہو
جام خالی کو بجاؤ تو صدا دیتا ہے

[illegible]

۱۸۱

[illegible]

[illegible]

کون کہتا ہے کہ ہوتی ہین خوشی ناز حسین
چاہنے والا طرحدار بنا دیتا ہے
سارے عالم سے [illegible] دیتا ہے
ہم اساقی وہ مے ہوش ربا دیتا ہے
بادشاہی [illegible] دیتا ہے عزا دیتا ہے
شرف انسان کو کب ظل [illegible] دیتا ہے
ہستی مین عبث چھوڑ کی ملک عدم [illegible]
کہتی ہے قلق [illegible]
پروانہ و شمع و گل و بلبل ہم [illegible]
[illegible]

شاہ و گدا ہین دونون اسیر ہوا و حرص	کس کی فکر اسے ہے تو اوسکو ہے شال کی

آمد سنی جو اونکی تو کس ذوق سے قلق
طیاریان کین صبح سے شام وصال کی

ہمپر جو وہ کھینچے ہوے تیغ دو دم آئے
چلا کی اجل بولی کہ ہشیار رہو ہم آئے

تھا خوف کہ گھر گھر کہین پڑجانہ ماتم
درگاہ تلک اونکی بمشکل علم آئے

امید کوئی فاتحے کی اوس سے رکھے خاک
ہمراہ جنازہ بھی نہ جو دو قدم آئے

شاہونکی طرح شہر مین صحرای جنون سے
دیتے ہوے ڈنکا سر بازار ہم آئے

سرگرم رہ دشت جنون ہے کوئی ہمسا
کیونکر نہ قدم لینے ہمارے ورم آئے

محتاج نہ خاک ہین اک سورہ قل کی
شاہونکی نہ کچھ کام نشان و علم آئے

صحبت سے نکیرین کی ولے ہا جو لحد مین
مولا کی صدا آئی نہ گھبراؤ ہم آئے

دکھلایا نیا شورش خلخال نے عالم
بیجان تو زندے ہوے مردونمین دم آئے

نرگس کو و آنکھون سے ملا یا کوئی افسون
سنبل ہین اون گیسوؤن سے پیچ و خم آئے

اب منفعل جو ہین ہنگام عیادت
آئی بھی تو دم دینے کو وہ مر دم آئے

منعمونکو نہین نعمت مین یہ لذت حاصل
سو کہا ٹکڑا ہو تو کل کا مزا دیتا ہے
اوسمین سو طرحکی قدرت ہے وہ مجبور نہین
چاہتا ہے تو مقدر سے سوا دیتا ہے
تیغ قاتل مری گردن سے لپٹ جاتی ہے یون
جیسے بچھڑے کو گلے کوئی ملا دیتا ہے
شور خلخال ترا ایصنم حشر خرام
[illegible]

١٨٠

[illegible]

[illegible]

اوب دیکھو جو سوئے دشت جاتا ہی غبار اپنا
بگولا پیشوا لینی کو بیتابانہ آتا ہے

تمہارے خال عارض کی جو عاشق ہین سبب اونکے
ادب کرتی ہین یہ پا جو کوئی دانہ آتا ہے

ہمین بھاتی نہین یہ حجتین شیخ و برہمن کی
پسند طبع اپنی مذہب رندانہ آتا ہے

جو پامالی سے بچتا ہی تو پا مالا مار جاتا ہی
مری قسمت کا جب نشو و نما پروانہ آتا ہے

تو وہ ہی شمع بزم گل رخان آئے اہل عالم
تری محفل مین پر کھیل کر پروانہ آتا ہے

دل وارفتہ پر آتا چلا ہی کب اول وحشت کا
مری کعبی کی استقبال کو بتخانہ آتا ہے

جلو مین لشکر طفلان تماشائی ہی اک عالم
نہ کبھی شوق کت سے تیرا ای پری دیوانہ آتا ہے

گذر سنگر مرا اوسکی گلیمین ہماڑ کھانی کو
رقیب رو سیہ مثل سگ دیوانہ آتا ہے

وہان بستی بسا ہین تیرے دیوانہ الفت
نظر جب دشت گردی مین کوئی ویرانہ آتا ہے

جلالی کو فقط ان واعظان خود فضیحت کے
قلق کعبے سے اوٹھکر جانب بتخانہ آتا ہے

کس کس ادا سے نعش مری پایمال کی
اونکی خرام ناز نے کیا مجھسے چال کی

کیا کیا صفت بیان ہو اوس نونہال کی
جوبن پہ ہے بہار ریاض جمال کی

۱۶۹

باہم یہ مشورت ہے تری خط و خال کی
ناوک نظر نگاہ مین ٹھہرا نہ اک حسین
مقدور بھر تو ہمنے بہت دیکھ بھال کی
تعظیم ایک سی ہمین دونونکی چاہیے
پیر مغان سے کم نہین حرمت کلال کی
چین جبین کو زیب ہے کیونکر ہلال کی
سطرین تری بھوین ہین ... وصال کی
قاضی ہی کا لہو ... ... سال کی

[illegible]

باقی دلیل حجت دیدار سے کلیم
لکنت ہوئی غرور زبان کلیم سے
کیا آج مبتلائے غم و رنج عشق ہون
ان جاو تو نکالا ہون محل قدیم سے
کیا غم مین ... سو جای امن کی
ہوتا تو پوچھتا مین فلاطون حکیم سے
وہ شوخ بیحجاب اگر ہمکلام ہو
نکلے کلام ہی نہ زبان کلیم سے
جنت وصال یار ہے دوزخ فراق یار

یون نکلا ... نور سے ... تن ... کلیم سے
جسطرح شب ... خورشید ہو عیان
شاد ہم ہوا کمال مین اسکے نعیم سے
لکھا کہا نہ مانا ... بچایا عشق مین
حجت رہی یہ طور پہ ... کلیم سے
آسمان تھی دیدار کی ... لطف و ...
بچھو مین غم دور ... امید و بیم سے
گلزار مین خزان کہ بہار ... [illegible]

نہین کہتا و کہتا ہے فلک نیرنگ یون ہمکو
قلق جیسے تماشائیکی بادیگر نظر باندھے

کچھ عرض حال کی نہین حاجت کریم سے
واقف ہے خوب وہ مری حال سقیم سے

آئی نہ بلکہ اوس گل تر کی شمیم سے
اتنا گلا ہے باغ جہان مین نسیم سے

جلنے سے میری یار ہو خوشنود اگر مرا
سمجھون فزون جحیم کو باغ نعیم سے

وہ ہون فقیر مست تکلف سے عار ہے
بدلون کبھی نہ شال مین اپنی گلیم سے

پیرو تمہارے کرتے ہین آج استاد سترس
جا ہین تو چھین لین ید بیضا کلیم سے

ہوتی نہین مطیع حسینان روزگار
توڑینگا اس طلسم کو ہم لوح سیم سے

درکار ہو بخف مین جو جاروب روشنی
عیسی سے لین نفس ید بیضا کلیم سے

پیاسا ہون آب تیغ سے اب جلد کر
جلاد منہ نہ موڑ ثواب عظیم سے

کیونکر نہ مجکو ہو در گوش صنم عزیز
الفت خدا بھی کہتا ہے طفل یتیم سے

جلتا ہون شل طور مین اس رشک شمع سے
کیا تخلیہ مین باتین ہوئین تہین کلیم سے

ہو سیر باغ کو جو صنم مرکی تا نصیب
کی ہے مری غبار نے سازش نسیم سے

[illegible]

١٧٧

بہار گل مین سودائی ہوا ہون اوسکی زلفون کا
بجا ہی عشق پیچان کی مرے مشکین اگر باندھے

وہ مین گر بستہ قسمت ہون کبھی گر جائے تیر اوسکا
نشانہ طائر دل کا جو وہ ناوک نظر باندھے

بگولا بنکی خاک قیس و فرہاد آئی بیعت کو
ترا دیوانہ کوہ و دشت مین میدان اگر باندھے

غبار کوچہ کا کل ہوئی ہے بعد مرنے کے
ہوا اپنی نہ میری خاک کیونکر اسقدر باندھے

رخ انجام کو آئینہ آغاز مین دیکھے
تصور ہم کا دانے سے طوطی پیشتر باندھے

جو مین نے دست بوسی حسب عادت کی تو فرمایا
نہیں زیبا جو ہر اک بات کی انسان کمر باندھے

غم شادی وصلت مین ہوئے معلوم نہین عجب کیا ہے
جو سہرا آنسوون کا وہ سر تابوت پر باندھے

ہزارون سر کئے بل جانباز تیرے یار او تم چاہو
سر بحر فنا تیغ جہازی پل اگر باندھے

دل بیتاب ہے آزاد دنیا کے بکھیڑون سے
جہان مین طائر قبلہ نما کس کے پر باندھے

پڑیگا سابقہ جس دن تو کھل جائیگا حال اونکا
رقیب اپنے سپاہی تھے ہین تیغ و سپر باندھے

دیا خط دیکے کیون پیغام شوق اوس حرم پر اونے
زبان پر تو حرف آئی جانب دست نامہ بر باندھے

چمن مین چاندنی کے پھول پر صد برگ کا شک ہو
قلق زردی رخ عاشق کی رنگ اپنا اگر باندھے

کس چمن سے گذرتی ہی رندان مست کی | سوتی ہین خشت خم کو سرپاؤن دہری ہوے

خوف خزان سے سوکہہ گیا گل خار کی طرح | جب موسم بہار مین کچہ ہم ہری ہوے

وہ رند بادہ کش ہین کہ ہمنی برابری | خالی کیے ہین خم کی خم اکثر بہری ہوے

جتنے وہ بات بات پہ ہمسی بگڑتی ہین | کہو تو نسے اتنی وہ نہ کسی دن کہری ہوے

سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نی بار بار | خالی کیے ہین ہم پہ تپنچے بہرے ہوے

سب ہر بکف ہین دیکہیے ہو کون سرخرو | قبضے پہ ہاتہ ہی وہ ستمگر دہری ہوے

چشمان یار جو رہین مستی مین کسقدر | کیا یہ ہرن ہین سبزہ مینا چری ہوے

لایا نہ کچہ جواب پیام او پیام بر | کیا گہنگنیان منہ مین تہے اپنے بہری ہوے

ڈالی ہی اپنی جلوی پہ آنکہ اوسنی بار بار | ہین چاندنی کا کہیت پہ آہو چری ہوے

بیچا ہی چہیڑ کر سر بازار ہم او نہین | دو کہوٹیان سنائین وہ ایسی کہری ہوے

بوسہ دیا کبہی تو جلائی کیو اسطے | دو چار گلیان ہوئین کچہ غزری ہوے

گرمی عشق یکہو ہوے تر بغیر غسل | حمام دل کی ایسی بلند ابخری ہوے

خالی ہوئی ہین سنگ سے طفلان جوا جنون | دامان کوہ مین تو ہین پتہر بہری ہوے

پہر جنس دل نہ اپنی کسی نے خرید کی
سچ ہی کہ قدر کچہ نہین مال مزید کی
آنکہین ہوئین نہ بند ہمارے شہید کی
مرنے کے بعد بہی یہ تمنا تہی دید کی
روزے مین ہم صیام کی پہلی کو مر گئی
یہ وقت چشم پوشی اہل وفا نہین
مسی دہان تنگ کی دیکہی تو شک ہوا
انگشتری ہی کوئی نگین حدید کی

خاطر پیر مغان توڑتے بہر واعظ
توبہ مے کی نہ کہاتی جو قسم کیا کرتے

بازگشت اونکی سوا اور کہان تہی میری
مجہسے مجرم پہ نکرتے جو کرم کیا کرتے

دشت مین قیس سے شوریدہ سری گہٹ رہتی
معرکہ تہا جو بڑہاتے نہ قدم کیا کرتے

جان ہونٹھون پہ تو آ آگئی دم گہٹ گہٹکر
اور تم اُس سے سواناک مین دم کیا کرتے

کونسا خاک در میکدہ پر لطف نتہا
ہم خرابات نشین مسند جم کیا کرتے

جان دی عشق مین اوس شوخ کی تنگ آکے قلق
یہ نکرتے تو بتاؤ تمہین ہم کیا کرتے

ادہر سے جاتی ہین وہ آنکھہ جو چرائی ہوے
اونہین کا تیر نگہ ہم ہین دل پہ کہائی ہوے

ہمارا کاٹ کی سروہ کمال نادم ہین
کہڑے ہین در سے مقتل مین سر جہکائی ہوے

عبیر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان
تمہارے سبزۂ خط ہین زہر کہائی ہوے

سرا دہر ہے دم لینے کا مقام نہین
عدم کے قافلے والو قدم بڑہائی ہوے

ہماری خاک کی حسرت تہی دیدنی او سوقت
چلے جو ناز سے وہ پائچے اوٹہائی ہوے

تمہارا کشتۂ مژگان کوئی نہین بچتا
یہ تیر ظلم ہین کس زہر مین بجہائی ہوے

۱۷۵

فقط ار بخشش اس بات پر ہو گئی
کہلی خواب غفلت سے پیری مین آنکھہ
شب نوجوانی سحر ہو گئی
لفافے پہ اپنا نہ لکھنا تہا نام
خطا اتنی اسے نامہ بر ہو گئی
کہا مینے کل سوال وصال
نہین جرأت اب [illegible] ہو گئی
قدم رکھتی ہی کھڑکھڑا یا مجھے
[illegible] زنجیر در ہو گئی

[illegible]

ہمین بخشی نہ جستجو دخل کیا مرضی ناتکین کی
جبین سا رہتی ہین ہر دم ملک جن در نشتر کیا

وگرنہ اوسکی رحمت کو تو درکار اک بہانہ ہے
در دولتسرا ہے یار کا وہ آستانہ ہے

عنادل کی صدا کیا بوم ہی ہے جس جگہ عنقا
قلق اوس گلشن ویران مین بنا آشیانہ ہے

قفس مین درد دل سی نالہ و فریاد کیا کیجے
قفس مین ہمصفیران چمن کو یاد کیا کیجے
ہزارون قتل کر ڈالے ہمین سے کیا عداوت ہے
غنیمت دم نہ سمجھا مجھ اسیر نغمہ پیرا کا
ترحم کر کی عاشق پر وہ بت یہ ہنسکی کہتا ہے
ترے مجنونکی فصد مین کھیعتا ہے اسکو سودا ہے
دکھاد یتے ہمارا کچھ بھی دلبر بس اگر چلتا
دم عرض رہائی ہنسکے وہ صیاد کہتا ہے
طلسم نوجوانی تھا عجب اک وقت اوپری

پراگندہ دماغ نازک صیاد کیا کیجے
دل ناشاد کو دم بھر کی خاطر شاد کیا کیجے
قضا آتی نہو تو شکوہ جلاد کیا کیجے
کسی سے شکوہ بیقدری صیاد کیا کیجے
گلی لگ جایئے بوسہ فقط امداد کیا کیجے
تحیر ہے علاج وحشت فصاد کیا کیجے
مگر مجبور ہین اد بائی بیداد کیا کیجے
گرفتار آگی جو خود ہوا سے آزاد کیا کیجے
زمانہ خود فراموشی کا اپنی یاد کیا کیجے

١٧٤

ایکدن مجبور سے کہا نے خوش ہو کر ملی
خاک مین سارے مری ارمان ای اکبر ملے

کیا وہ خوش قسمت ہین جنکو قدردان دلبر ملے
ہمکو تو بی مہر بد خو بیوفا اکثر ملے

اس قدر مشتاق قتل اوس قاتل عالم ہین ہم
عید قربان ہوگی سر گر ترا خنجر ملے

عدو سے بگڑ کر عجز بہی انسان کو کرتا ہے خراب
کی ادو نے سرکشی جس سے بہت جھک کر ملے

قامت معشوق جانان کا جو مین دیوانہ تہا
خاک سے میری بگولی سرو قد اوٹھکر ملے

لکھ چکا جب اوس مہر حسن کو مین خط شوق
چاند اور سورج لفافے کی لیے ولفر ملے

پائی جنسیت جو صحرا گرد لاغر مین ترے
بید مجنون جب ملے مجھسے بہت جھک کر ملے

کیا چمک افشان کی ہے موے سیاہ یار پر
اس سپہر حسن کو کس نور کے اختر ملے

باری اتنا تو دکھایا جذبہ دل نے اثر
آپ ہی روٹھے وہ مجھسے آپ ہی آکر ملے

ہم وہ منصف گلشن عالم مین ہین اے باغبان
دین کفن بلبل کو پہولونکی اگر چادر ملے

رند مشرب وہ ہین کوثر پہ بہی یہ چلاینگے
کوئی ساغر ہمکو بہی یا ساقی کوثر ملے

وصف معراج شہ مرسل کا جب عازم ہوا
میری مرغ فکر کو جبریل کے شہپر ملے

کھینچ سکے موے میان یار کی اوس سے شبیہ
میر کی بہزاد تصور سا جو صورت گر ملے

۱۷۳

چمن عزول روشن ہین بگولہ شامیانہ ہے
ہمارا حال دل سنکر سے ولہم چوٹ لگتی ہے
اور اڑا دیتا ہے نیند آنکھو نسے جو وہ فسانہ ہے
پہلا پہولانہ کشت دہر مین تخم میر دل
نہین آگاہ جو نشو و نما سے یہ وہ دانہ ہے
جہان کوشش ورزکی نقد مضمون اسکے ہاتھ آیا
زمین شعر مین بہی دفن کیا کوئی خزانہ ہے
بیان کرتا ہے میم وصف کمر اپنی محفلین
یہ اوس عیار کی مجھسے لگاوٹ غائبانہ ہے

یقین ہے کہ اک دن مجھے مضطر کی مٹی بسن کیگا

سراسر ہے زیان سوداے زلف یار مین اے دل

وصال اک سمت محرم ہے آخری دیدار سحر تھا

نگہ کس درپہ ہے تیرا رانده درگاه کو عزت

دلا صبح شب وصلت نہ کر اتنا غم فرقت

تو اوسکی آرٹی آیا ہے تجھ جسنے بگارا ہے

تجارت مین متاع عشقبازی کی خسارا ہے

فراق یار نے کیا کیا ہمین ترسا کی مارا ہے

جسے تو نے بگاڑا ہے اوسی کسنے سنوارا ہے

ابھی تھا تیر پہلو مین ابھی تو وہ سد پارا ہے

نہ قتل اوسنے کیا تو آپ کاٹینگے گلا اپنا

قلق قاتل سے آپ آج ہی بس وارا نیارا ہے

وہ پری جان بھی لیئے تو گوارا کیجے

سخت جانی کا بھی احسان گوارا کیجے

جان ہونٹھونپہ ہے وقفہ نہ خدارا کیجے

چشم زخم آپکی شمشیر نگہہ سے رہے دور

ہم وہ ہین عاشق جانباز نہین قتل ہونگی قسم

چشم باطن اگر اعجاز تصور سے کھلے

نقد دل بھی ہے کوئی مال جو پیارا کیجے

آج جلاد کا جی بھر کی نظارا کیجے

عیسیٰ لب کو ذرا اپنے اشارا کیجے

سر عاشق جو تصدق مین اوتارا کیجے

سر ابھی کاٹ کی رکھدین جو اشارا کیجے

بند آنکھین ہین اور اوسکا نظارا کیجے

١٧٢

لینے مین جو بس دل کو تو عجلت کمان ہے	ذرہ مین نقد وصل کی برسون جکا ئینگے
گرم خرام ہو نگی اگر صحن باغ مین	انگارون پر وہ کبک چمن کو لٹا ئینگے
سینہ سپر ہین عاشق جانباز سیکڑون	تیغ نگاہ ناز وہ کب آزما ئینگے
آنکی تو ہجر یار مین ہم گور جہانک آئے	جیتے ہین تو کسی سے نہ پہر دل لگا ئینگے
ای شہسوار ناز یہ مٹتا ہے بار بار	تیری سمند حسن کو ہم خود بنا ئینگے

ہم کیون اطاعت انکی کرین فائدہ قلق
کیا یہ بتان دہر خدا سے ملا ئینگے

جلد ہے سحر ہو کہ ای خورشید رو ہم تم بہم نکلے	ہزارون رشک سے بسمل ہوے لاکہون کے دم نکلے
نہ تہا گاہ رسم جور سے خانہ نشینی مین	نکالی یاد ان کی گہر سے جب باہر قدم نکلے
محرم مین تمنا تہی زیارت ہو گی جی بہر کے	الم لاکہون اوٹہا ئے ہین جب دل کے علم نکلے
رہے ہم وضع کے پابند بیٹہے جی جنون مین بہی	نہ اپنے خانۂ زنجیر سے باہر قدم نکلے
کیا جب امتحان قاتل نے اپنے سرفروشون کا	رہا پالا [illegible] کے ہاتہ جو ثابت قدم نکلے
مقابل کر کے اون کے جوہری سب [illegible]	گہر پیش در دندان بہت قیمت کے کم نکلے

۱۷۱

قاتل کا پنجہ نور رشک آبدار ہے
کیونکر بجھاوے پیاس نہ تجھ تشنہ کام کی

بلبل خیال گل کا تجھے گو ہزار ہے
اور تجھ میں ہوش و ... رنگ ...

قول و قسم کا یار کی اعتبار ہے
مشہور ہیں جہاں میں تلون مزاجیاں

اپنے چمن میں ہم طلسم بہار ہے
ہم تنگ عشق و ... گل

دکان گل فروش دل داغدار ہے
لایا ہے رنگ جوش جنون گل عذار کا

جہان بیکار دور آسمان ہے	وہ قاتل تیری کوچے کی زمین ہے
ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا	پیمبر اپنا ختم المرسلین ہے

جدا جب سے مرا جان جہان ہے
نہایت دل قلق اندوہگین ہے

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہے	ساغر چڑھا کون نشۂ می کا اوتار ہے
پستان یار کا بھی قیامت ابھار ہے	گویا نہال قد شجر میوہ دار ہے
دل اپنا بلبل چمن روی یار ہے	یہ باغ وہ ہے جس میں ہمیشہ بہار ہے
سرسبز خط سے کیا چمن روی یار ہے	ہر طرفہ ماجرا کہ خزان میں بہار ہے
چلتے ہیں بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو	ہم خاک ہیں اور نہیں اب تک غبار ہے
آنکھوں نہیں ہے یہ تشنۂ دیدار ہوں کمال	پیاسی ہے گو صدف میں گہر آبدار ہے
اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہے	یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
نیرنگ دہر سے نہیں حیرت زدوں کو	تصویر کے چمن میں ہمیشہ بہار ہے
محو مژہ ہیں سمجھکے ہیں آمادۂ خلش	کانٹوں کو میرے آبلہ پا سے خار ہے

لکھتا ہوں حال دیدۂ خونبار ای قلق
نالاں قلم نہیں رگ ابر بہار ہے

[illegible]

[illegible]

دی نہ فرصت کبھی آرائش زلف و رخ نے | منتظر یار کے ہم صبح سے تا شام رہے

چمن دہر میں ہاتھ آیا کبھی صید مراد | دوش صیاد پہ تا گیسوؤں کا دام رہے

بعد مردن بھی فلک در پئے آزار رہا | ہم تہ خاک بھی اک دن نہ بآرام رہے

بیخودِ حسن دل آرام ہوں ایسا کہ شوق | دل کو مجھسے نہ مجھے دل سے ذرا کام رہے

دل کو خواہش نہو کچھ اور بجز بادۂ شوق | نشۂ الفت ساقی گل اندام رہے

دشت و کہسار میں دھوم ایسی مچا او وحشت | قیس و فرہاد کا باقی نہ ذرا نام رہے

قرض دے لینا بہار آتی ہے مفلس ہو بہت | میفروشوں سے یہ داد و ستد دام رہے

سو کھو ٹکڑوں پہ بسر کرتے ہیں زاہد خشک | عیش میں مست سدا رندِ مے آشام رہے

باغ عالم میں یہ حسرت ہے ہمیں اے ساقی | تو بغل میں ہو کیف مے گلفام رہے

اپنی تربت سے اوگا سنبل تر مر کر بھی | بستۂ سلسلۂ زلف سیہ فام رہے

فیض جاری ترے عالم میں ترا اے ساقی | تو رہے اور زمانے میں ترا نام رہے

ایکدن کوٹھے پہ آکر نہ جھلک دکھلائی | نگراں دیر تلک ہم طرف بام رہے

ہر گھڑی دم دعویٔ اسلام ہے سبحان اللہ | زندگی بھر تو قلق بندۂ اصنام رہے

داستان کس سے کہے بلبل شیدا اپنی

آپ پر ساقی گر یہ صحبت مغرور ہو تو اسقدر
صحبت سلطان نے دل از بسکہ آئینہ کیا
ہمہ شش ہر عرب عدالت کی صفت کیا کیا لکھوں
فی الحقیقۃ ہے زیارت زندگانی کا سبب
طول گیسوئی رسا کی ہوگی کیونکر صفت
جا بجا ہیں شاہ کی جانباز جانباز یکو کھیل
جان کسکی ہے جو ٹھہرے رو برو ہنگام غیظ
شل ہو غش کریں کیونکر نہ خوبان جہان

آج ہے سلطان عالم اپنا ظل اللہ ہے
سادہ ویوہین تبرک بندۂ درگاہ ہے
عدل کسریٰ جود حاتم حکم نادر شاہ ہے
دولت دیدار سلطان یہان زر تنخواہ ہے
جسکے آگے رشتۂ عمر خضر کوتاہ ہے
جنگ کا میدان بھی گویا ایک بزمگاہ ہے
شیر گردون کو بھی عزم حیلۂ روباہ ہے
عشق منزل طور کی صورت تجلی گاہ ہے

دل سے ہو ہیں جانثار جان عالم اے قلق
نیت خالص سے بندگی خدا آگاہ ہے

مبتلائے ستم و حسرت و آلام رہے
ساقیا ایک ہمیں تشنۂ جام رہے
عمر بھر محو رخ و زلف سیہ فام رہے

شاد دوران بھی نہ ہم اے غم ایام رہے
مست دو ہی میں رہ خالق سے تا عام رہے
کبھی کافر تو کبھی صاحب اسلام رہے

کسو ہنگامہ کیون برپا کیا ہے شور محشر نے
تھکے ماندے مسافر سوگئے ہین پہلی منزل کے

چھوری ہوگئی ہے قتل کر کے بیخطا مجھکو
لہو اب لگ گیا ہے منہ تیغ ناز قاتل کے

مجھے چشم سیہ کا اوس پریرو کی جو سودا تھا
برنگ چشم آہو بنگئے حلقے سلاسل کے

تجلی بخش ہے اوس شمعرو کا نور حسن ایسا
پتنگے بنگئے ہین کرم شب تاب اوسکی محفل کے

تمنائے شہادت مین ہجوم جان نثاران ہے
یہ ساری رونق مقتل ہے دم تیغ قاتل کے

نہین ہوتی تسلی اس دل بیتاب کو حاصل
مری کشتی کبھی لیتی نہین احسان ساحل کے

ہمارے ساتھ کیا یہ بھی شب فرقت مین روتا ہے
ستارے ہین کہ قطرے اشک چشم ماہ کامل کے

ذرا او ساربان ناقے کو ٹھہراتا ہوا لیچل
کہ خاک اک ناتوان کی بھی ہے پیچھے محمل کے

ٹھہر ہی تھی آج یہ سر کتنے ہین کب جان نثار ونکے
سر مقتل اوترتے ہین تصدق تیغ قاتل کے

لگائی دل نے اوس ظالم سے کوئی حکم حاکم ہے
ڈھنڈھورے پھر رہے ہین شہر مین بیداد قاتل کے

حسینونکے نہین بس مین بہم ہے اتفاق اس سے
ہمارے ناز اوٹھاتا ہے دل ناشاد ہم دل کے

وہ کشتہ ہون کہ تیغ یار زنچشمان جو ہر سے
دم رخصت بہائے اشک خون تیر گلی مل کے

ٹھرک جاتا ہے یہ خود جب مجھے مجروح کرتا ہے
لگے ہین کیا تمہارے تیر مین پر مرغ بسمل کے

زخم جگر بلبل ناشاد ہین آ کے
کہتے ہیتا ہون اوس چشم فسونگر سے ہین تشبیہ
نرگس مو کھو جب پیارے آنکھین نہ نکالے
کستا ہون قلق بار غم ہجر سے بکر
تتا نہین کوئی جو مرا بوجھ بٹالے
واہ کیا جوبن ہے آج اللہ ہی
عید قربان بہی نثار شاہ عالیجاہ ہے
دونون رخسارہ مین نور قدرت اللہ ہے
ایک رشک آفتاب اور ایک رشک ماہ ہے
تا جو پھرتے ہین گرد کعبہ ابروے شاہ
ملکو یہان حاصل ہوا حج بیت اللہ ہے
تیغ ابرو سے ہوا جاتا ہے اک عالم شہید
ہمسی زیر شاہ منزل ہے کرم بارگاہ ہے
افضل متفق یکجا ہے اطاعت شاہ کی
جنکو اونسے راہ ہے اونکو خدا کی راہ ہے
تھی ابر کرم سے کشت محتاجان خلق
کام جو حضرت کا ہے وہ فی سبیل اللہ ہے

چھپانے سے نہیں چھپتا ہے حسن دلکش عالم	کہیں چھوٹے کہیں میں اچھی صورت آہی جاتی ہے
سکھا دیتا ہے اقبال آدمی کو نیک و بد آخر	یہ دولت ہے کہ وہ سیکھے شان ریاست آہی جاتی ہے
توجہ منعمونکی نفع سے خالی نہیں ہوتی	ہوا ہو گوشۂ دامان دولت آہی جاتی ہے

ستم دیدہ جو ہیں وہ کر آفت سے بھی ڈرتے ہین
قلق نام شب فرقت سے دہشت آہی جاتی ہے

حال پرسان کبھی کہو سے بھی بیمار نہوے	ہم تمہارے ہوے تم حیف ہمارے نہوے
جا کے انصاف ہے شکوہ نہین او نا انصاف	غیر پیارے ہوے اور ہم تمہیں پیارے نہوے
کب میں خستہ خانی میں سویا کہ آیا تو یاد	کب روان دیدۂ گریان کے ہزارے نہوے
غرق اشکو نہیں مر کب ہوئی کشتی چرخ	ہمسر راہ کب آہونکے شرارے نہوے
کونسے دن نہ بھرا دامن گلچین نگاہ	کب میسر گل عارض کے نظارے نہوے
تیری افشان پہ تصدق و نہیں کرتا ہما	آسمان کے مرے قابو میں ستارے نہوے
غرق گرداب بلا تو تھے ہزاروں غواص	شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہوے
اے قلق تم رہو ثابت قدم راہ وفا	خیر پا بوس سے وہ گرچہ تمہارے نہوے

١٦٦

طالب دیدار غیر ہو نہیں یہ وہ زلفیں کہاں نہیں	گر کہوں ان کی بہن اونسے تو وہ سمجھیں گھات کی
باتیں سنو تو آتا ہے سارے گلے خونکی دل کو نہیں	تاب آتی تھی کبھی جنکو نہ آدھی بات کی
ای قمر آغاز نور حسن خط پر کر نہ ناز	چاندنی رہتی ہے تھوڑی دیر پہلی رات کی
ضبط آہ سرد و گریہ سے آنکھیوں دم پر بنے	سچ ہے کیا تکلیف دیتی ہے ہوا اوس برسات کی

بیٹھتے کعبے ہی میں یا دیر میں کرتے مقام
ای قلق کیا مفت تمنے رائگان اوقات کی

او آسمان سمجھکے ذرا کچھ ملال دے	ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
آغاز کا نہ دھیان نہ فکر مآل دے	مومن کو دے خدا تو بس اپنا خیال دے
جنکو محبت انسے ہے جنکو ہو نہیں نہیں	کیونکر کسی کو دل میں کوئی دلکو ڈال دے
شمع طبع بیان ہے دم فکر شعر ہے	شمع سخنکو نور کے سانچے میں ڈھال دے
اوسکی جفائیں سہی ہیں جفائیں مری سوا	یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
خلاق آسمان و زمین مہر اگر کرے	مانند بدر ذرے کو اوج کمال دے
طاوس کبک کہتے ہیں وہ دیکھکر خرام	اللہ رے تو مثل بشر چال ڈھال دے

نہیں قابو میں دل رہتا حرارت آہی جاتی ہے
ہمیں بھی یاد کر لیتے ہیں وہ بھولے سے صحبت میں
کبھی ہم بد نصیبوں کی بھی نوبت آہی جاتی ہے
طبیعت کو نہ کیونکر غیر کے مضمون سے نفرت ہو
کہ جھوٹی چیز سے اکثر کراہت آہی جاتی ہے
بجا کہتے ہیں جو کہتے ہیں یہ

[illegible]

اے صنم تیری نزاکت سے یہ اندیشہ ہے
تنہیں موسے کمر سے تیری زنار او لجھے

یون گیا پہاند کے اوس گہر مین بو رنگ نکہت
سیر کے دامن سے نہ خار سر دیوار او لجھے

کبھی قابو مین طبیعت ہے کبھی بیقابو
ہر گھڑی مرد سپاہی سے نہ سردار او لجھے

چشم میگون تری یون کرتی ہے گردش مین جھوم
مست جلنے مین جیسے دم رفتار او لجھے

کچھ نہین فکر نجات عمل بد انکو
کسقدر جال مین دنیا کی ہین زردار او لجھے

بزم خوبان مین تھی جو کبھی بگڑی
صاف دو چار طرح دیکھے دو چار او لجھے

دل تجھے دیکھے بلا اور بھی اک سر لی
دام کاکل مین ترے تیری گرفتار او لجھے

کبھی یکسو نہوا گیسو و رخ کا جھگڑا
سالہا سال **قلق** کافر و دیندار او لجھے

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
کہ مجتمع ہین سب اہل سخن زمین کے تلے

گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے

عدم ہے کوچ کی جا اور دہر منزل گاہ
مسافرونکے لیے ہین وطن زمین کے تلے

گئے وہ دن کہ پہاڑ اوسنے کھود کر پھینکے
پڑا ہے خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے

[illegible]

کہ رکھیگی مجھے میزان قیامت نہ سبک | میری بلا پر اگر آپکی رحمت ہوگی
دل بلبل کیطرح پھونک دی صیاد کا گھر | اتنی بھی آتش گل میں نہ حرارت ہوگی
سر محفل مری جانب سے شکایت نکرو | شرم آئیگی مجھے اونکو ندامت ہوگی
ہمتو ہر بار کرم سے بری ہونگے جانبر | رنج ہجر اونسے اوٹھیگا جنہیں عادت ہوگی
پوچھتا پھرتا ہوں ایک ایک سے مضطر ہوں | زندگی میں مری صبح شب فرقت ہوگی
کب تلک پاس مغاں کا بری کہا جائیگی | دختر رز ہاتھ سے رندونکی فضیحت ہوگی
اپنے بسمل کا نہ تسما بھی لگا رکھیگا | میرے قاتل میں اگر کچھ بھی مروت ہوگی
جب تلینگے مری اعمال وہ تر دامن ہوں | سرد سب گرمی خورشید قیامت ہوگی
شام وصلت سے تو روز کا ہی مجھے فرقت کا | صبح ہوگی تو کہو کیا مری نوبت ہوگی
اتنی گھبرا کی کو اوس دلمیں مشقت نکروں | خواہش خلد میں مجھسے نہ ریاضت ہوگی
جسقدر چاہیں اونکو مجھپہ بیداد کریں | کیا مری اونکو وہاں بھی عدالت ہوگی
خشک اگر دامن تر دھر کرم سے نہوا | تجھسے شرمندگی ابر شکن ندامت ہوگی
میں تو یہ جان بھی دیدونگا بخدا تجھکو غریب | ان سے تو تمہیں امید محبت ہوگی

[illegible]

جزائے خیر دے اللہ اوس سفاک عالم کو
مری دل کی لگی اوسنے بجھائی آب خنجر سے

ارادہ تھا کہ لیں وہ ان سے عقل و دین کبھی گر
گئے تھے لینے اودے لٹے اور کچھ دینا پڑا گھر سے

بہت پچھتاتے ہیں وہ سنگ دل کیوں دل بنا
مثل مشہور ہے یہ لعل کو پھوڑا ہے پتھر سے

بہت تدبیر روز سے تاکتے ہیں نہ ارادہ ہے
چھپاؤں جو خط زر کو لیکے پردہ چشم ساغر سے

تو ہی اوشوخ بیدائے دلمیں ہو ذرا منصف
جو بو دیکھی نہ دم بھر چین یا وہ دید کو ترسے

قلق سنتے ہی ایذا اے شب غم ہوگئی وحشت
ڈراتی تھی بہت واعظ عذاب روز محشر سے

بجا ہے اشک آنکھوں سے لہو پیہم نکلتا ہے
مرے سینے میں شاید حسرتوں کا دم نکلتا ہے

دل ناشاد سے یوں نالۂ پر غم نکلتا ہے
عزا خانے سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہے

بہت وس شوخ کا آنکھیں لڑانا یاد آتا ہے
کوئی بادام بادامو نمیں جب توام نکلتا ہے

جگہ دینا بہت دلمیں نہ یاد نوک مژگاں کو
یہ وہ کانٹا ہے جو پاکے جگر سے کم نکلتا ہے

یہ رعب حسن ہے جب وہ مخاطب ہوتا ہے
جواب وسکے حضور اپنی زباں سے کم نکلتا ہے

گذرتا ہے جہاں سے جب تمہاری دید کا کشتہ
تو اوسکی آنکھوں کی رستے سے اکثر دم نکلتا ہے

بھاری شادمانی میں بھی طرز غم نکلتا ہے
بکثرت کسطرح مضمون نو بنو فکر سے پیدا
کہ دریا سے بھی موتی بیش قیمت کم نکلتا ہے
کبھی کھوئی نہ بردکی تمہاری آتش یخ نے
شاہی آگ میں تیغ و دو دم کا خم نکلتا ہے
نکالی ہے کہیں اون گیسوؤں کا خم نکلتا ہے
تلاش راز دان عشق کرتا ہوں جو پہلو میں

[illegible]

الٰہی بال سی بھی راہ ہی باریک تر جسکی ہمین اوسکی ذری تک اوڑا ای جو رگل کس سے	قیامت مین بآسانی گذر جاوینگی اوس پل سی ہوا کو کیا عداوت تھی الٰہی خاک بلبل سے

قلق کہا اوڑ پہ آہین اہل بزم کہتی ہین
نہین ہم سنتی پائی شعر سب یکفنگی غل سے

جب ایکگل ہمسری کرتا تیری اندام کا گل سے ہوا ہے گلشن عالم رہ انصاف اگر چلتی	عنادل کی طرف گلکی اولجہ پڑتی ہی سنبل سے جلاتی آشیانہ بلبلونکا آتش گل سے
سنا ہی جاتی ہین درگاہ منت بڑی ہاتی کو صریر خامہ رنگین رقم کیا لطف دیتی ہی	سواری آج تو نکلی ہی اونکی کس تجمل سے سنی نغمی جو کوئی تو مری گلشن کی بلبل سے
نکلتا ہی ہوا ہی رشک چمن تو سیر گو گہر سے اگر فریاد رس کی کان تک پہونچی تو سن لینا	گلی کوچے مہک جاتی ہین تیری کفش کی گل سے ہوئی ہو لاشگوفہ باغ مین فریاد بلبل سے
خزان ہو کر بہار حسن خوبان پھر نہین آتی رہا کرتی ہی فواقو نسی امین حسن کی دولت	ترقی کی نہین امید ہر گز اس تنزل سے زر گل کہو دیا پایا کوئی کب دامن گل سے
وہ دیوانہ ہون لیکن پیرا ای پری جاوون جو وحشت مین	گزران شہر صحرا ہون مری زنجیر کی غل سے

۱۶۱

تری تلوار کی تا کا ہمین کو چشم جوہر سے
ہوا ہی روشن اس عالم آئینہ سکندر سی
کریگی یہ گرانباری سبک میزان محشر سی

جھٹلا کے ہمکو کرتے ہو سر سبز اپنی بات
آگے بتو تم ایسے کبھی ہٹ دہرم نہ تھے

کیونکر میں اپنے دلمیں دیتا نہیں جگہ
قابل بتونکی ہنسی کے دیر و حرم نہ تھے

اور ونکو تو شہید کیا تیغ ناز سے
کیا ہم کبھی ہوے سر تسلیم خم نہ تھے

اسطرح شمع بزم ہوئے ملکی عدم کی راہ
دیکھا تو راہ مین کہین نقش قدم نہ تھے

دلمین ہے جنونکی بدولت ہمیشہ داغ
اے عشق اس خزانے مین کب درم نہ تھے

اسطرح دلکو بند مین لانا نہ یاد تھا
آگے تمہاری زلف مین پیچ و خم نہ تھے

نالان تھے ہم جو ایک سہی قد کی یاد مین
نالے ہمارے سرو گلستان سے کم نہ تھے

جب تیغ آزمایا ہمین پایا سر بکف
تشنہ منہ موڑ جاتے وقت پہ ایسے تو ہم نہ تھے

کھل جاتا حال سابقہ پڑتے سے مہربان
کچھ ہم مقابلے مین رقیبون سے کم نہ تھے

کچھ رحم بھی مزاج مبارک مین قبل تھا
ایسے تو آپ مائل جور و ستم نہ تھے

جاتی بلا تمہاری جو صدمے گذر گئے
دن ہجر کے بھی روز قیامت سے کم نہ تھے

لیتا ضمانت اور ونکی کیونکر مین آپ سے
کیا معتبر حضور کے قول و قسم نہ تھے

آئی ہمین نہ یاد نہین امتحان کے وقت
آخر تمہاری چاہنے والون مین ہم نہ تھے

[illegible]

اہل کمال ہوتی ہین بے فیض بھی بہت
دیکھو گل ثمر مین نہ بو ہی نہ باس ہی

دعوی ہی اے قلق مجھی ارباب فہم کو
اوس سے گلا نہین جو سخن ناشناس ہے

قرطاس گنہ سے کچھ نہین دلکو ہراس ہے
ہمکو بہت بڑی تری رحمت کی آس ہے

شاید ہمکو رقیب سے وہ ہم بغل کہین
پہلو مین دل کچھ آج ہمارا اداس ہے

معشوق سے ہنسی بھی نہین خالی از مذاق
یہ بھی تو ایک طرحکا صاحب سپاس ہے

رہتا ہی فصل گلمین بہت بد مزا مزاج
توبہ نہین شراب کی بندے کو راس ہے

کرتا نثار اوس چمن آرا پہ یہ نگر
کیا اور مشت زر کی سوا گل کی پاس ہے

جب سے سیر او بہار ہین ہم تو کہتے ہین
جی سست ہے کمال طبیعت اداس ہے

گو صاحب لحاظ ہی پر بزم غیر مین
میر اگر ہی وہ پاس بعید القیاس ہے

مے کش ہیچ کہکی پیتی ہین ور اخیر مین
ساقی سلامتی کا یہ تیری گلاس ہے

پاجی پہ شک شریف کا ظاہر سی ہوتا ہے
دنیا مین پردہ پوش بشر کا لباس ہے

فرقت مین بھی گذرتی ہی اپنی تو شاہ سے
اندوہ ہمنشین ہے مصاحب ہراس ہے

[illegible]

عشاق پہ چشم کا اوسکی جو دل کو پاس ہے
تھوڑ رہیہ کہہ رہی ہیں کہ مردم شناس ہے
ہر اک پہ وہ مزا کرم بیقیاس ہے
عاجز تنا میں جسکی زبان سپاس ہے
ہوتی نہیں ہے سیم لہو پینے سے مرا
ہم دیکھتے ہیں طالب دیدار سیکڑون

شہید تیغ جفا کرکے مجکو فرمایا
ہمارا خون بہا کر نہ رایگان کیجیے
علاج ہو نہ سکا اوسکی درد مندونکا
تو وہ ہی جان نثار کہ نہ بیب ہو دم غسل

بہانہ ایک اک چاہیے قضا کے لیے
ہمیشہ ملیو گا بس ہاتہ اس حنا کے لیے
فلک سے اوترین مسیحا بہی گر دوا کے لیے
ہو لائیں حور ونکی رخسار سنگ پا کے لیے

قلق ہے آجکل ایسا رواج بیدردی
کہ درد ڈھونڈ ہی سے ملتا نہیں دوا کے لیے

کسطرح سے شب فرقت کا یہ دکھ کٹتا ہے
گھن لگادیتا ہے یہ روگ بلائی بد ہے
پیٹ بہر تو ہی نہیں ال ہوس کا دیکھا
پرتو رخ کا تصور میں ترے اوخورشید
اوس بت شوخ کو اللہ رے شوق زینت
جب کبھی ہاتہ بڑہاتا ہے کسیکے آگے
تیز رفتار وہ ہے رخ کی ہوا ای غنچہ دہن

دیکھیں ہیں ٹپکتی ہے پہلے کہ جگر پہٹتا ہے
عشق گیسو میں بہت جلد بشر لٹتا ہے
یہ گرہ وہ ہے جو باڑی سے نہیں چٹکا ہے
دل مرا مثل گریبان سحر پہٹتا ہے
آئینہ اتبو نہیں سامنے سے ہٹتا ہے
فرط غیرت سے مرا سیروں لہو گھٹتا ہے
باغ میں رشک سے رنگ گل تر گٹتا ہے

[illegible]

جب بگڑتی ہین تو منے کا وہ لیتی نہین نام / پہرون اپنا قدم یار پہ سر رہتا ہے

بیلا باٹ ہنگے سوار ہین کسی گلگی یہ کیا / غنچونکی ہٹیونمین کس لیے زر رہتا ہے

مین وہ دیوانہ ہون جب فصل بہار آتی ہے / میری ویرانے مین پریون کا گذر رہتا ہے

وصلکی شب بہی نہین چین سے گٹنو باتی / ہر دم آزردگی یار کا ڈر رہتا ہے

دیکہنو والی سمجہتے ہین عبث تار نظر / میری آنکہو نمین ترا موی کمر رہتا ہے

غیر کی بس مین قلق کیون نہو وہ سیم بدن
قابو مار مین گنجینۂ زر رہتا ہے

شعلہ انگیز جو یہ سوز جگر رہتا ہے / خانۂ دلمین مجہے آگ کا ڈر رہتا ہے

اسلیے بازو در چاک جگر رہتا ہے / دلمین اونکا اسی رستے سے گذر رہتا ہے

برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین / جسکے جویان ہین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہے

سانپ کی کاٹی کی سی لہر اک آجاتی ہے / زہر گیسو کا بہی تا زیست اثر رہتا ہے

خاک کو بہی مری صحرا طلب ہین بس مرگ / صورت ریگ روان روز سفر رہتا ہے

وحشت عشق زدی تیغ حوادث سنجات / داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہے

١٥٧

[illegible]

شور و شر ... دیکہ ... [illegible]

بہونکو الام ... عظو خدا کے لیے

حضور غیر سر بزم ہے حیا کے لیے

ابہی سے بیٹھو نہ بت بنکر تم خدا کے لیے

ہوی ہین خلق پہ عشاق ابتلا کے لیے

ستم کیا تو وہ بہتر جفا کے لیے

فری مریض محبت کا ہے یہ حال ... کے لیے

تلاش زہر ہلاہل کی ہے دوا کے لیے

[illegible]

جہان جاکر نہین پہرتا مسافر
قلق وہ پہلی منزل کا سفر ہے

عشق مین کہیجہان ارسیف کی صفت مین چلی
تو نبی پر او ستم شعار اب ہی مری خبر نلی

کوئی بلا پہر آئیگی ہفت مین جان جائیگی
بیچ مین ہمکو لا لگی زلف سیاہ بڑہ چلی

آتی ہی فصل لپذیر بوی قفس مین ہمصفیر
جسمین ہوتہی ہم اسیر بو وہی پہر ہوا چلی

ای گل گلشن وفا بی مرے نیند آ گیا
بستر خار سہو سوا مجکو ہی فرش مخملی

خواہش و جستجوی یار حد سی بہی گہی تہی بیشمار
بعد فنا مرا غبار ڈہونڈہ پہر اگلی گلی

دانش و طاقت و بصر ٹہگئی سارے ہمسفر
زاد سفر کی فکر کر لگ ہی ہی چلا چلی

لاؤ پیالہ شراب گہر کی پہر آیا ہی سحاب
اب نہین ہیر دلکو تاب باد بہار پہر چلی

ای مہ آسمان جاہ تجسا نہین ہی کج کلاہ
لیکی فلک چراغ ماہ ڈہونڈہ پہر گلی گلی

موی سفید آگیا دہیا خضاب کا لگا
فصل شباب بیوفا داغ فراق دی چلی

کبک کا دل ہوا فگار ہو رہی جان کی نثار
تیغ خرام ناز یار چال نئی نئی چلی

ہو لگی کوئی دو ستو چاہی نہان حسینو نکو
اب تو ڈہونڈہو راہیر دو لکہنو مین گلی گلی

١٥٥

پوچھو تبھو نہ حال قلق وہ تو آجکل
آوارہ کوچہ گرد خدائی خراب ہے

درگوش صنم پیش نظر ہے
ہر اک آنسو مرا رشک گہر ہے

تلاش راہ مضمون کمر ہے
سو ملک عدم اپنا سفر ہے

زبان وصف دردندان مین تر ہے
یہ گویا ماہی بحر گہر ہے

وہ مہ پارہ جو شب سے جلوہ گر ہے
مرا گھر غیرت برج قمر ہے

شہادت پائی کھایا تیغ کا پھل
مرا نخل تمنا بارور ہے

گرا تیا ہون پڑا آتی نہین نیند
شب فرقت کی بہی یارب سحر ہے

نہ نکلو سائے سے زلفو نکے کیونکر
کہ تیلی بال سے بہی وہ کمر ہے

کہان تک صدمۂ اغیار اوٹھے
فرشتہ تو نہین بندہ بشر ہے

وہ عذر بیدہ ہون پریشان عجز اک سے
کہ راہ کشور راحت کدہر ہے

جسے کہتے ہین سب دنیا مین پری
یہی شام جوانی کی سحر ہے

نہ اب بہکون گا راہ دشت وحشت
مرا غول بیابان راہبر ہے

ساقی صبح وقت ہے دور شراب ہے
میخانے کی زمین فلک آفتاب ہے
مرکر بھی زیر خاک وہی اضطراب ہے
اس دل کو تم سے کوئی مٹی خراب ہے
میخوار دور دار بست ہو کیا آب و تاب ہے
جو پھول تاک کا ہے گل آفتاب ہے
گم کردہ راہ ہوں غم شوق المدد
بھولا ہوا ہوں کو راہ بتانا ثواب ہے
ساقی کی یاد زلف میں بیتاب ہوں

۱۵۴

بہار حسن کو گاہک ہزار دیکھ چکے — ہزار ہمین بلبل گل کا بھی پیار دیکھ چکے
بس اوٹھو فاتحہ پڑھلو بہت نہیں روتے — شہید ناز کا اپنے مزار دیکھ چکے
زوال حسن میں کیا ترک کیجیے الفت — خزان بھی دیکھلیں جسکی بہار دیکھ چکے
محبت اونکو نہیں ہے فریب کرتے ہیں — ہم آزمائے او نہیں لاکھ بار دیکھ چکے
پلاؤ جام شہادت بجھاؤ دلکی لگی — بس آب خنجر آبدار دیکھ چکے
عیاں ہے نالۂ شبگیر کی تو بے اثری — تجھے بھی آہ دل بیقرار دیکھ چکے
کمال چشم سے زیادہ حجاب بیجا ہے — بس اک ہمیں سے ہے پردہ ہزار دیکھ چکے
خزاں باغ کا کسکو خطر ہو آئی دو — ہزار رنگ سے سیر بہار دیکھ چکے
تجھے بھی تجاہلون میں اپنے لکھ لیا ہمنے — ترا بھی جائزہ او شہسوار دیکھ چکے
حضور پہلی ملاقات اور انتہا کی ستم — ہم ابتدا ہی میں انجام کار دیکھ چکے
زمین قبر بھی جو جا ہے اب وہ ظلم کرے — فلک کے تو ستم بے شمار دیکھ چکے
یقین ہے یار سے اب خود کنارہ کرجائیں — رقیب اوسکو ہمیں ہمکنار دیکھ چکے
گلے کروگے تو کیا ہوگا دیکھنے والے — تمہارے طور ہمارا شعار دیکھ چکے

جو پہونچی تا فلک شہرہ تمہاری خود فروشی کا
خریداری کو آئی مشتری بازار انجم سے

عوض چونے کی گارا لائیو کا چاہیئے ساقی
ہماری قبر اگر پکی ہو تو خشت سر خم سے

ہمیشہ خاک ہی ہواو گی مثل قیس صحرا کی
قلق کو یہ تھی امید ای لیلی نقش قدم سے

تاثیر جذب مستونکی ہر اک غزل مین ہے
اعجاز تر مین ہو تو کرامت زحل مین ہے

دلمین جو اپنی یار ہی تو دل بغلمین ہے
پہر کیون نہ عجم صاحب خانہ محل مین ہے

کتنا غرور ہے تمہین حسن و جمال پر
گویا دیا حسن تمہارے عمل مین ہے

ہے یاد دلمین غنچۂ رنگین یار کی
مہندی کی چور کا گذر اپنی محل مین ہے

پر خزان سی پڑی ہی اس باغ کی بہار
ہوئی نفاق پہول مین زہر پہل مین ہے

لیتے ہین بلاوٴن لٹ گیسو کی رات دن
ملک ہے جس کے تابع اپنے عمل مین ہے

منعم یہ کار خانہ ہین دنیا کی کر نہ فکر
کوئی ہی جہونپڑی مین تو کوئی محل مین ہے

جو بن گیا وہ پیچ نکر سکے ہین وہی
رسی کا بل حضور کی زلفونکی بل مین ہے

پہلو مین مجھ حزین کو ٹپکتا ہی رات دن
یارب یہ دل ہی یا کوئی پہوڑا بغل مین ہے

بعد مرنے کی بھی ہو گو جہاں تک تلاش
کسو سے میری ہوس باغ جنان دور رہے

دل کی داغون سے نہ کس طرح اوٹھے دود سیاہ
غیر ممکن ہے چراغون سے دہوان دور رہے

وہی گمراہ ہو وہی بت جو تصور سے جدا ہے
نہ مکین دور رہے اور نہ مکان دور رہے

خط سے خسرو بھی خوش ہو اجب اوذقن تھر ہوا
یوسف مصل ہو الٹی ہے کنوان دور رہے

سوجھی ہے کہ کرو لازم کی یہ تدبیر اے دل
چشم گردون سے نہ آہو نگار دہوان دور رہے

کچھ علاج ایسا بتا دو کہ یہ درد دل ہو
آپ کی طرح مسیحا کی زبان دور رہے

کچھ وہ انصاف نہیں ہے پہ شکوہ دوری ہو گیا
منفعل ہو کو کہاوہ تجھی ہان دور رہے

ہے جوانی یہ دن اس دور مین نصیحت کیسی
رحمت زر پاس کے اے پیر مغان دور رہے

چشم خوبان مین ترا حسن ہمیشہ کہلکی
نظر بد سے تو اے آفت جان دور رہے

نگہ گرم سے بلبل کی نہ بچی مرحبا مین
خرمن گل سے الٹی یہ خزان دور رہے

رشتہ جان نہ ادی کہتی نہ ہر جاتا ہیچ
اب کیون نظر وسے وہ موی میان دور رہے

غم فرقت سے پہونچ جاتی ہین مرنے کو قریب
اے تعلق یار سے دو دن بھی جہان دور رہے

گل عارض کی گلگونی کہ جب تو وقف ہو زینت
سپھڑک جاتا ہو اوصیاد عالم مرغ نظارہ
دہن سی لگائی سی بنا ہی غنچۂ سوسن
سپھڑکن نتھنوں کی آفت ہے وہ تیوری بہی تیکہی ہے
لیا جراح کا احسان گردن پر نہ ای قاتل
صنم خانی کی جلسے یاد دلوا کر رلاتی ہے
کہاں ایسی وہ گرما گرم توبہ گو کہ ناری ہین

چراغ لالۂ احمر کو کیا حاجت ہے روغن کی
قفس کی تیلیان نکلین کیا تیلیان ہین چلمن کی
ہنسو گر کھل کھلا کر تو کلی کھلجائے سوسن کی
شم ابرو کی جنبش ہے غضب شوخی ہے چتون کی
گلو بند اپنا ہی ٹہگیا ہے زخم گردن کی
دکھا دیتی ہے ہول فریاد ناقوس برہمن کی
قسم کھاتی ہو کیا یان سبھی تمہارے دو منہی کی

وہ نصف ہون جو وصل یار جانی کی مراد آئی
قلق پروانے کی تربت پہ پہلو شمع روشن کی

قد ترا دیکھ کی طوبا کو بہی ہم بہول گئے
یاد دلوائے اونکو جو کبہی وعدۂ وصل
نہ رہا بعد مرے ناز او ٹہنالی والا
کبھی سرسبز مرا نخل تمنا نہوا

رو برو رخ کی گل باغ ارم بہول گئے
تو وہ کس ناز سے فرماتی ہین ہم بہول گئے
خو بر و ناز و ادا جور و ستم بہول گئے
کشت امید مری ابر کرم بہول گئے

151

وہ وقت نزع بھی اونکو بھی جگنو بنا دیا	اور اوڑ گئے چراغ ہمارے مزار کے
گلگشت باغ کو جو گیا وہ گل فرنگ	غنچے سلام کرتے تھے ٹوپی اوتار کے

تڑپا یہ سوز دل سے پس مرگ ای قلق
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار کے

روشن ہے صفا چلنے میں نسیم صبح گلشن کی	یقین ہوتا ہے کھل جائینگی کلیاں اونکے دامن کی
صدائے نغمہ بلبل ہے صدا آواز گن کی	اوترتی ہے سلامی باغ میں کس رشک گلشن کی
ستارہ بولتی ہے یا کوئی بلبل چہکتی ہے	ترے مضراب کیا منقار ہے مرغ نوازن کی
تری دولت سے ہم اے عشق مالا مال ہو جاتے	زر داغ جنون دلبر پہ ہے ایک اشرفی گہن کی
پہونچ سکتا نہیں پروانہ دل گرد پھرتا ہے	گلو بند آپکا فانوس ہے کیا شمع گردن کی
کھونگا ای ریاض حسن یہ بیتی عشق پیچے کی	تری بوٹا سے قامت پہ چڑھی ہے بیل چکن کی
یہ بہکتا ہے سو آپکا مو باف گیسو کا	کہ ہر اک جا وہ مجکو بجلی ہے مار رہزن کی
نشانہ ہو گیا ضیر آہ اوسی محبوب ہیں تا کا	یہ اپنی اپنی قسمت ہے خطا کیا ناوک افگن کی
لب نازک پہ تنہا لپٹا اسی کی ملنے سے	مجھی دہوکا ہوا گویا کلی پھولی ہے سوسن کی

آنکھوں کی راہ نکلیں مری آئی جاتی ہو
افتادگان خاک سے پہونچو کہاں گزند
کہتے ہین وہ قربان وررندانہ پھیر کر
آخر زمین نے مری ہٹی عزیز کی
کیا خوب فرق عاشق و معشوق مین ہوا
کسکو بجز شراب خوش آتا آفتاب
دریا بانی پانی ہو گئی دریائے عشق کی اجیل

ایجان ہے اس آمد و شد کی خبر گئے
دیکے رنج بار جادۂ راہ سفر گئے
جز اسکے کہیے ماہی آب گھر گئے
کی آسمان سپہر آئینگا اب دربدر گئے
طوق آہنی ملا ہے کسے طوق زر گئے
سباتی ہے غیر پنبۂ مینا سحر گئے
درکار ہے غسل ہے آب گھر گئے

مقتل مین ہم بھی سر بکف آئے ہین اے قلق
کرتا ہے قتل دیکھین وہ بیداد گر گئے

یہ وعادیکے در یار سے ہم رات چلے
یا خدا آج تو غیروں کی نکچہ گھات چلے
لگ گیا عشق بتان پھیر دا غلط سود یہ
ساقیا تجکو مبارک رہے آرزوہ نہو

خانہ آباد کہ مشتاق ملاقات چلے
لی کبھی ساتھ مرے وہ بت بدذات چلے
طرف کعبہ جو اے قبلۂ حاجات چلے
تیرے میخانے سے ہم رند خرابات چلے

۱۴۹

جب قلق روز نئی چال وہ ذات چلے
کیا کیا بلند مرتبے ہین خاکسار کے
ساتون فلک بگولے ہین پیر کے غبار کے
داغ ... ہو رو کے نگار کے
... محفل پکار کے
... گیسو مشکین یار کے
آئے ہین کاروان ختن کی تتار کے
آئے جو سیر باغ کو وہ غیرت چمن
... بلبلین صدقہ اوتار کے

۱۴۸

شہرت ہی میری نالہ و چشم پر آب کی
ہیبتی ہر ایک کہتا ہی برق و سحاب کی

راحت او ٹہاؤن مہر و شو نسی محال ہے
سونگھی ہی بو کسینی گل آفتاب کی

قد نخل گل ہی یار کا بینی ہی شاخ گل
لب گ گل ہین دانت ہین کلیان گلاب کی

او شہسوار زیب ہی پاپوش مین کرن
پلکین ضرور چاہیی چشم رکاب کی

مرنی سی سیر محفل ماتم ہی بزم سے
ساقی سیاہ پوش ہی بوتل شراب کی

سو یا نہ شب کو آپ نہ سونی دیا مجہے
کیا بیحجابیان کہون اوس بیحجاب کی

اشک کباب اشک ہین لخت جگر کباب
پلکین نہی ہین بحر مین سیخین کباب کی

کیا کیا تڑپ تڑپ کی کٹی ہی شب فراق
ایسی ہی رات قبر مین ہوگی عذاب کی

دلمین کبھی کبھی مری آنکھو نمین رہتا ہے
شوخی تو دیکھنا مری خانہ خراب کی

دریا پہ کس پری کی گیا عزم میکشی
ہی دست موج مین جو پیالی حباب کی

تبدیل رنگ ہوگا نہ منہ جام مین دیکھ
مرجاتی ہی گلو نکو طپش آفتاب کی

کیا دخل کوئی دیکھی تماشای روی یار
خورشید حشر بنگئی جالی نقاب کی

اوس کوچے سی اوڑا کی میرا آئی ہی دربدر
کیا تو نی ای صبا مری مٹی خراب کی

یوسف بھی ساتھ آئی ہین اوس خوبرو کی
دیکھین پسند کرتی ہین اہل نظر کسی
راحت کی نزع مین بھی مجھکو نہین امید
ملتا ہی نخل موم سی ایسا ثمر کسی
اب گل کھلنے کو چھوڑ دے شمشاد [illegible]
یان سرو بال جوش [illegible] ہی سرکشی
گلگشت پیرہن جلا دین کیون مجھکو [illegible]
پہونچی چمن مین آتش گل سی ضرر کسی
جنت بلند قدر ہین ز فیض ہین کمال

[illegible]

رکھیگی عارض کو اگر شرم سے شیشہ وہ پری
عکس خط جو بر آئینہ زانو ہو جاے

شمع روشن ہو تجلی رخ انور سے
بزم مین آپ کی پروانہ بھی جگنو ہو جاے

میرے رونے پہ قلق مردم آبی روئین
موتی چشم صدف بحر مین آنسو ہو جاے

وا جو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے
گل رخسار تمہارا گل شبو ہو جاے

کھولدے گیسوے شب رنگ جو وہ غیرت گل
تو کرن پھول بر رنگ گل شبو ہو جاے

بہر زیبایش رخ گر وہ لگائے غازہ
عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے

ہو وہ محجوب جب مشاطہ چھوے غیر تو کیا
کان کا پتا بھی شرما کی لجالو ہو جاے

دست رنگین سے جو تو بال بنائے ایجان
اونگلی اونگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے

حسن دلدار جو میزان نگہ مین تولون
آنکھہ کا ڈھیلا ہر اک سنگ ترازو ہو جاے

حال لکھہ لکھکے اگر بھیجے مرا اوس بت کو
یا خدا شل قلم غیر سیہ رو ہو جاے

یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین
جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے

عاشق چشم ہون بیٹھین جاے جو نظرون مین رہون کا کہا
دشت مین دام رگ دیدہ آہو ہو جاے

طائر رنگ حنا کا ہے جہان ہنگو بیس — اب نگینی کی شجر پر آشیانہ چاہیے

خط میں لکھی ہے حقیقت دشت گردی کی اگر — نامہ بر جنگلی کبوتر کو بنانا چاہیے

جوش وحشت کیہہ رہا ہے نکہت گل کی طرح — آج تو دیوار گلشن پھاند جانا چاہیے

وصف دندان میں در مضمون کی ہے ہمکو تلاش — بحر فکرت میں وہ غوطہ لگانا چاہیے

چین گیسو کے دکھا دو دل خال عارض کی بہار — میری مرغ روح کو یہ دام دانا چاہیے

اس تمنا پر ہوا ہوں خاک میں او جنگ جو — میری مٹی کو تجہی بیٹھے ہی اڑانا چاہیے

عارض تابان کے تل پر بہر دفع چشم بد — خال رخسار پری کا کالا دانا چاہیے

صفحۂ دل سے خیال غیر اے جان جہان — صورت حرف غلط مجکو اوٹھانا چاہیے

پہنس گیا ہے دام کاکل میں تبان ہند کے — طائر دلکو ہمارے دام دانا چاہیے

پنجۂ گلگونکی او گل ہم ہوئے ہیں عندلیب — پنجۂ شاخے پر ہمارا آشیانہ چاہیے

چل نہیں سکتا ہمارا توسن عمر رواں — بارہ کی ڈوریکا قاتل تازیانہ چاہیے

بعد مدت زینت پہلو ہوا ہے وہ پری — آج تو اے دل تجہے بغلیں بجانا چاہیے

ہو نہیں اے جراح زخمی تیغ ناز یار کا — ٹانکے بھی گردن کی ڈوری سے لگانا چاہیے

[illegible]

وہ نالہ ہوں کہ فرقت میں صدا صور ہی نالہ
رم آہو سے ظاہر ہی یہ از خود رفتگی اپنی
وہ لاغر ہوں جو جا در لوڑ ہوں پڑ قبر کی مجہپر
اوگین گے دانہ ہا اشک سے نخل امید اکدن
تکلف بیکسی مین سا قیا کم ظرف کرتی ہے
جنون سو سلسلی باندہا ہے جیلا شاخ آہو پر

ہر اک داغ جگر ہا مجہ چشم خورشید قیامت ہے
عیان نقش قدم آہو کا اپنی چشم حیرت ہے
تکیہ بستر غم پر مرے تعویذ تربت ہے
بہار ابر مژگان بہی برنگ ابر رحمت ہے
پلا ئے جا مجہے جلوہ ہی کیا ساغر کی حاجت ہے
پہر اوس خوش چشم کو دیکہوں جو مطلب ہے

قلق اس نغمہ آرائی کا کب مجکو سلیقہ تہا
وزیر عندلیب ہند کا فیضان صحبت ہے

عارض مین تمہاری کیا صفا ہے
دنبالہ جو سرمے کا بنا ہے
بیمار جو تیری چشم کا ہے
دو لاکہ فریب حضرت عشق
سب کہتی ہین جسکو ماہ کامل

منہ آئینہ اپنا دیکہتا ہے
یہ تیغ نگہ کا پر تلا ہے
نرگس پہ کب آنکہ ڈالتا ہے
بندہ نہ کہے گا بت خدا ہے
نقشہ کف پای یار کا ہے

١٤٥

ہار گوہر اشک سے [illegible] بہا ہے
وصف اوسکا قلق ہو کس زبان سے
وہ بت اک قدرت خدا ہے
[illegible] تو تکو بہی گویائی سکہانا چاہیے
کلمہ انگشت شہادت کو پڑہانا چاہیے
خال رخسار منور کا دکہانا چاہیے
چاند میں اک مہر وش دہبا لگانا چاہیے
[illegible] میری آنکہ کو [illegible] لگانا چاہیے
[illegible] مژگان کاٹنا چاہیے
[illegible] میں اونکے [illegible]
بہر زینت دامن [illegible] لگانا چاہیے
میری گردن کا تجہے [illegible]
آنچل [illegible] عارض و [illegible] ہوں
[illegible]

جان دی مجنون نے تو وہ ناز سے فرمانے لگا … عاشق … کوئی [illegible]

[illegible]

میری یوسف کی ہین آج اتنی اسیر الفت
کہ قفس و چمن نہین نام کو آزاد کوئی
دہوم یاران چمن مین ہے چلو سیر کرین
قیدی کہتے رہا کرتا ہے صیاد کوئی
یاد آتے ہین ستم آپ کے اور چھٹتا ہے
کسی مجرم پہ کرتا ہے جو بیداد کوئی
دائم الحبس ہے اسکی جو پہنچا ہے
قیدی زلف کی ہوتی نہین میعاد کوئی
آج تک حمزہ یگانہ کسی سے اوستاد [illegible]

وہ مے پرست ہون کہ پس مرگ بادہ خوار
شیشے کا میرا گنبد مدفن بنائینگے

سیکھینگے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون
گر آپ مار زلف کو رہزن بنائینگے

واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے
نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائینگے

دکھلاکے دانت اپنے جلائینگے خوب سا
اس طرح موتیون کا وہ منجن بنائینگے

کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسی لگاتے ہین
گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائینگے

بعد فنا تصور دندان یار سے
مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائینگے

داؤد سان کہائینگے وحشت مین معجزے
آہن کو موم موم کو آہن بنائینگے

چھانینگے خاک وادی وحشت کی اے قلق
کانٹون سے اپنے پاؤن مین روزن بنائینگے

اوس پہ مرتے ہین کہ ہے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

ایسی دین اوسکو دعائین کہ سلیمان کر دین
ہمکو دیوانہ بنائے جو پریزاد کوئی

جان بیچین نہین پاتے ہین خریدار ایسا
سر بکف پھرتے ہین ملتا نہین جلاد کوئی

ہم بھی جانباز ہین کچھ ڈھنگ نکالینگے نیا
آپ بھی کیجیے طرز ستم ایجاد کوئی

[illegible]

[illegible]

بہو لوں گی اوسکی جبکہ چمن مین ملا ہو نٹھہ
نازک نہ یادہ برگ سمن سے کبہی پایا ہو نٹھہ

سمجہا مین خضر چشمہ آب حیات ہون
ہونٹھو نسے سیر اوسنی جو اپنی بلائی ہو نٹھہ

مانگا جو بوسہ یار سے مینے شب وصال
از خود مری مین آ کی مرے کاٹ کہائی ہونٹھہ

کیا کیا صفت نہ پانسے سوسن کی بہی سنی
ملکر مسی چمن مین جو اوسنی دکہائی ہو نٹھہ

سرخی نہ اودن لبونکی کیا عاشقونکا خون
لالی جو بی جو پان کی کیا رنگ لائی ہو نٹھہ

ہونٹھونمین نی اب کر جو گلوری جو دی یار نی
کیا دانت پیسے غیرون نی کیا کیا چبائی ہو نٹھہ

پانی بہر آئی مصر نکی منہ مین وقت دید
شیرین کی ال ٹپکی جو وہ دیکہے پائی ہو نٹھہ

دم آ گیا لبونپہ یہ ڈہکایا یار نے
سو بار پاس ہونٹھونکی لاکر ہٹائی ہو نٹھہ

شیرین لبی تو دیکہنا وہ نیشکر بنی
تہلیانکی نی سے اوسنی جو اپنی لگائی ہو نٹھہ

بوسہ جو دین کی اوسکے نہین ہو لتے قلق
کہتا ہون ہائے دانت کبہی گاہ ہائے ہو نٹھہ

بوڑہی مری جو ہنسی تمہاری اوگال کے
مر مر گئی رقیب لہو ڈال ڈال کے

لے یار دو دولی کا مرے آسمان بنا
ساقی بنا دی ماہ پیالہ اوچہال کے

[illegible]

یہ لکہہ لکا بیگا دیکہہ بہال کے
وانتون مین مسی ملکر لگی بیچ خلال کے
نظروں مین میل سرمہ ہون تنکی خلال کی
رفتار ملک قدری آفت مری طلب
مضمون جو لکہہ رہا ہون سے
ہم شریون مین [illegible]
جلکہ جو دہان نہین [illegible]

[illegible]

لب تک آئی بادہ کشو آ نہیں سکتی توبہ
پہنچی ہو موج مے ناب کی بڑی توبہ

ہیں وہ میکش کہ پھری راہ بھٹکتی توبہ
لگئی باب اجابت تلک اپنی توبہ

کسی انسان کا دل تو نہیں توڑا واعظ
کیا خطا ہم سے ہوئی ہے جو توڑی توبہ

میں تو آمادہ ہوں کیا کروں اے واعظ
کرنی دیتے نہیں ایام جوانی توبہ

توبہ بادہ کشی کی ہے بھلا پیئے تو
کی ہے کیا تو نے بلانے کی بھی ساقی توبہ

شرم آ جائیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
میں نے ایام جوانی میں اگر کی توبہ

بادہ خواری کا کیا قہر مغان پر جلسہ
ہم نے اس سال بڑی دھوم سے توڑی توبہ

لب رحمت سے صدا آتی ہے آمین آمین
خوف عصیان سے جو کرتا ہے یہ عاصی توبہ

مست ہو جاتا ہوں از خود جو بہار آتی ہے
چار دن بھی نہیں مجھ رند سے نبھتی توبہ

توڑ ڈالا ہے زمانے نے مجھے اے واعظ
ورنہ خر مستی سے ٹوٹی نہیں میری توبہ

میکشی مجھ سے تو دو دن بھی نہیں چھٹ سکتی
ساقیا چار کو دکھلانے کو کر لی توبہ

وال توبہ شکنی پر ہے شکستہ حالی
رند محتاج کی ثابت نہیں رہتی توبہ

دیکھئے تو جو کبھی دختر رز کا جوبن
واعظا توڑی ہی مری طرح سے تو بھی توبہ

[illegible]

گالیان بہی اوسی لب شیرین کی لذت بخش ہین | اوس قہر کی غیظ مین ہی مہربانی کا مزہ

کیا ملی ہی لذت اوسکی خوش بیانی سی قلق
ہونٹ چہوٹتا ہی اوس شیرین زبانی کا مزہ

رخ روشن سی جا رجب کی آنکھہ
یار کی اسنے آنکھین دیکھی ہین
وہ نظرباز ہین کہ لاکھون مین
ابرو آفت کی بد بلا گیسو
گر سراپا ہین نور جیسے مگر
آفتاب اور ماہتاب نہین
نظر کم سی دیکھتا ہے ہمین
اسپہ پردہ نگر تو او بے دید
رات کو ٹوٹتے نہین تارے
شب غم مین نہ چاند تک نکلا

جہپکی آئینہ حلب کی آنکھہ
جسکی تکلین سیکہی ہی غضب کی آنکھہ
تاک لیتی ہین اپنے ڈہب کی آنکھہ
چہوتی نہین قہر کی غضب کی آنکھہ
سارے اعضا مین منتخب کی آنکھہ
دنکی وہ آنکھہ ہی یہ شب کی آنکھہ
چشم حاسد ہی بولہب کی آنکھہ
بہ گئی اشک بنکے کب کی آنکھہ
رہتی ہی اشکبار شب کی آنکھہ
بہر گئی آج ہمسے سب کی آنکھہ

۱۴۱

آنکھین پہ کہڑی ہین وسے بار بار دیکھہ
قربان تیغ تیز کیجیے ہین سر جہکائی ہین
اسکے ستم کو دیکھہ مرا انکسار دیکھہ
درپے ہوئی ہین جان کی ایمان تو اوچکے
بت کر رہے ہین ستم مری پروردگار دیکھہ
[illegible] زمین پہ تجلی بانکپن کو چہوڑ
مانند نقش پا ہین یہ ناپائدار دیکھہ

[illegible]

ہماری بعد اوس کی گیا ری نامہ بر کہنا
ہم آخر ہو گئے ہین آئی ہین تم تاخیر کرتی ہو

خط و رخ کی صفت مین سٹ لگی رہتی ہے جو تمکو
قلق کیا حفظ قرآن کا مع تفسیر کرتی ہو

ساقی نی منہ لگایا نہ جام شراب کو
اس چاند مین شرف نہوا آفتاب کو

ایجان اولٹو مصحف رخسے نقاب کو
رکھو غلاف مین نہ خدا کی کتاب کو

واعظ اندہی تو ہاتہ سے کار ثواب کو
بوتل اوتار طاق پہ رکھدی کتاب کو

کم ظرفونکو آتی نہ بدمستیان کرو
رسوا تمہین تو کرتی ہو نام شراب کو

جیسے جو تم اسی سے تو رسوائیان ہوئین
کچہ شرم بہی نہ آئی تمہاری حجاب کو

ساقی سے اپنے اس دل بریان کا کرو وصف
انگارون پر لٹایا ہے کیا کیا کباب کو

وہ رحم دل ہون آنکہونسے دریا بہا دیئے
دیکہا ہے آبدیدہ جو چشم حباب کو

بیمار عشق عارض تابان ہون اے طبیب
معجون مین ملا ورق آفتاب کو

عاشق سبب ہین گرمی بازار یار کے
ذرونسے یان فروغ ہوا آفتاب کو

زاہد اشارہ ہے یہ گلو وا شیر بوا سی صاف
یعنی کباب کہاؤ پیو تم شراب کو

قوت بازو کی پیدا کی ہین لذت جو بے
وہ کہان کنج قفس مین وا نوائی کا مزہ
موت بہتر ایسی جینے سے اگر تمہارے
خضر کو کیا ہی حیات جاودانی کا مزہ
وقت بوسہ کالیون کا ذائقہ ہوتا نہین
سب زبان پر ابتک ہو تکی بیزبانی کا مزہ
بیت ابرو کی جو معنی کی ہوا آگاہ دل
شب کچہ اوسکا مطلب شمشیر خوانی کا مزہ
بہول جاو ... کیفیت ... وہ خالی نہین

[illegible]

شاد واس سے ہون کہ اوس قاتل عالم نے خود آج | گلےکے او عاشق ناشاد پکارا مجکو

جان دی عشق مین اوس حور کے بینو جو قلق
قبر مین آکے فرشتون نے اوتارا مجکو

کہتے ہین طالب دیدار ایک نظر دیکھین تو | ترچھی نظرون ہی سے دیکھین وہ ادہر دیکھین تو
دل ہے جو چور تنگ ہمارا کہ جگر دیکھین تو | کوئی جوہر ترا ای تیغ نظر دیکھین تو
جان ہے کھیل ہوئی بیٹھے ہین ہم بھی شب ہجر | آج کب تک نہین بجتا ہے گجر دیکھین تو
ہمتو اس سن مین بھی ال ونیز کو حاضر ہین مگر | شہر مین کوئی طرحدار بشر دیکھین تو
پر دہان دکمر اوس بت کے سوا ہے کون اور | چشم انصاف سے ارباب نظر دیکھین تو
بند ہون ہم نہ کسی طرح در اندازون سے | دلمین اوس خانہ برانداز کے گھر دیکھین تو
عیب بینونکے سوا کوئی نہین سان اور | آپ بربادی ارباب ہنر دیکھین تو
بوسۂ سیب زنخدان سے نہ منہ موڑین آپ | کیسی لذت کی یہ ہوتی ہین ثمر دیکھین تو
کبھی کبھی روٹھ گئے ہین یار کے تیور بیڈول | کیا اون آنکھونکو ہے منظور نظر دیکھین تو
جو ہے پر روغن انور سے اولٹتا ہے نقاب | کسطرح ہوش مین رہتے ہین بشر دیکھین تو

١٣٩

محبت کر کے ہم ہونکی یہی توقیر کرتے ہو
عبث تم خواہش وصل بت بے پیر کرتی ہو
جو قسمت مین نہین ہے اوسکی کیا تدبیر کرتی ہو
زمین و آسمان کا فرق ہے خورشید و ذرہ مین
مقابل چاندسی کیا یار کی تصویر کرتی ہو
دم آخر تو وحشی کو زندان مین
ستم کرتی ہو ویران خانۂ زنجیر کرتے ہو

بر طلب آیا کرین جخ بان گندم گون قلق
ایسی کچہ تاثیر اسم حضرت رزاق ہو

غش ہو عالم گر درخشان برق نور ساق ہو
بہر نظارہ تجلی طور کی مشتاق ہو

نقد دلکی تو تمغی مین شہرۂ آفاق ہو
مفت ہو زرد ہو رہزن ہو یا قزاق ہو

سر جو کٹ جائی تو مثل شمع مد پیدا کرو
حضرت شوق شہادت تم بہی کیا چالاق ہو

محو گیسوی سیاہی کا تعلق چاہیے
عاشق خط سیہ کو خدمت اطلاق ہو

لکہکے وصف دست نگین خون اگر سرخی گون
جدول شنجرف گرد صفحۂ اوراق ہو

غم یہان مطرب ہو جام دیدۂ تر جلبر تنگ
بزم فرقت مین سرود نالۂ عشاق ہو

آدمی تو کیا فرشتونکی بہی دلمین گہر کیا
گہر سے گو نکلی نہین پر شہرۂ آفاق ہو

اسمین ہم چشمو قسم ہے حسرت دیدار یار
آنکہہ کا ڈورا پے شیرازۂ اوراق ہو

یہ قمار عشق مین بازی بدی ہے یار سے
جفت ہو تو وصل ہو فرقت ہے گر طاق ہو

دی بصر کو کردی بینا حسرت دیدار یار
آنکہہ کی پتلی سویدا ئے دل مشتاق ہو

آنکہہ کی تل سی لگائی گولیان ہنگام تو
دور ہین اوس جنگجو کی ہاتہ مین چقماق ہو

کوئی کہدی یہ طبیبونسی خطا کرتے ہو
یان مرض اور ہی تم اور دوا کرتے ہو

اپنی اعمال سی تم کچہ بہی حیا کرتے ہو
مغفرت کی لیئی کس منہ سی دعا کرتے ہو

دل جفا کار ونکو دیتی ہو برا کرتے ہو
ایسی غمخوار کو پہلو سے جدا کرتے ہو

ہم اپنی جان جب تو کیا آپ نے قصد آنیکا
وعدہ پورا ہوا تب وعدہ وفا کرتے ہو

رشک کسطرح سی مجکو نہو ای جان جہان
کہہ رہی تہی تو رقیبونپہ جفا کرتے ہو

دلمین جا دیتی ہو عشق صنم خودبین کو
بتکدہ پہلوی مسجد مین بنا کرتے ہو

دیکہو جلادونمین ہو جاوگی بدنام ای جان
اپنی جانباز کو ممنون قضا کرتے ہو

دستیاب اوسکو تو پابوس سے محروم ہین ہم
بڑہ کی پایا تو ہون سی تو قیر حنا کرتے ہو

کتنی صیاد جفا پیشہ ہو تم بہی ای جان
جان ہی لیتی ہو میری نہ رہا کرتے ہو

حسن اعجاز تکلم جو دکہاتی ہو کبہی
مرغ تصویر کو بہی نغمہ سرا کرتے ہو

صبح ہوتی ہوی گہر آتی ہو ہم سنتی ہین
آجکل شب کو کہان روز رہا کرتے ہو

نکہت جسم سی بس جاتی ہین پیراہن گل
وا جو گلزار مین تم بند قبا کرتے ہو

ہم بہلا کی یہی کہتی ہین تمہاری ای جان
ساتہ بد وضعونکی پہرتی ہو برا کرتے ہو

اتنا احسان کرے ضعف تو بن آئے مری
مین تجھے دیکھون تمہین دیکھو نہ مگر تم مجکو

سوز الفت سے چٹکی جاتی ہے ہڈی ہڈی
نہ جلا اور تو اے برق تبسم مجکو

تخلیہ غیرون سے جب دو دو پہر ہو پہرون
تمہین بتلاؤ نہ کیونکر ہو توہم مجکو

یاد مین گیسو و ابرو کی جو سویا شب کو
خواب مین آئی نظر افعی و کژدم مجکو

کر دیا ایک تری آنکھ کے پھر جانے نے
ہدف ناوک نظارہ مردم مجکو

سبقت ہے تیری رحمت کو غضب پر تیرے
تجھسے ہر وقت ہے امید ترحم مجکو

ڈھونڈھتے سے اپنی کو پاتا نہین مین آپ **قلق**
کر دیا عشق کمر نے یہ ز خود گم مجکو

نگہ مہر سے دیکھو جو ذرا تم مجکو
آنکھ کا تارا سمجھنے لگین مردم مجکو

لاگے ہے یار مجھے بزم طرب مین دیکھا
سم ہوئی سنتی ہی آواز ترنم مجکو

آشنا جسکی مروت سے نہین آنکھ اصلا
ایسے کی دید سے اور چشم ترحم مجکو

نشے مین عالم بالا کی بھی کچھ دیکھون سیر
ساقیا آج تو دے دُرد تہ خم مجکو

بھائی اللہ کو موسی کی زبان کی لکنت
بھاتا ہے یار کا ہکلا کے تکلم مجکو

بنجاے شل بستر خار اپنے واسطی
فرقت مین مخمل بھی اگر فرش خواب ہو

بیمار ہجر دختر رز سی ہوں اے طبیب
نسخے مین مغز تخم کدو ہی شراب ہو

نالہ کرون تو کان بہون کر دیونگی کر
ہلجاے عرش دل کو اگر اضطراب ہو

مولا مری مدد کو مری جلد آئیو
مجسے لحد مین جبکہ سوال و جواب ہو

دیکھے فروغ حسن جو ساقی کا آفتاب
مرغ نگاہ آتش رخ سے کباب ہو

لائی تو ہے اوڑا کی صبا کوی یار سے
ڈرہے نہ میری خاک کی مٹی خراب ہو

کرلین حضور کی کف پا سے مقابلہ
اسمین کوئی ہو ماہ کوئی آفتاب ہو

اوس غیرت چمن کا اگر سونگھ دے عرق
بلبل تو اک طرف ہے ابھی غش گلاب ہو

سونی نہ دیگی یاد شب زلف یار کی
آنکھون مین میری آکی پریشان نہ خواب ہو

زیب بغل ہے یار زبان پر ہے یہ دعا
یارب زمانے کو نہ مرے انقلاب ہو

کھولے کلید شوق ابھی قفل در مراد
گر سد راہ وصل نہ اوسکا حجاب ہو

ٹوٹا بھی بوریا نہین رکھتے ہین ہم فقیر
اہل دول کو دغدغۂ انقلاب ہو

کچھ اوس سے دور ہے کہ زلیخا کی طرح سے
گر اے قلق بڑہاپے مین عود شباب ہو

دیکھہ او گردون ستانا سقدر اچھا نہین
کیون پری کی دیتے ہین تشبیہ آدم زاد کو

ایسی کیا خوبی ہی اسمین کیا شرف ہی رنگ ہون
ضبط کرتا ہون ابہی آہ دل ناشاد کو

سیر کی باغ جہانکی اوسنی کیا جسنے بغور
چشم عبرت سی ندیکھا عالم ایجاد کو

گل کو بخشا رنگ پرتو نی تری رخسار کی
راستی تعلیم کی قدنی تری شمشاد کو

کیا سنی نالی مری دلکی وہ شوخ سنگدل
کوئی بت سنتا نہین ناقوس کی فریاد کو

جب ہجوم یاس نی فرقت مین گھیرا ای فلق
لشکر طفلان اشک آیا مبارک باد کو

اونکی آنکھین ڈھونڈہتی ہین طالب دیدار کو
قدر انکی واسطی گردش ہی چشم یار کو

کیون جلایا کرتی ہین گلچین اوس زار کو
آتش گل سی ضرر ہوتا نہین ہی خار کو

تشنگی او قاتل عالم بجھانی آئے ہین
آبدار اپنا سمجھتے ہین تری تلوار کو

ایجنون یاد مژہ دلسی مری جاتی نہین
عمر بھر اس آبلہ مین ہمنے دیکھا خار کو

او شکر لب کسقدر شیرین ہی تیرا آب تیغ
حاجت بخیہ نہین ہی زخم دامندار کو

دیکھکر بیہوش ہوجاتا ہون موسی کیطرح
صاعقہ کیہی تمہارے پرتو رخسار کو

چشم تبان ہر کی آفت ہین شوخیان
کیا کر رہی ہی پیشہ مشاطگی بہار
کرتی ہر راہ شوخیین کس کسکو پایمال

صحرای حسن کے بہی ہرن دیکہتی چلو
آرایش عروس چمن دیکہتے چلو
رفتار یار کے بہی چلن دیکہتے چلو

آئے ہو صید گاہ جہان مین تو ای قلق
طرز شکار تیر فگن دیکہتے چلو

غمزہ وہ بہر سی اسے کشتۂ بیداد نہو
جان دینی مین تو ای ہمنفسو باک نہین
حسرت آزادی کی پوچہو کوئی اوسکے دلسی
ہم اسیران قفس ہین نہ اگر زمزمہ سنج
شوق کا تو یہ تقاضا ہی کہ کٹواؤ گلا
شکر کی جا ہی سزاوار جفا تو سمجہا
آنکہین بیکار ہین وہ جنکو نہین حسرت دید
دشت وحشت مین جب جوشش خون ہو دل

کون حسرت زدہ ایسا ہی کہ جو شاد نہو
پاس اتنا ہی کہ رسوائی صیاد نہو
جس گرفتار قفس کی کوئی میعاد نہو
اسقدر رونق کاشانۂ صیاد نہو
قول ہمت ہی کہ منت کش جلاد نہو
مرغ دل شاکی بیرحمی صیاد نہو
دل وہ کس کام کا جو کشتۂ بیداد نہو
کہولدین فصد مری خار جو فصاد نہو

خون کا محضر بنایا دامن جلاد کو
دیکھنا قسمت کی خوبی نیمجان مین رہگیا
ذبح کر نیکا نہ تھا ڈھب تمام مری جلاد کو

خال رخ خضر رہ کفر نہوتا جو تیرا
دام مین لاتی جگر تہو یہ مسلمان مجکو

چشم خونخوار کا آغوش تہ ہی ہے قبول
زیب ہی کیسو اگر شیر نیستان مجکو

جسمین کچہ ہوتی ہو امید وصال محبوب
اتنی کہلتی نہین وہ گردش دوران مجکو

یہہ معلوم تہا اس رنگ سی آئیگی بہار
تو بہی ہوتی کیا سخت پشیمان مجکو

عشق کی منصب عشاق جو تقسیم کیے
باغ بلبل کو دیا کوچہ جانان مجکو

سوزش دل سی یہ پروانی کی صورت تریا
دیکہکر رونی لگی شمع شبستان مجکو

مجہ گرانبار کو محشر مین تلین جب اعمال
نہ سبک کیجیو اے پلۂ میزان مجکو

کون اندیشۂ فردا کا ملال آج کرکی
موسم گل مین نہین فکر زمستان مجکو

تیری ہو ہوکی تی غیرت خورشید بدن
کہوٹی دامون بہی ملا گر مہ کنعان مجکو

صف کشی اپنی دکہاتا ہی مجہی کیا محشر
یاد ہی ہو سکی صف آرائی مژگان مجکو

لب جانبخش صنم کا ہون جو عاشق تو تو
جانتی ہین خضر چشمۂ حیوان مجکو

ناتوانی وہ ہون عجب کیا صفت بال ملخ
مور لیجاوی اگر پیش سلیمان مجکو

میری ظلمت کدہ مین لائین جو روشن کرکی
گرم شب آتی نظر شمع شبستان مجکو

انسان جو بہ از پری و رشک حور ہو
رہبر کو ہاتھ سے جو زبہرہ اپنے غرور ہو
اپنی تو جان آن وہ دل پہ نثار ہے
کوئی ہوا آدمی ہو پری ہو کہ حور ہو
کشتی دل ہے آج تو ناطم مین مبتلا
دیکہین مجہا عشق ہے کیونکر عبور ہو
انسان کو اعتبار نہین زندگی کا کچہ
لازم ہے کہ آج اسے غم فردا ضرور ہو
دیوانہ جمال پری طلعتان رہے

سنئیے تو تھام لیجیو دل آ گئی نہ تاب
یہ اہل قبلہ ہی نہین کرتی ترے ثنا

مشہور جسکا صاعقہ و برق نام ہی
ارباب فہم جو کہ ہین سا کن کہین کہ ہون

کوثر پہ چلکے دیکھیے گا اونکی آبرو
پوچھو نہ کچھ غرابہ نشینونکا حال نہ اس

ملک سخن کو تیغ زبان سے کیا ہی سر
بعد فنا بھی رنج غم ہجر یار رہے

نقری عدو ہوش مری داستانکی ہین
ناقوس کی زبان یہ بھی کلمہ اذانکی ہین

دو ایک یہ شرر میری سوز نہانکی ہین
وہ سب مقلد آج ہماری زبانکی ہین

جو معترف کرامت پیر مغانکی ہین
ہم خاک مین ملے ہوئے آسمانکی ہین

سکتے پڑے ہوئے میر حسن بیانکی ہین
زیر زمین بھی جور وہی آسمانکی ہین

اہل زبان کو ناز ہے میری زبان پر
سب قائل ای قلق مرے حسن بیانکی ہین

بہار عیش ہوتی ہی خزان پڑی ہی آنیکو
مری بخان وانی کچھ نہ پوچھو ہین وہ بلبل ہون

مرے ہوتے نگاہ ناز سے تا کار قیبون کو
جوانی رو ٹھی جاتی ہی کہین کس سے منانیکو

جگہ دلمین گلونکی ڈھونڈتا ہون آشیانیکو
الٰہی چوک جائے ناوک انداز اس نشانیکو

[illegible]

خنجر روکی ہے جو ہے میرے قتل کی تدبیر میں
بل نہیں بیوجہ قاتل ابروِ شمشیر میں

میں بھی مجنوں یک لیلی کا ہوں اے مصور گرو
رنگ سے رو قیس بھرنا تھا مری تصویر میں

کیا اسیر گیسوِ دلدار کوئی جل بسا
کسلیے ماتم پڑا ہے خانۂ زنجیر میں

دل ازل سے ہے ہمارا کشتۂ ابروئے یار
پرورش پائی ہے جسنے دامن شمشیر میں

زلف جاناں سے نظر آتی ہے یوں چشم سیاہ
جسطرح پھنستا ہے آہو دام آہوگیر میں

وہ زباں ہے کونسی تیری جو معروف نہیں
شرح اک قرآن کی لکھی ہے ہر تفسیر میں

دل کو آئینے میں اک جان جہاں کی ہے شبیہ
جو کھٹا اربع عناصر کا ہے اس تصویر میں

کٹ رہی ہے گوشۂ ابروئے قاتل میں گرہ
نقد دل میرا بندھا ہے دامن شمشیر میں

کون وہ معشوق ہے جو تابع فرماں نہیں
اے پری میرا عمل ہے کشور تسخیر میں

شوق کا دلسے علاقہ عقل نے آموز دل
اونسے خوباں دو عملہ ہے مری جاگیر میں

طائر دل نام سنتا ہے مگر دیکھا نہیں
کیا پر عنقا ہیں اے صیاد تیرے تیر میں

گر ہجوم شوق آزادی یہ نہیں ہے دمبدم
ایکدن وا لگا پڑیگا خانۂ زنجیر میں

آہ نالہ نہیں نہیں ہے اوس لب رنگین کا عکس
لال جھلکی تیرتی پھرتی ہے جو ہے شمشیر میں

[illegible]

کرتا دہان یار کی رنگینیون کا وصف
مجبور ہے کہ غنچہ کی منہ مین زبان نہین

کیا اعتبار ایسی تلون مزاج کا
جو مہربان کبھی ہے کبھی مہربان نہین

اوس غیرت مسیح کی گہنی کیواسطے
طیار ہے فلک پہ تڑک کہکشان نہین

جھوٹی ہماری غم کی ہین دعوت کرو نہین کیا
قابل سگ حبیب کے یہ استخوان نہین

وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہے مدام
جو کوچۂ گرد گیسوی عنبر فشان نہین

یون دیکی نقد ہوش تنک آئی جو میرے ہاتھ
ایسا تو زلف یار کا سوداگران نہین

نقد دو نہین جگر کی جو سکتے تو کیا عجب
صد شکر طبع یار پہ تو مین گران نہین

جلوی کو تیری کسلیے ہر مجہسے دشمنی
ای ماہ رو یہ کہول عاشق کتان نہین

کیفیت آکی میکدہ مین دیکھ جای وہ
جو قائل کرامت پیر مغان نہین

محو نظارہ دل وہ بت ہے حجاب مین
حیران ہے آئینہ رخ جانان عیان نہین

دلسی بہولا دیا ہی گلون نے کیا مجھی
اب برق کو بہی یاد مرا آشیان نہین

وہ دل ہین ای مرتی ہین جو کوڑی کوڑی کی
اپنا ہما فریفتہ استخوان نہین

کس لالہ رو کی دل مین نہین گہر مرا قلق
وہ کونسا چمن ہے جہان آشیان نہین

١٢٩

جو قائل حرمت پیر مغان نہین
ایسا تو خوش نصیب مرا آشیان نہین

پیچ سے زلف کی حقیقت مین ہے بچنا مشکل
مین تجھ کیا دام مین زلفون کی بلا مین آئین

جانکر شیفتۂ زلف ہلاکت کو مری
بہیس مین ہجر کی راتون کی بلا مین آئین

منفعل اپنی جفاؤن سے ہوے ہیچ وہ جب
عاقبت کام مرے میری دفا مین آئین

ہوتی ہے گیسوے دلدار کا سودا مجکو
گہر اوپیچ گردون سے بلا مین آئین

رو گی میں نے جو دم سرد بہری ہنسکے کہا
پانی برسا کہین کیا ٹہنڈی ہوا مین آئین

بہو نچی پیغام وصال اونکی دم نزع مجہے
جب زبان بند ہوئی تب یہ صدا مین آئین

لگ گئی آنکہ تصور مین جو اون زلفون کی
خواب مین پہر ڈرانے کو بلا مین آئین

کیا تفاخر مین ہین سیب ذقن و پستۂ لب
تیری بیمار کو پہر راس دوا مین آئین

نعمتین کہاتی ہین سب کہاتا ہون مین غصہ و غم
میرے حصے مین ازل سے یہ غذا مین آئین

ز حساب و سخن کرم ہے بے کیے روز شمار
جبکہ گنتی مین ہماری نہ خطا مین آئین

دیکہکر تو بتون کو طاق نہ میخانے کے
نشے مین مجہ بہ جانا گہٹا مین آئین

منتنم عمر دو روزہ کو سمجہ کچہ کر لے
پہ مجہے گور غریبان سے صدا مین آئین

کچہ ہو مین جا کہ تو کچہ خود ہی مسک کر اوتر ز
وحشت جشت سے یہ تنگ اپنی قبا مین آئین

غافلو ویران ہونی ہے یہ بستی ایکدن
بابہ بانونکی بہی کر گی مہر پرستی ایکدن
آبرو ذرہ جاتی اپنی جان نثار و نہین گر
تیغ ابرو کینہ ہکو بہی کستی ایکدن
ہو گران خاطر نہ اپنی دیر کی ہوکو نہی

[illegible]

پس مردن وہ بہت اینچی ہو گو بجھتا جاتی ہیں
الٰہی جان میری گئی ہی کس کشاکش میں
اونہیں کی عاشق ہے مصحف رخ کا سمجھے ہیں
جو تور مجھ سے محبت نے آ کی ظرف منہ تو یہ سمجھی
یہ ڈر ہی بیٹھنے کی ہو سجا ہو کہیں عادت
تمنا صبح وصلت کی شب فرقت جلاتی ہی
لحد میں اوتارا ہی کہ سر کا بوجھ اوتار آئے گیا
جتاتا ہوں جو میں عشق میں تو ہنسکی کہتی ہیں
ارادہ ہے کسی عامل سے جا کر پوچھیے اکدن
زیادہ جان درد محبت ہی عزیزان کو
چلو ہمیں جان پہ ہم کہیلکر شوق شہادت میں
کہاں وہ مسکراہٹ اور کہاں انکی جھنک توبہ
خدا اوس سے سمجھے جس نے جان گلفت میں لی ہی

نہیں تاب وہ میرا اٹھنے تیر لیٹھی جاتی ہیں
ادہر موت آ رہاتی ہی ادہر وہ آ رہاتی ہیں
عدالت میں گگی پر جا کی جو قرآن اوٹھاتی ہیں
اشارہ ہی یہ نہیں ہم تو فرقت سے بہی آتی ہیں
ہم اوسکو اسلیے پہلو میں ازبر کم بٹھاتی ہیں
یہ سنتی ہیں کہ بعد رنج راحت بھی اوٹھاتی ہیں
اندھیری گور میں تنہا مجھے سب چھوڑ جاتی ہیں
ہمارے چاہنے والوں کا یہ بھی منہ چڑھاتی ہیں
پریزاد آدمی کے کس طرح قابو میں آتی ہیں
اطبا کیا تری بیمار عیسی سے جو پاتی ہیں
نصیبوں جو لکھا ہے تو قاتل ڈھونڈ لاتی ہیں
وہاں بار نگیں لب کا غنچہ منہ چڑھاتی ہیں
نہ دم لیتا ہی یہ ظالم نہ بہت جی میں آتی ہیں

[illegible]

غم میں کس شور پہ ... خاک اوڑاتی ہیں
خرابات مغان یارب ہی آباد رندوں کی
یہ فصل گلمیں پی پی کی کیا رنگ لاتی ہیں
گمان مجنوں کا ناوقفے جو کرتی ہیں تو بیاکی
پریزاد و ... دیکھو مجھکو دیوانہ بناتی ہیں
اطاعت خورد یا ان جہان کرتی ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ دیوانہ ہون وحشت کا نور تک سنگ آئی ہین	مری وحشت کی مجنون نے کبھی ہر داستان سون
دہن میرے حبیب کے ہم سخن کا تنگ ایسا ہر	رہی ہین جست جو مین جسکی عاجز غیب دان سون
سرا قصہ ہوا ہے میرے دلبر اب کبھی دن سے	رہا ہے عہد وحشت مین نہ واقف مکان سون
زبان حال سے ظاہر کی الفت میرے عالم کو	رہی راز محبت کی خموشی ترجمان سون
سبک وحی ذرکہا خانہ بردوش یکمدت تک	رہی ہے اپنے بال و پر ہی منزل آشیان سون
نری مستی مین کیا دختر رز سے اوڑائی ہین	جوانی مین ہی ہے صحبت پیر مغان سون
نگاہ کو سست نغمے کی سبب کرتی نہین انکی	اوڑایا ہے عنادل نے مرا طرز زبان سون
مٹی یہ بھی رہی ہے جستجو یہ اپنے یوسف کی	غبار اپنا رہا ہے سد راہ کاروان سون

عزیزا زجان قلق ہوگا غم عشق بتان لکو
کریگا پاس اس مہمان کا یہ میزبان برسون

مشتاق دید ہین سب شہرۂ مرد و زن مین	خلوت کدے سے اوٹھ تشریف انجمن مین
عطر بہار ملکر جو آئی وہ چمن مین	تو بوی گل سمائی کیا اپنے پیرہن مین
گل شمع کا جو مہکی گلزار انجمن مین	بلبل ابھی جنم لی پروانے کی بدن مین

[illegible]

[illegible]

کس طرح ترپون تہ تیغ دم قتل اے شوخ	ادب دامن جلاد کرون یا نکرون
اوس سہی قد کی محبت مین ہے اک وجد کا حال	ذکر قمری تہ شمشاد کرون یا نکرون
صدمہ بی پروبالی سی قفس مین صیاد	لطف پرواز چمن یاد کرون یا نکرون
قصر ہستی کو کہین سیج زوروں سیونک ندے	ضبط آہ دل ناشاد کرون یا نکرون
پہر کبہی سیج کی قفس بہجے سی بہی آنہ پہرا	شکوۂ غفلت صیاد کرون یا نکرون
کیون نہ تیشے سی سر کوہ رقابت کاٹا	رنج بے عقلیے فرہاد کرون یا نکرون
بڑیان بہاری بینتا ہی بہار آتی ہے	پہلے سی خاطر حداد کرون یا نکرون
ہر گہڑی وصف دہن مین زبان گیری کر	بات بہی او ستم ایجاد کرون یا نکرون
محو یاد لب نگین ہون عوض اشک گہر	صرف خون دل ناشاد کرون یا نکرون
دل ہے دیوانۂ الفت پہ جفاؤں کا ہے خوف	کوئی تسخیر پری زاد کرون یا نکرون

تہ خنجر بہی قلق فرصت نظارہ نہ دی
غم ہے جی جی جلاد کرون یا نہ کرون

زبان دوستان عالم کا کیا ہی امتحان ہر سون	زبان غیر کیا آتی نہین اپنی زبان سون

[illegible]

خال سیاہ سبزۂ خط سے نہیں عیاں	دہقان زنگبار کا مسکن ہی کشت مین

مین کب پریکا دیکھنے والا تہا اے قلق
حورونکو آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھا بہشت مین

کونین کو مری ہین مری سرنوشت مین	پریاں اگر یہاں ہین تو حورین بہشت مین
بیفائدہ جھگڑتے ہین یہ شیخ و برہمن	کعبے مین کیا ہی جو کہ نہین ہی کنشت مین
بعد فنا ہی تپ دل سوزان ہمارے ساتھ	دوزخ بغل مین لیکے چلا ہین بہشت مین
ہمسا کوئی جہان مین نہین ہی الم نصیب	آئی کبھی خوشی نہ دل غم سرشت مین
عریان وہ ہین جو جائینگے دیوانی آپ کی	پا بینگے چاک کرکے کوٹھے بہشت مین
تاثیر دیکھو عشق بتان ملیح کی	نونی لگی مزار کی ایک ایک خشت مین
طوبا ہی قد یار کی دہن مین ہین محو آہ	جھنڈا اگر گڑا ہوا ہی ہمارا بہشت مین
دلمین کیا جو اوس لب جانبخش کا خیال	آب حیات ہمنے دیا اپنی کشت مین
زاہد تجھے بھٹکنے نہ دینگے گناہ گار	سب بند و بست ہووینگا ہمین کا بہشت مین
سوز درون سے خرمن دل کا نگاہبان	پالا ہی ہمنے برق کو دامان کشت مین

١٢٤

وحشت سے سر ا میرے شری ہو گی بہاگتی
دوڑے ہوائی پتنگ جو شمع لگن کے پاؤن

خاک چمن پہ پاؤن جو رکھین بہار مین
قمری کی طرح سرخ ہون زاغ و زغن کے پاؤن

قدرت خدا کی بے سر و پائی پہ ہے ستم
ٹوٹے ہاتہ ہین نہ سر ہی چرخ کہن کے پاؤن

دیکھا جو تیرا ہاتہ تو یہ مرتبہ ملا
بت بتکدے مین چومتے ہین برہمن کے پاؤن

ہاتہون سے میرے رہتا ہے جگر مین ہلال ن
دست جنون سے سر ہوے چرخ کہن کے پاؤن

نقش قدم پہ تیرے اگر پاؤن دہرین
مانند کبک سرخ ہون زاغ و زغن کے پاؤن

لیجائین کیمیا گر اوسی ہاتہون ہاتہ ہی
روندین ہماری خاک کو جب اوس سمن تن کے پاؤن

بیٹھا یہ پاؤن توڑ کے نقش قدم کی طرح
اوٹھے رہ طلب مین مجھ خستہ تن کے پاؤن

آنکھون پہ دیکھکر وہ ہون خوب جبین ہے
بہتی کہون کہ نکلی ہین سر پر ہرن کے پاؤن

غیرون کا ہاتہ ہاتہ مین ہین ہر وقت تیرے
نکلے ہین فتر رفتہ پہر اوس گلبدن کے پاؤن

رہتی ہے کس سے وہ عاشق زلف دراز ہون
مشتاق تیرے بوسے سوا ہین رسن کے پاؤن

قیمت بڑہائی اور بہی مہندی کے رنگ نے
سونے کی ہوگئی ہین اوس سیمتن کے پاؤن

گلگشت کیا نسیم چمن کی ادا ہے ہے
ہین بے صدا خرام مین اوس گلبدن کے پاؤن

گویا تمہین ہین سبزۂ بیگانہ گلشت مین
ای حور شیفتہ تیری نازک مزاج ہین
بستر لگا لگا کے سب بہشت مین
حاصل ہوا نہ خرمن امید دل کو کچہ
اک تخم آرزو نہ اوگا اپنی کشت مین
حورون نے بہی ترا ہی پتا پوچہتے پہری
ای کوے یار تجہکو نہ بہولی بہشت مین
خوش آگئی ہین کمال یہ [illegible] عاشقیان [illegible]

[illegible] بہار مین فردوس کو [illegible]
جنت نصیب ہو مجہ [illegible] بہشت مین
[illegible] بہشت مین
[illegible] گشت مین

[illegible]

اوسکی بوسون مین مزا ملتا ہے کسرح قلق
لب شیرین نہین لذت مین شکر پاری ہین

اور ہی جیا پہی نظر آتی ہین پیاری آنکہین
گو گیا کرتی ہین خوش چشمی کا دعوا آہو
کہکشان مانگ ہی شب زلف ہے ابرو ہلال
تیری دانتونکا تصور جو رہا پیش نظر
نیچی نظرونسے مجہے دیکہتی ہین وصلکی شب
کبہی مجکو کبہی غیرونکو لگا لیتی ہین
دیکہلیتا جب بنفشہ نہین تیرے خود بین
تو وہ خوش چشم ہے ہو دیدۂ نرگس بہی نثار
محفل ناز مین وان ہین تجہے جو کرتی چشمی
بہوٹ جاتی ہین ہین غیرونکی الٹی آنکہین
ای قلق یار نے ماہ جوانستان جہرے کی

نشے مین چور ہین لو آج تو ماری آنکہین
آنکہین کہل جاتی ہین جو دیکہین تیری ہی پیاری آنکہین
رخ جو ہی چاند کا ٹکڑا تو ستاری آنکہین
رات بہر ہجر مین گنتی رہین تاری آنکہین
اونچی کرتی نہین وہ شرم کی ماری آنکہین
خوب سیکہی ہین لگاوٹ کی اشاری آنکہین
ایسی کر سکتی نہین آپ نظاری آنکہین
تیری آنکہونسے ہرن ہی تہے ہارے تو ماری آنکہین
چشم انصاف سے دیکہین تو جکاری آنکہین
نظر بد سے جو دیکہین تری پیاری آنکہین
دیکہنی کو ہیں ترجے جاتی ہین ستاری آنکہین

دیکہون نہ دست یار مین دست طبیب مین
یا رب علیل ہو نہ مرا غیرت مسیح
لازم ہے کہ امتیاز ہو زیر لب و طبیب مین
جب طبع اونکی دوری کا مجکو ملال ہے
ہونہین وہ نہین بہی لب ہجر قریب مین
اس آرزو مین فالک ہوا ہون سے افلک
مٹی مری عزیز ہو کوئی حبیب مین
او باغبان نہ توڑنا نہین بقدر جانکر
ان پہولونکی جگہ ہے دل عندلیب مین
بات اوسکی اک ایک سی چپ دیکہکر مجہے

دل ناشاد قلق کو بھی کبھی شاد کرو
ای شہ حسن فقیرونکی دعا لیتے ہین

رو رو کی ہجر مین بی نور آنکھین ہو گئین
رفتہ رفتہ صورت ناسور آنکھین ہو گئین

ضعف سے طاقت گئی بی نور آنکھین ہو گئین
دست و پا بیکار ہین معذور آنکھین ہو گئین

فرقت ساقی مین مژگان رگ تاک ہین
آنسوؤن سے خوشہ انگور آنکھین ہو گئین

کن نشیلی انکھڑیون سے لڑ گئی گلشن مین آنکھ
نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہو گئین

نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بن گیا
اشکون سے طوفان اوٹھا تنور آنکھین ہو گئین

تار سان فرقت مین نالان ہین تری مژگان
دیکھ مطرب کا ستم طنبور آنکھین ہو گئین

دیکھکر مین گر پڑا غش کھا کی موسی کی طرح
میری خاطر اوسکی برق طور آنکھین ہو گئین

لوٹ لیتی ہین متاع دل ہر اک انسان کا
اسلیے رہزن تری مشہور آنکھین ہو گئین

خانہ ہائے چشم مین یہ سیمبر رہنی لگے
ہم فقیرونکی تو ذی مقدور آنکھین ہو گئین

دیکھکر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دید
شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہو گئین

صورت مژگان بھری ہین تیغ ان مست ناز
حسن کی دولت سے کیا مغرور آنکھین ہو گئین

۱۲۱

ساقیا توبہ مری کی گفاری ہین
بادۂ گلگوں کی با عینیں رویا ہوں ای رشک چمن
کہ در خنون پہ گمان ہوتا ہے فوارہ ہین
جوش گریہ سے ہین بدولت تری ای وحشت دل
دیدہ عقول بیابان تمین عبارہ ہین
دور ہین روز تصور کی لگی رہتی ہے
مجکو گہر بیٹھے میسر تری نظارہ ہین

تو ہی منصف ہو عاشق کو کوئی ستاتا ہے	تجھی سے ہم ترے بیداد کی فریاد کرتے ہیں

قلق ایسے ہوئے ہیں ہم فراموش انکی خاطر سے
کبھی بھولے سے بھی ہمکو نہیں وہ یاد کرتے ہیں

ستم وہ طرفہ کرتے ہیں نئی بیداد کرتے ہیں	اسیر اور انکو کرتے ہیں ہمیں آزاد کرتے ہیں
بہار آئی ہے مشق نالہ و فریاد کرتے ہیں	مدرس سے جنوں کے نیا سبق ہم یاد کرتے ہیں
قلق حب دوستان خستگان کو یاد کرتے ہیں	مآل کار اپنا سوچکر فریاد کرتے ہیں
تبھونکی جور سے نالے جو ہم ناشاد کرتے ہیں	خدا سے الکنان عرش تک فریاد کرتے ہیں
وہ ہمکو بیجکر گلشن میں گلچیں اور رہتے ہیں	قفس میں ہم تڑپتے ہیں مگر صیاد کرتے ہیں
کوئی مجھسا نہوگا کشتہ ناشاد عالم میں	تاسف نوجوانی کا مری جلاد کرتے ہیں
سمجھتے ہیں جو دیوانہ مجھے زینت پسند ونکا	تکلف بھی یہ نہیں ہر برس جلاد کرتے ہیں
الٰہی شکر نالوں نے اثر اتنا تو دکھلایا	وہ دلکو تھام لیتے ہیں جو ہم فریاد کرتے ہیں
مرے نالوں سے تنگ آئے ہیں ایسے میرے ہمسایے	عدالت میں جا جاکے سب بیداد کرتے ہیں
نہیں دیکھا ہے شاید اوس سہی قامت کو گلشن میں	یہ دعوا راستی کا اپنی کیا شمشاد کرتے ہیں

بہار آئی ہے غل زنجیر کا سب شور کرتے ہیں
ترے دیوانے زندان جنون آباد کرتے ہیں
گذر ہوتا ہے جب ہمراہ دیوانوں کے صحرا میں
[illegible] آہ کا استاد کرتے ہیں
اگر انصاف دیکھو تو دم اظہار غنیمت ہے
خرابات مغان کو ہم ہی آباد کرتے ہیں
فرشتے گھیر لیتے ہیں جہاں ہم مرگ تربت میں
قلق ہم جیسے کتنے ہیں وہ امداد کرتے ہیں
ہم جو ای جوش جنون نام ترا لیتے ہیں

۱۲۰

[illegible]

ابتر پہ ہو نجابی کہین خوف سے کمال | رکہتی ہین طفل اشک کو اس کی نگاہ مین

ہم صاف دل ہین صورت آئینہ ای قلق
سب نیک و بد ہین ایک ہماری نگاہ مین

آرایشین ہوئی ہین گل سرو سمن مین	شاید چمن آرا کوئی وارد ہی چمن مین
بیہوش ہون کہ چشم خمارین کا ہین ساقی	محو دی قدح ناف غزالان ختن مین
پوچہا جو نکیرین نی تو شرم عمل سے	منہ ڈال دیا مین نے گریبان کفن مین
خجلت سے ترے آگے سفید ایسا ہوا ہے	اک بوند لہو کی نہین لالے کی بدن مین
صیاد کی اک بی نئی طرح کی بیداد	لٹکا یا قفس لا کے مرا نخل کہن مین
الفت نے بہشت اسکی کنوئین مجکو جہکائے	جی چاہتا ہے ڈوب مرون چاہ ذقن مین
سنتے ہین برابر سے تری قد کی وہ تنگی	شمشاد چنے جائینگے دیوار چمن مین
دیکہا دم گلگشت تو نقاش ازل نے	رنگ و سیکا بہرا چہرۂ گلہای چمن مین
سچتا ہے بیگانہ منزل ہو گرمی دیکہ کہان	کچہ زاد سفر باندہ لی دامان کفن مین
دی ہے تری قامت سے کسی نے نہین تشبیہ	سو جب اکڑتی نہین شمشاد چمن مین

١١٩

آنی تھا او نکی کوئی مقرر نہین ہی دن
آنکلے ایک بار کہین سال و ماہ مین

چھینا گئی مین اپنی حسینون نے نقد دل
لوٹا ہی رہزنون نے مسافر کو راہ مین

کرتی ہی قتل بانکی ادا اسکی خلق کو
ٹھہا لگا ہی تیغ کا تیری کلاہ مین

لڑتی ہی اوس سے آنکھ فنا تھو حباب وار
بجر قضا کا گھاٹ ہی تیغ نگاہ مین

دل آگیا ذقن پہ تری یک بیک مرا
گرتا ہی کوئی دیدہ و دانستہ چاہ مین

خوش چشم تو وہ ہی کہ غزالان ہند و چین
آگی تری سماتی نہین ہین نگاہ مین

ہی شور آمد آمد قاتل جو دیر سے
ہنگامہ جانثارون کا ہی قتلگاہ مین

کیا تمکو خطر زیست ہی آتا تو پوچھتا
ہوتی اگر خضر سے ملاقات راہ مین

ای سرو قد گیا ہون پی سیر باغ جب
لٹیا ہون ہر شجر سے تری اشتباہ مین

خورشید و ماہ کی بھی چمکتی ہی اکثر آنکھ
ذرونکی وہ چمک ہی تری گرد راہ مین

آتا ہی او شکار فگن گر تجھے تو آ
امیدوار صید ہین نخچیر گاہ مین

سینہ ورو اوسکی تاک مین دیتا ہون بہار
جیسے دھنک نکلتی ہی ابر سیاہ مین

غفلت سے یہ کسی کو نہین قبر کا خیال
کوئی ہی فکر زاد مین کوئی فکر جاہ مین

سیر کرتی اوسی دیکہا ہی جو بازارونمین
مشہور ہی ہوتے ہین یوسف کی خریدارونمین

چاہتی ہین کہ کوئی غیرت یوسف بہنس جاوی
کسقدر کہوڑ کی کہری بنتی ہین بازارونمین

دو قدم چلکی جو نو چال دکہادی اپنی
ٹہوکرین کہاتی ہین کبک بہی کہسارونمین

خون عشاق سی لازم ہی پرہیز کرین
کہ شمار آپ کی آنکہونکا ہی بیمارونمین

شیخ کعبہ ہو و یا برہمن بتخانہ
ایک ہی کے در پہ دونون ہین پرستارونمین

دیکہیی کتنی خریدار ہین کیا ڈہونڈہتا ہے
جنس دل ان سی بہی بکوائی ہی بازارونمین

فصل گل آئی خزان بہی ہو گلزار مگر
طائر دل ہی ہنوز اونکی گرفتارونمین

سیر کو واسطی نکلا جو وہ رشک یوسف
شہر بستی ہوئی ٹہٹہ لگ گئی بازارونمین

یہ نیا یار کی سرکار مین دیکہا انصاف
بیگنہ بہی گنی جاتی ہین گنہگارونمین

کہین ڈہونڈہی سی بہی ملتی تہی اربابِ کمال
جن دنون قدر شناسی تہی خریدارونمین

تیغ قاتل کی گلی ملتے ہین خوش ہو ہو کر
عید قربان ہی محبت کی گنہگارونمین

کسی ڈہب سی نہ اولجہا نہو ای صحبت گل
ای ضعیفی تن زار اپنا ہی اون خارونمین

قلق اثبات دہن منہ کی نکہلوا کی کہین
ہی بڑی بات اگر بات رہی یارونمین

[illegible]

117

پیہم دیتا ہے وہ ٹہو ٹہوکا کوئی بازارونمین
نام رکہنی کو بہی اوٹہ جاوی اوس کی کیفیت
دم بہر آ بیٹہی جو وہ اعظا کوئی میخوارونمین
آمد فصل بہار ایکا جو ہنگامہ ہے
غل ہی توبہ شکنی کا مری میخوارونمین
قلق اتنی نہین ہر وقت کوئی پیچ کرے
آپ سی حضرت دل کو ہین طرفدارونمین

[illegible] چشم سیاہ مین
[illegible] نگاہ مین
[illegible] نگاہ مین
[illegible] نگاہ مین
[illegible] آن نگاہ مین
[illegible]

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے | زبان پر میری کا جب دم نام آتا ہے محمد کا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ اس زمان برکت توامان مین یہ رسالہ مستطاب عدیم المثال لاجواب
مصدر برکات مجمع حسنات مطبوع طبائع ہر وضیع و شریف مشعر مضامین رنگین و معانی لطیف
اعنی مولد شریف تصنیف دبیر عطارد تحریر شاعر ہمہ دان سخنور سحر بیان بلبل
شیوا زبان حدیقۂ نعت پردازی طوطی شیرین مقال بوستان اعجاز طرازی
جناب فضیلت مآب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مداح رسول مقبول حاوی
فروع و اصول امام الشعرا ناظم بے ہمتا سخن سنج وحید مولانا غلام امام شہید
کہ جو غایت حسن قبول اور لطف سخن سے محتاج توصیف اور تعریف
نہین ہے اور نہایت شہرت سے مشہور دیار و امصار بلکہ یادگار
روزگار ہے مطبع اقبال مطلع عالیجاہ والا پایگاہ صاحب
ہمت وزور جناب منشی نول کشور صاحب
مقام کانپور مین چوتھی بار کارپردازان
مطبع کے اہتمام فراوان اور سعی بیکران
سے بماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۳ ہجری
مطابق ماہ جون سنہ ۱۸۷۶ ع
زیب و زینت افزای
طبع ہوا

روان تسنیم و کوثر ایک قطرہ آب سے جس کے
کرون کیا وصف اوس دُرِّ یتیم بحر سرمد کا

کشادہ عقدۂ باطن مین کافی نام حق اوسکو
کھُلا کرتا ہے بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

وفات ظاہری سے جوہر جان مین نہ فرق آیا
وہ جسم پاک کو محسود تھا روح مجرد کا

نہ کم قدر اوسکے شیرازہ بکھر جانے سے ارکانکی
نہ افزون رتبۂ قرآن مجزا سے مجلّد کا

گرافعی بنکے جا نکلے اودھر ابلیس اندھا ہو
ملا ہے قصر اخضر روح کو اوسکی زمرد کا

اودھر اللہ سے واصل اودھر مخلوق کا شامل
خواص اوس برزخ کبریٰ مین ہے حرف مشدد کا

گذر وحدت سے کثرت مین نہوتا ذات مطلق کو
نہ بنتا صفر گر نقش احد پر میم احمدؐ کا

بھروسا ہر کسیکو اک حصار عافیت کا ہو
مجھے نام مبارک کا ہے ذو القرنین کو سد کا

ترے پابوس سے ہفتم فلک پر منزل کیوان
ترے سجدے سے ہشتم آسمان پر فرق فرقد کا

خدا بن مانگے کیا کیا نعمتین دیتا ہے بندون کو
ترا دست دعا ضامن ہے جیسے کل کے مقصد کا

بچھین گی جسگھڑی عشرت کے سامان بزم جنّت مین
کھلیگا حال امت کو ترے انعام بیحد کا

لب گوہر فشان وا ہونگے جب عرض شفاعت کو
تماشا گاہ محشر مین تکین گے نیک منہ بد کا

رہا کعبہ مین تیرے روضہ کے در پہ نہ جا پائی
اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگ اسود کا

نشانہ قادر انداز قدر کا دست بازو ہو
تری خواہش کرے تیری قضا کو حکم گر رد کا

عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین
محل باقی سے ہے اللہ کے قول موکد کا

ہوا سمجھا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان
نمانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

تری تعریف سے میری زبان مین آگئی ہے تیزی
صفاہان تک مسخر ہو گا اس تیغ مہند کا

پھٹین گے مثل تقویم کہن دیوان ہزارونکے
ہوا عالم مین شُہرہ میرے اشعار مجدد کا

ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب
میسر ہو طواف اے کاش مجکو تیرے مرقد کا

کبھی نزدیک جا کر آستانہ پر ملون آنکھین
کبھی گر دور بیٹھون مین کرون نظارہ گنبد کا

فراغ دل سے گروان زندگی کا کوئی دم گذرے
حسد ہو خضر و عیسیٰ کو مری عیش مخلد کا

مدینے کی زمین کے گر نہ لائق ہو مرا لاشا
کبھی صحرا مین وان کے طعمہ ہوئین دام اور دد کا

تمنا ہے درختون پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

ملاحت وام کردند از رخِ تو — کہ از وے ماہِ تابان آفریدند
عرق چیدند زان رخسار گلگون — بہار این گلستان آفریدند
زچشمت نرگس و از روے تو گل — ز زلفت سنبلستان آفریدند
ز دندان ولب جان بخش عالم — دُرِ لعل بدخشان آفریدند
نقاب از چہرۂ تابان کشادند — کہ از وے صبح خندان آفریدند
گرہ از کاکل مشکین کشادند — ازان شامِ غریبان آفریدند
ازان ابرو براے جان نثاران — ہلال عید قربان آفریدند
ازان چاہِ زنخدان قطرۂ ریخت — زلال آب حیوان آفریدند
گرفتند از قد تو سایہ طوبیٰ — ازان ہر سروبستان آفریدند
زلیخاے تو عالم بود زان پیش — کہ یوسف راکنعان آفریدند
براے سجدۂ محراب ابرو — بدلہا ذوق ایمان آفریدند
شہید بےنوا را ہمچو بلبل — بمدح تو غزل خوان آفریدند

قصیدہ درنعت سرور کائنات از شہیدی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا — سر دیوان لکھا ہے مین نے مطلع نعت احمد کا
طلوع روشنی جیسے نشان ہوشہ کی آمد کا — ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا
دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا — نتھا نام ونشان جن روز ون اس لوحِ زبرجد کا
چمن پیرا ہی کن فراش جسکی بزم رنگین مین — بہار آفرینش ایک بوٹہ اوسکی مسند کا
عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر مین آیا — عرب مین شور اوٹھا جسوقت اوسکی آمد آمد کا
شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اوس سے — نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اوسکے اب وجد کا
شب و روز اوسکے صاحبزادون کا گہوارہ جنبان تھا — عجب ڈہب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا
وہ اس عالم مین رونق بخش تھا حورونکی تسکین کو — گیا جنت مین طوبی بنکے سایہ اوس سہی قد کا
شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوترآیا — بیان اوس قلزم معنی کی ہو کیا جزر اور مد کا

خمسهٔ غزل بابا فغانی

بے پردہ از تجلی یزدان برآمدہ ... بے سایہ سایہ گستر مستان برآمدہ
آشوب دہر فتنهٔ دوران برآمدہ ... نخل قدش کہ از چمن جان برآمدہ
شاخ گل بصورت انسان برآمدہ

سوسن بصد زبان کند از عشق تو سخن ... کای نوبہار حسن ز رخ پردہ برفگن
تنہا نہ بلبل ست ز شوق تو نعرہ زن ... بہر نظارهٔ گل روے تو در چمن
گل ہر طرف ز شاخ درختان برآمدہ

بیخود فتادہ زاہد بیچارہ در نماز ... تا زیب دوش کردہ خم طرهٔ دراز
برلب تسبیح و نگہ آشناے راز ... مست از می شبانہ سحر من ز خواب ناز
با آفتاب دست و گریبان برآمدہ

حسن تو بود سر خط خوبان اوّلین ... نام تو بود زیب ہر افسانهٔ مبین +
آخر مدینهٔ تو شد آن نام رنگین ... اکنون توئی جمیل جہان گرچہ پیش ازین
آوازهٔ جمالی ز کنعان برآمدہ

نور حقیقت ست در آئینهٔ کمال ... معنی گرفت صورت این حسن بیزوال
روح روان بود ہمہ تن اینہمہ جمال ... از فرق تا قدم ہمہ جانست آن نہال
گویا ز آب چشمهٔ حیوان برآمدہ

کلک شہید را اثری ہست از الم ... بے اختیار دل برود از دست چون کنم
چون عندلیب ہست چہ در دیر و در حرم ... در ہر چمن کہ خواند فغانی سرود غم
اینجا ز بلبلان خوش الحان برآمدہ

غزل در نعت

ترا از جوہر جان آفریدند ... نہ صورت حسن خوبان آفریدند
بجز خود تا نہ بیند حسن تو غیر ... ز چشم خلق پنہان آفریدند
فروغ زان رخ پر نور گل کرد ... کزان مہر درخشان آفریدند

بکنج عزلت نشسته محزون بکوی محنت گرفت ما وا

خمسهٔ دیگر

اے مبتلای عشق تو جن و بشر حور و پری — روشن زعکس حسن تو آئینهٔ پیغمبری
نور رخت را مشتری هم زهره و هم مشتری — ای چهرهٔ زیبای تو رشک بتان آزری

هرچند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری

نے حور دارد نے پری با تو مجال همسری — از دلبران هم دلبری ختم است بر تو دلبری
تو فخر مهر خاوری تو رشک ماه انوری — تو از پری چابکتری و ز برگ گل نازکتری

وز هرچه گویم بهتری حقا عجائب دلبری

آن بلبل شوریده ام کز بوی گل رنجیده ام — هر چار سو نالیده ام در جستجو کوشیده ام
هر غنچه را بوئیده ام از هر چمن گل چیده ام — آفاقها گردیده ام مهر بتان ورزیده ام

بسیار خوبان دیده ام لیکن تو چیزی دیگری

اے نوریزدان سر بسر از طلعت تو جلوه گر — وی خلعت وحدت ببر تاج حقیقت زیب سر
مشعل بکف گردد اگر خورشید تابان در بدر — هرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسی ندانم یا قمر یا زهرهٔ یا مشتری

حق گویدت کای عین حق جان بودهٔ جانان شدی — از نور من پیدا شدی در ذات من پنهان شدی
من جوهر معنی شدم تو صورت انسان شدی — من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

خورشید نقش پای تو گردون چمن پیرای تو — در هر سر سودای تو در هر دل غوغای تو
ای عرش اعظم جای تو ویں عاشقت مولای تو — عالم همه یغمای تو خلق جهان شیدای تو

آن نرگس رعنای تو آورده رسم کافری

در بارگاه مصطفی میکرد هاتف این ندا — کای شافع روز جزا وی خواجهٔ هر دو سرا
سر تا بپا محو لقا همچون شهید بینوا — خسرو غریب است و گدا افتاده در شهر شما

باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری

صبا ز کوی مدینه آمد نماند هوش و حواس برجا | ببوی آن زلف عنبرافشان دماغ جان گشت پر ز سودا
شققت عشقا علی عذار فزال صبری و غاب تقوی | اهن شوقا الی دیار لقیت فیها جمال سلمی
که میرساند از آن نواحی نوید وصلی بجانب ما

براه شوقت ایستاده یکی سوار و یکی پیاده | یکی نشسته بذوق باده یکی ز حسرت دهن گشاده
ولی نباشد ز من زیاده کسیکه بر سنگ سر نهاده | بوادی غم منم فتاده زمام فکرت ز دست داده
نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

شدند تا بر در تو ساکن شدند بیگانه از مساکن | چو شمع آتش بسینه مضمر که شرح آنست غیر ممکن
اگرچه از بیم طعن طاعن برای اخفای حال باطن | ز سر عشق تو بود ساکن زبان ارباب شوق لیکن
ز بی‌زبانی غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

اگرچه تنگست عرصه بر جان ز آه و فریاد و زار و نالی | ز اشک و امان دیده پر شد دماغ و دل گشت هر دو خالی
و دم جری منهما مع الدمع کالیواقیت واللآلی | بکت عیونی علی شئونی فسار حالی و لا ابالی
که دانم آخر طبیب وصلت مریض خود را کند مداوا

ز دفتر حسن بیزوالی تو آفتابیست فرد باطل | فرشتگان سر نهند هر دم بطوف آن قصر عرش منزل
کنند وصفت که ای ز روی تو داغ بر سینه ماه کامل | زهی جمال تو قبلهٔ جان حریم کوی تو کعبهٔ دل
فان سجدنا الیک نسجد وان سعینا الیک نسعی

رسیدم آخر به بینوائی بر آستانت پی گدائی | چو سر نهادم به جبهه سائی بر آن در منظر خدائی
دلم فدایت چه دلربائی که خود بآن شان کبریائی | بناز گفتی فلان کجائی چه بود حالت در این جدائی
مرضت شوقا و مت هجرا فکیف اشکو الیک شکوی

مرا چو نقش قدم میسر شده است در کوچهٔ تو بستر | بخاک راهت شدم برابر نه خوف طوفان نه بیم صرصر
نخواهم اکنون که تا بمحشر روم از اینجا بجای دیگر | اگر بجورم برانی از در وگر به تیغم بیفگنی سر
قسم بجانت که بر ندارم سر ارادت ز خاک آن پا

ز دوری آن بساط رنگین دلم چو نشتر خلد بپهلو | چو شمع استاده پای در گل بآتش آغشته تا بزانو
شهید گر بگذری بدانسوز من بگو کای نگار خوشخو | بر آستانت کمینه جامی مجال ماندن نه دید آزرو

یا مگر گلدستهٔ باغ جنان آراست این

ظلمت آباد غریبانست یا شام محن — یا کمند گردن جان یا شکنج پر شکن
دود آه آتشین یا نامهٔ اعمال من — زلف تو زنجیر یا قلاب یا مشک ختن

سنبل تر یا سمن یا عنبر سارا ست این

رهزن دهرست یا رهزن بنیاد خلق — دشمن جمع است یا غارتگر افراد خلق
چشم تو خونریز عالم هست یا جلاد خلق — چشم تو جادوست یا آهوست یا صیاد خلق

یا دو بادام سیه یا نرگس شهلاست این

تار جانها را بود مضراب یا قوس قزح — خنجرست از خون دل سیراب یا قوس قزح
یارب این تیغست آتش تاب یا قوس قزح — یارب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح

یا هلال عید یا ابروی ماه ماست این

جادهٔ جانست یا سجادهٔ روح الامین — یا حریم محترم یا قبلهٔ ایمان و دین
زیر تربت این یا قضای عرش رب العالمین — کوی تو کعبه ست یا فردوس یا خلد برین

یا گلستان ارم یا جنت الماوست این

مرکز پرکار جان یا نقطهٔ حسن صفات — نکتهٔ معنی ست یا رمز نسیت از وجدان ذات
غنچهٔ گل هست یا شهدست یا قند و نبات — حقهٔ لعل ست یا سرچشمهٔ آب حیات

یا دهن یا میم یا طوطی شکرخاست این

جوئبار آب حیوان یا نگار خاص و عام — پرده دار نور یزدان یا بهار صبح و شام
یارب این سرتا بپا جانست یا روح انام — یارب این خورشید تابانست یا ماه تمام

یا فرشته یا پری یا شوخ بی پرواست این

همزبان قدسیان یا همصفیر عرشیان — یا شهید مدح خوان یا نغمه سنج گلستان
شاعر جادو بیان یا طائر عرش آشیان — بلبل بی خانمان یا طوطی شیرین زبان

قمری باغ جنان یا جامی شیدا ست این

۲۰ خمسه دیگر

شد زبان تو بگفتار خداوند غفور — ناسخ نسخهٔ توریت و هم انجیل و زبور
بسکه بود است بشیرین سخنی ها مشهور — ذات پاکِ تو که در عالم عرب کرد ظهور
زان سبب آمده قرآن بزبانِ عربی

هر شجر بسکه فرستاد بنام تو سلام — چمن آرای ازل گفت زروی انعام
که بود در چمن از منه تا روز قیام — نخل بستان مدینه ز تو سر سبز مدام
زان شده شهرهٔ آفاق بشیرین رطبی

خویشتن را سگ تو گفتم ولیکن خجلم — کو وران رهگذر وار دو من پا به گلم
ای فدای سگِ کوی تو شود جان و دلم — نسبت خود به سگت کردم و بس منفعلم
زانکه نسبت به سگ کوی تو شد بی ادبی

بدی ما منگر زشتی احوال مپرس — کمی زهد مبین بیشی اشتغال مپرس
ما بد انیم ز ما خوبی افعال مپرس — عاصیانیم ز ما نیکی اعمال مپرس
سوی ما روی شفاعت بکن از بی سببی

شوق نظارهٔ آن سلسلهٔ زلف دراز — میکشد دامن دلهای اسیران از ناز
صف بصف منتظر یک نگه صبر گداز — بر در فیض تو استاده بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و هندی یمنی و عربی

دوش میخواند شهیدت به نیاز قلبی — کای گدای تو چه سلمان و چه وجیه کلبی
وی شفا خانهٔ تو موجب رحمت سلبی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمده پیش تو قدسی پی درمان طلبی

خمسهٔ دیگر

جلوهٔ نورِ خدا یا روی ماه ماست این — معنی صورت بود یا صورت معنی ست این
عارضست این یا سحر یا مهر نور افزاست این — عارضست این یا قمر یا لالهٔ حمراست این
یا شعاع شمس یا آیینهٔ دلهاست این

سایهٔ ذات احد یا شمع بزم اتحاد — آیتِ توحید حق یا رایت وحدت نهاد
قامتست این یا قیامت یا بلا و فتنه زاد — قامتست این یا الف یا سرو یا نخلِ مراد

کاش ہیرو ہی بن پھرین تو
کہہ گدا آپ کا ہراسان تھے
بس سزا ہو چکی شفا دیجے
قید اندوہ سے چھڑا لیجے

دن پھری تھی ستون کے جیسے
آپ چاہین تو مشکل آسان ہے
اپنے بیمار کی دوا کیجے
فارغ البال اوسکو کر دیجے

ای ستون عشق مصطفے کی لیے
آپ کا سگ جہانمین کہلا کر
پھر وہی اوسکی دلنوازی ہو
در بدر مت پھرائیو اوسکو

گر شفاعت مری خدا کی لیے
اب کدھر جای چھوڑ کر یہ در
چارہ سازی ہو سرفرازی ہو
اپنے در پر بلائیے اوسکو

مدعا ہو گیا دعا پہ تمام
بھیجو اوس شاہ پر درود و سلام

مخمس

شب معراج چو بر عرش برین رفتہ نبی
شور برخاست ز بستان زیارت طلبی
مرحبا بادشہ کشور و آلا نسبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت تو عجب خوش لقبی

گفت جبریل کہ در دِ تو بود درمانم
جلوۂ حسن تو ام دل برد و ہم جانم
چہ کسی اے کہ بود عاشق تو یزدانم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بو العجبی

قلم آمد کہ نہد بر قدم پاک تو سر
لوح گفتا کہ دمے جانب من ہم بنگر
عرش جنبید ز جا کای مہ زیبا منظر
چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

تا سوی روضۂ جنت گذر افتاد ترا
گفت رضوان کہ دلم باد بنام تو فدا
ہمہ تن جلوہ گر شان خدائی بخدا
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
زانکہ از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

قدسیان شربت دیدار تو ای مظہر ذات
خواستند از تو بدین نغمہ و آہنگ صفات
کای حدیثت شکر ناب و لبت قند نبات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات
رحم فرما کہ ز حد مے گذرد تشنہ لبی

طبق چرخ ز انوار تجلی پر گشت
بشا لے کہ پر از سیم و طلا گرد و دشت
چون شمیمے کہ بہ بالا رود از دامن دشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

کہتے ہین زندگی جو پائین گے
اب نہین اگلے سال جائینگے

جی نہین چاہتا نکلنے کو
ورنہ مانع ہے کون چلنے کو

اپنی قسمت مین دربدر پھرنا
اہل دولت کے پانون پر گرنا

دیکھیے کب تلک یہ لیل و نہار
اسطرح رکھے ہمکو سینہ فگار

دیکھیے کب تلک یہ صبح و شام
رکھے اسطرح سے ہمین ناکام

دیکھیے کب تلک بخت زبون
چشم خونبار سے رلائے خون

دیکھیے کب تلک دل غمناک
دست غم سے ہے گریبان چاک

دیکھیے کب تلک ہین محروم
اور یہ بھی تو کچھ نہین معلوم

طوف اوس روضہ کا کرینگے ہم
یا تمنا ہی مین مرینگے ہم

مرگئے بھی تو یون رہے مایوس
اپنی ناکامی پر ہزار افسوس

کوئی نکلی نہ راہ کیا کیجے
دل کی حسرت کو داہ کیا کیجے

یان جو ہوتا تھا ایک اچھا کام
آہ اوس سے بھی ہو گئے ناکام

در حسرت تلف گردیدن سامان محفل گوید

بارہوین ہے ربیع الاول کی
مجھی خدمت تھی بات ہی کل کی

دیکھیے بخت نحس کی شوخی
اوس سے بھی ہو گئی ہے محرومی

اب وہ میلہ وہ ہجوم وہ شام نہین
اب وہ مجمع وہ ازدحام نہین

کچھ جو چلتا نہین ہے اپنا زور
بیٹھہ رہتا ہون چھپکے جیسے چور

دل مین اپنے ہے ایک ارمان
اوس سے بہتر مجھے ملے سامان

پھر فروزان ہو نور کی قندیل
جسکا پروانہ ہو پر جبریل

پھر ہو روشن خیال کی فانوس
جسمین پردہ نشین ہو شمع عروس

پھر فروزان ہو انجمن مین جھاڑ
نور کی ہر طرف سے ہو بوچھاڑ

پنجشاخونکی دیکھکر وہ قطار
پنجۂ آفتاب ہو خونبار

دیکھکر ہر کنول کا طرز جلوس
ید بیضا ملے کف افسوس

دیکھکر ہانڈیون کا لطف صفا
آفتاب آئے بہر کسب ضیا

ہون وہ مردنگیان بساط افروز
جس سے مہتاب ہو نشاط اندوز

قمقمون کی شکوہ کو انجم
دیکھکر ماہ سے کہین قم قم

چشم پر نم بنے وہ نمگیرہ
جس سے ہو دیدۂ قمر خیرہ

پھر وہ مجلس نگار خانہ بنے
آسمان جسکا شامیانہ بنے

مژہ اشکون کا پھر کرے چھڑکاؤ
بولی نظارہ مجکو فرش بناؤ

پھر چلے آہ سرد کا پنکھا
جس سے ہو جائے باد صبح ہوا

پھر بچھے چاندنی کا فرش نور
رنگ مہتاب جس سے ہو کافور

بال طاؤس کی مگس رانی
دیکھکر حور کو ہو حیرانی

بزم مین شعلہ ور ہون داغ دلی
تن فروزان ہو مثل سر چراغ

سینہ اوس بزم مین ہے مجمر
جسمین داغ جگر ہے عنبر تر

زیب محفل تبرکات سے ہو
ذات کی معرفت صفات سے ہو

پھر وہ چوکی ہو سنگ مرمر کی
مدح جسپر پڑھون پیمبر کی

او سپہ چادر بچھی سنہری ہو
گرد پھولونکی اک مسہری ہو

پھولونکی ہار ہون بہار افزا
مست ہو جائے جسکی بو سے ضیا

بدھیان پھولونکی ہون زیب بدن
عطر آگین ہون سبکے پیراہن

صندلی پیرہن ہو زیب بدن
تر ہو جس سے دماغ مشک ختن

شور کر اوٹھے بلبل تصویر
جب یہ کر بیٹھون نالۂ تکبیر

یا حبیب الالہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

صوفیون مین عجب سما بندھ جائے
حال کا حلقہ مین ہوا بندھ جائے

فرش سے عرش تک ہو اوج گرا
ہر طرف سے صدای صل علا

سید الکائنات فی الثقلین
افضل الخلق مالک الکونین

مین نے جسکے لیے گنوائی جان
جان پہچان کو بنا انجان
جان من گشتہ نگاہ تو ام
بندۂ خاص بارگاہ تو ام

دل شیدا ہے مین شکستہ نیست
ہمچو آئینہ نقش بستہ نیست
چند پرسی کہ مبتلای کیست
درد دل من بدانکہ غیر تو نیست

آپکا تکیہ مین مقرر تھا
وصل باطن مجھے میسر تھا
اب تو منبر کی زیب و زینت ہے
مجھے اسکی کمال حسرت ہے

جب سے منبر مرا رقیب ہوا
تب سے حرمان مجھے نصیب ہوا
نہ ملی مجکو دولت پابوس
میری حسرت پہ صد ہزار افسوس

شہ نے فرمایا چاہتا کیا ہے
اب ترے دل کا مدعا کیا ہے
گر تو چاہے ابھی شجر ہو جاے
ابھی سرسبز پرثمر ہو جاے

اہل دنیا ترا ثمر چکھین
نقد جان سے عزیز تر رکھین
عرض کرنے لگا کہ وا ویلا
آخر اک روز ہے اوسے بھی فنا

مجھے مطلوب ہے دوام و بقا
جب سے حاصل رہے ہمیشہ لقا
شہ نے فرمایا حبذا شاباش
خوب سوچا ہے تو معاد و معاش

تو جو دیدار ہے سے ہے مسرور
تیری خاطر ہمین بھی ہے منظور
سینہ سے پھر لگا لیا اوسکو
رمز معنی دکھا دیا اوسکو

جب ہوا یار سے وہ ہم آغوش
بس اوسیوقت ہو گیا خاموش
اہل مجلس کو ہو گیا سکتا
ایک تھا دوسرے کا منہ تکتا

کون روتا تھا کسکی تھی آواز
آہ و نالہ سے کون تھا دمساز
وہی صورت وہی جسامت ہے
بولنے والی وہ ہوئی کیا شے

لب ہین آشنا ہین شیون سے
چلدیا کون خانۂ تن سے
دیدہ وہ مائل نظارہ نہین
خم ابرو کا وہ اشارہ نہین

نہ وہ گرمی نہ وہ حرارت ہے
نہ وہ ایما نہ وہ اشارت ہے
جان نکلتی تھی کس تصور مین
آنکھ ہے کھل رہی تحیر مین

کسکی گرمی تھی کیا ہوئی وہ شے
جسکے جانے سے سرد ہے رگ و پے
قفس تن مین روح بلبل ہے
اوسکے دم سے یہ شور ہے غل ہے

جب وہ بلبل نہین فغان کسکا
پھر قفس بلکہ آشیان کسکا
لوگ اوسکے سکوت کرنے سے
روئے جیسے کسی کے مرنے سے

بیچ مین وہ پڑا تھا مردہ سا
گرد اوسکے تھا سبکو سناٹا
آب زمزم سے پہلے نہلایا
مثل میت کر اوسکو کفنایا

پھر جنازہ بنا نماز ہوئی
جان منت کش نیاز ہوئی
پھر کیا دفن اوسکو زیر زمین
تا رہے مثل گنج گوشہ گزین

روز محشر اوٹھیگا مثل بشر
محو نظارۂ رخ دلبر
خوب کی طالع رسا دیکھو
کیسا رتبہ اوسے ملا دیکھو

اوسکو دیکھو کہ کیا ہوا کامل
ہمکو دیکھو کہ کیسے ہین غافل
دل ہمارا نہین ہے پتھر ہے
بلکہ پتھر بھی اوس سے بہتر ہے

کعبہ کا حال سبکو ہے معلوم
دم ہجرت تھا اسقدر مغموم
ہل اوٹھا چلتے وقت وہ غمگین
جسکے صدمے سے کانپتی تھی زمین

در و دیوار سے یہ آئی صدا
کہ خدا کے لیے تو یان سے نجا
زندہ رکھتی تھی مجکو تیری ذات
تو مجھے چھوڑ کر چلا ہیہات

اضطراب اوسکا جب نظر آیا
اوسکا دامن پکڑ کے فرمایا
تو مری چھوٹنے سے مت ہو اوداس
مین خود آیا کرونگا تیرے پاس

چھوڑ کر اپنی اپنی جاے قیام
ہر شجر دوڑتا تھا بہر سلام
آدمی ہم نہین بہایم ہین
کھاتے پیتے ہین اور نایم ہین

پانون خود ہی اوٹھا نہین سکتے
خود ہی کہتی ہین آ نہین سکتی
اپنی غفلت ہے اور قصور بھی ہے
پھر زبان پر کلام زور بھی ہے

ساری رونق گئی نگار کے ساتھ
نہ ملی جب سعادت پابوس
سر پہ آرا چلا تبر کھایا
کچھ تو مجھسے ہوئی ہے ایسی خطا
کچھ تو ایسا ہوا ہے مجھسے قصور
کیا کروں بے بسی ہے ہوں مجبور
لوٹ ہستی سے پاک ہو جاؤں
ناقۂ نازنین ذرا تو تھم
تو ہمیں پایمال کرتا جا
ہای وہ وقت ظہر بعد زوال
ہای وہ وقت شام کا عالم
ہای وہ خوبی قیام و قعود
گر میسر نہ تھی بدن کی بو
ردا اوڑھا درد و غم سے ہو دلگیر
اے نگار عرب کہاں ہے تو
سرور انبیا کہاں ہے تو
مہر اوج کرم کہاں ہے تو
سبکے حیرت سے دست و پا تھے گم
ہے تعجب کہ چوب لا یعقل
ساری مخلوق ہیں ترے شیدا
اوسکو تسکین دیجیے جا کر
اوس سے پوچھا کہ کیوں تو روتا ہے
سنکر آواز دلبر رعنا

رنگ جاتا رہا بہار کے ساتھ
دلسے بولا کہ صد ہزار افسوس
نخل سے کٹ گئے یہ ثمر پایا
کہ جدا ہو گیا وہ بحر عطا
کہ ہوا اوس نگار سے مہجور
کہ زمین سخت آسمان ہے دور
جالکر اوس رہ کی خاک ہو جاؤں
اسی امید پر پڑے ہیں ہم
دیدہ دیدار جمال کرتا جا
دوش پر زلف کردہ بکھرے بال
کاکل مشک فام کا عالم
وہ خوش اسلوبی رکوع و سجود
سونگھتا تھا میں پیرہن کی بو
جیسے روتا ہو کودک بے شیر
اے بہار طرب کہاں ہے تو
مظہر کبریا کہاں ہے تو
شمع بزم قدم کہاں ہے تو
مائل گریہ کیوں ہے یہ ہیزم
روتی ہے مثل مرد صاحب دل
تیری ہی واسطے ہوئی پیدا
ورنہ روئیگا تا دم محشر
کسلیے بیقرار ہوتا ہے
وہ جگر خستہ یوں پکارا اوٹھا

جب وہ جگلٹ گیا رقیب کے پاس
میں نے جسکے لیے وطن چھوڑا
گھر بھی چھوٹا دیار بھی چھوٹا
کچھ تو ایسا ہوا ہے مجھسے گناہ
کچھ تو ایسی ہی میں نے کی تقصیر
خاک سے اوڑ کے تا سما جاؤں
گر سواری اودہر سے آنکلے
اپنی محمل نشین کی بجا و قسم
ہای وہ صبحدم کا نور ظہور
ہای وہ وقت عصر کی خوبی
ہای وہ رات کو عشا کی نماز
ساری باتوں سے میں ہوا محروم
یوں ہی کاکل جو اوسکو آئی یاد
اشک ریزان ہوا فغان کرکر
ماہ عالی نسب کہاں ہے تو
بحر جود و سخا کہاں ہے تو
جتنے حاضر تھے اوس جگہ اصحاب
شور کرنے لگے قریب و بعید
متفکر تھے صاحب عالم
یہ بھی اک عاشق نبی ہے ترے
بس مصلی سے اوٹھ کے وہ شہ دین
کونسا دکھ ہے درد ہے کیسا
میں ہوں مجروح ماجرا ہے یہ

کون آتا ہے پھر غریب کے پاس
اوس نے صاحب مجھ سے منہ موڑا
کیا ستم ہے کہ یار بھی چھوٹا
کہ خفا ہو گیا وہ غیرت ماہ
کہ ہوئی میری حق میں یوں تعزیر
یا زمین شق ہو میں سما جاؤں
خاک سے میری یہ صدا آنکلے
یا نسیم اوٹھے ٹھہر ٹھہر کے قدم
وہ ادائیں وہ نرگس مخمور
پھر جماعت کی وہ خوش اسلوبی
وہ تہجد کو وقت راز و نیاز
کچھ عجب شوم ہے مرا مقسوم
ناگہاں دلسے کر اوٹھا فریاد
چیخ ماری کہاں کہاں کرکر
شاہ امی لقب کہاں ہے تو
ابر فیض و عطا کہاں ہے تو
اوسکو رونے سے ہو گئے بیتاب
ماجرا یہ دیدہ ہے نہ شنیدہ
حکم پہونچا کہ اے شفیع امم
زار و نالان ہے حکم سے میرے
جا کر اوس خستہ کو سراہیں
کسکی خاطر ہے مضطرب ایسا
وہ نمک چھڑکی ہے مزا ہے یہ

شمسہ سو وادار کو او ٹھاجو نقاب
غیرت نخل باغ جنت ہوں
نخل زیتون رہی پھلا پھولا
دل سرا پردۂ محبت اوست
تو و طوبی و ما و قامت دوست
کیا کرون شکر نعمت یزدان
لیکن اس آرزو مین ہو نہین ہلاک
تو ہو جس آئینہ کا عکس افگن
سرمہ آنکھون مین تو لگاتا ہی
ایسی قسمت کہان کہ جام ہون
کبھی کہتا کہ کیا یہ کہتا ہون
یان تو وہ دلبر سراپا ناز
الغرض اسطرح سے لیل و نہار
یا تو ایسا تھا تازہ دل کو چھ
یا تو گلگون تھا مثل شاخ بقم
نخل ماتم بنا وہ خستہ یاس
بعد چندی وہان بنا منبر
وان تو خطبہ تھا بر سر منبر
وان تو منبر کی کامیابی تھی
بسکہ آتش زدہ ہی بجان من
گشت تبخالہ زبان قلم
نگذارد سگ درش کہ شود
ای شہید از فروغ حسن کسی

ہو گیا دل چمن چمن شاداب
سایہ پرور ہوا ابر رحمت ہون
اپنی ہستی سے مین رہون بھولا
دیدہ آئینہ مہر طلعت اوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
مین کہان اور وصل یار کہان
کیون نہ ہو انتو کہی مین بنا مسواک
مین وہی آئینہ کا ہون گلشن
رشک سے دل پیا ہی جاتا ہے
لعل جانبخش تک تری پہونچون
یان جو رہتا ہون خوب ہنتا ہون
روز پڑھتا ہے پنجگانہ نماز
اوسکو پیش نظر تھا باغ بہار
یا ہوا ایسا مضمحل کہ نپوچھ
یا ہوا تیرہ رنگ جون شیشم
نہین جاتا ہی کوئی جسکے پاس
خطبہ پڑھنے لگے حضور اوپر
یان کھلا درد و غم کا سو دفتر
یان قلق درد و اضطرابی تھی
خاک گردید استخوان من
طرفہ گرم است داستان من
شانۂ زلف استخوان من
شعلۂ شمع شد زبان من

کبھی کہتا تھا ارجمند ہون مین
خوش رہو باغ خلد مین انجیر
کبھی خوان سے کرتا تھا یہ کلام
کبھی کہتا صبا کو کر کے سلام
آپ سے آپ گفتگو کرتا
کہ نہین سکتا حال دل ہیہات
یہ تو کہتا نہین کہ شانہ بنون
تیری تختون کا تخت بنجاتا
کہ جگر کاش سرمہ دان بنتا
کاش نعلین تیری بنجاؤن
تجھے معلوم ہے یہ بالتحقیق
رہتی ہے بیحجاب گفت و شنید
ناگہان وہ کشمکش دوران
یا ترو تازہ وہ تھا بسان انار
رہگیا ہو کے پایمال خزان
لکھتا ہے راوی خجستہ نگار
وان تو منبر پہ خطبہ خوانی تھی
وان تو منبر کی زیب و زینت تھی
ہو گیا کچھ جنون کا سایہ خلل
آتش اے شعلہ رو جدا کردی
کاروانی گذشت و آتش زد
بسکہ جولانگہ خیال تو ام
وان فلک مانع نظارہ ہوا

شجر طور سے بلند ہون مین
مجھے زیور ہے عشق کی زنجیر
کہ مجھے باغ خلد سے کیا کام
کبھی جبرئیل سے یہ پیغام
دل کی دل ہی مین آرزو کرتا
منہ تو چھوٹا ہے اور بڑی ہے بات
تیری آئینہ ہی کا خانہ بنون
استراحت مجھی پہ فرماتا
سرمہ پر دیدہ جان کی چھنتا
پانون ہر لحظہ چومتی پاؤن
یہ سب اک دقت خاص کی ہین رفیق
خوب حاصل ہے در تکلف دید
ہو گیا پایمال جور خزان
یا ہوا پر شرر شتال چنار
بی بر و برگ و بے بر و سامان
کہ چھٹا اسطرح وہ سینہ فگار
جانکنی یان تھی سخت جانی تھی
یان مصیبت تھی اور وحشت تھی
شور تھا اور زبان پہ تھی غزل
باخس و خار آشیان من
از سرم تا بمغز جان من
غیر تو نیست در میان من
یان جگر غم سے پارہ پارہ ہوا

یان نہ آنا ہے نہ جانا بنتا
نہ تو رہنے کا ٹھکانا بنتا

حرص دنیا کی جو پابند ہین ہم
مبتلای الم چند ہین ہم

پھنس گئی دام مین ہم کیا کیجی
نہین اوٹھتا ہی قدم کیا کیجی

عین دریا مین کسی پیاسی کو
گر نہ دیکھا ہو تو دیکھو ہمکو

ہجر مین خون جگر پینا ہے
ہیزہ جینا بھی کچھ جینا ہے

دم نکلتا نہین مجبور ہین ہم
دل سنبھلتا نہین معذور ہین ہم

ہمکو وان جانیکا مقدور نہین
وہ اگر چاہی تو کچھ دور نہین

کون حال دل ناشاد سنے
بیکسونکی وہی فریاد سنے

آستانہ پہ بلا دے ہمکو
اپنا دیدار دکھا دے ہمکو

ہند سی ہم بھی سفر کر جائین
جا کر اوس دیس مین ہم خاک ہو جائین

کام جان ذائقہ دولت پاے
مشت خاک اپنی ٹھکانے لگ جاے

یہ مناجات شہید مسکین
سنکے یارو کہو آمین آمین

روایت استن حنانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد مصطفی مین ایک ستون
تھا بہت لے وش جمال پر مفتون

گو کہ آتش سی چوب کو ہی لاگ
لیکن اوسکی غذا ہی عشق کی آگ

دست بستہ رہ وفا پہ سدا
ایک ہی پانون سی کھڑا رہتا

خشک ہو کر وہ درد و غم کا دوست
رہ گیا صرف استخوان اور پوست

محو عکس جمال دلبر تھا
چوب مین آئنہ کا جوہر تھا

رفع کرتا تھا درد سر کا خلل
فیضیاب اوس سی نکہت صندل

بوی دلدار سے معطر تھا
عنبر تر سے بھی وہ بہتر تھا

دیکھکر اوسکے طالع مسعود
آتش رشک پر تھا جلتا عود

سرخروئی تھی اوسکو سنہ سی عیان
رشک سی جسکے خون ہی مرجان

آدمی تھا بصورت ہیزم
شوق مین اوسکے دستے پا ہی گم

تھا ملک پاکہ قدرتی تھا نور
اسی پردی مین دید تھی منظور

تھا اگر کوئی عاشق غمناک
پر وہ چوب مین چھپا بیباک

بزم دلدار مین چلا آیا
دل مین ایسا ہی ولولا آیا

کہ وہ کونین سی کنارہ کرے
ہر دم اوس حسن کا نظارہ کرے

نہ تو غفلت رہی نہ ہشیاری
خواب سی آشنا ہو بیداری

مثل شبنم ہو وقف نیم نگاہ
چشم نظارہ بھی نہو آگاہ

دیکھی دیدار بے توسط دید
سنی گفتار ز حجاب شنید

عرض مطلب ہی اپنا ز غل غش
لب گفتار کو نہ ہو جنبش

یار کی بات بیوسیلہ گوش
سنی کیجا یہ بیٹھکر خاموش

تا نکوئی کہے کہ یان سی نکل
جم گیا ایک جا پہ ہو کر شل

عشق جانانہ سی جو بیکل تھا
رکن کعبہ سی بھی وہ افضل تھا

قدرت کردگار بر حق تھا
کہ مقید تھا اور مطلق تھا

طاق ابرو کی سمت ہی جھکتا
یہ ستون تھا کہ مرغ قبلہ نما

حق کی قدرتکی کھیل ہین یہ نفیس
چوب سی لیوی کار مقناطیس

یار دلگیر کا ماجرا دیکھو
کاہ مین جذب کہربا دیکھو

اوس سی کرتی تھی روز جو تقبیل
کانپ اٹھی جسکے بوجھ سی جبریل

کشش عشق اوسکی کامل تھی
صحبت یار اوسکو حاصل تھی

یعنی وہ تکیہ گاہ ہر دو جہان
اوس سی تکیہ لگا کی وقت بیان

خطبہ پڑھتی تھی وعظ کہتی تھی
اوس سی تکیہ لگائی رہتی تھی

کیا میسر ہوئی تھی لطف کی بات
آیا پیاسی کو پاس آبحیات

دیدہ آئینہ جمال بنا
سینہ گنجینہ کمال بنا

ہمنشین تھا جو یار پہلو مین
جاگزین تھی بہار پہلو مین

یون تو قدرت ہی خدا کی مقدور
خود گر ہو قالب انسان مین ظہور
لیکن اس حسن کا اس صورت کا
آدمی ہنئے تو دیکھا نہ سنا

الغرض دشت مین جب اوسکو تپا
یوسف گم شدہ کا کچھ نہ ملا
ہو کر مایوس کلیجے کو تھام
روتی مکے کو چلی وہ ناکام

پہونچی جب آمنہ خاتون کی گھر
گر پڑی خاک پہ وہ خاک بسر
رو کی چلائی دوہائی لوگو
لٹ گئی میری کمائی لوگو

بیکلی دیکھ کی اوس مضطر کی
جان جاتی رہی سارے گھر کی
آمنہ بی بی نی اوس سے پوچھا
کہ تجھے میری قسم سچ بتلا

میرا بچہ تو ہے اچھا دائی
چھوڑ کر آئی ہے کیسا دائی
روتی یون آئی ہی کیون خیر تو ہے
ایسی گھبرائی ہی کیون خیر تو ہے

بولی تابو مین نہین جی میرا
لاڈلا کھو گیا بی بی تیرا
اپنی جانی کو جو کھو بیٹھی مین
ہاتھ اب جینی سے دہو بیٹھی مین

سنکر اوس خستۂ محزون کا کلام
شور ماتم سی تھا گھر مین کہرام
کچھ نپوچھ آمنہ خاتون کا حال
تھر تھراتا تھا بدن جی تھا نڈھال

دل شیدا کا ہوا حال سقیم
رو اوٹھی ہای مرا در یتیم
یہ کہا اور ہوا غش طاری
یون لگی کہنے بآہ و زاری

مین چلی مجکو سنبھالو کوئی
اوسکو دادا کو بلا لو کوئی
سنکے یہ بات سردار قریش
لیکے ساتھ اپنی یگانی اور خویش

لڑکھڑاتا ہوا گھر سے نکلا
خاک اوڑاتا ہوا صحرا ڈھونڈھا
دیکھا کیلے کی درختو مین چھپا
ایک لڑکا ہے اکیلا بیٹھا

نور سے جسکے چمکتا ہے وہ بن
اوسکی خوشبو سی مہکتا ہی چمن
دل پہ تھا اوسکی جو یعقوب کا داغ
بوی یوسف سی ہوا تازہ دماغ

جا کی نزدیک سے اوس سے پوچھا
کاسی گل تازہ ترا نام ہی کیا
کس چمن کا ہی سہی بالا ہی تو
کونسے گھر کا اوجالا ہی تو

شمع سان کسکا شب افروز ہی تو
کسکے دلکا طرب اندوز ہی تو
شہ نی فرمایا کہ احمد ہون مین
موجب فخر اب وجد ہون مین

ہاشمی مطلبی مجکو سب
کہتے ہین اہل عجم اور عرب
جب سنی اوسنی یہ شیرین گفتار
گل پہ ہونی لگا بلبل سا نثار

اپنا مطلوب جو پایا اوسنی
خوب سینے سی لگایا اوسنی
فرش سی عرش تلک شور ہوا
کہ ملا یوسف گم گشتہ ملا

پہ یہ اسرار کسی پر نہ کھلا
کہ چھپا دینے مین مطلب کیا تھا
غرض اوس شاہ کو لائی گھر مین
غیرت ماہ کو لائے گھر مین

غش سی تھین آمنہ کی آنکھین بند
سینہ سی شعلۂ سوزان تھے بلند
پاس بٹھلا کی کہا آنکھین کھول
دیکھ فرزند کو منہ سی کچھ بول

تیرا دلدار مبارک ہو تجھے
لطف دیدار مبارک ہو تجھی
گھبرا کر آنکھ لگی کہنے کہان
سامنی لا کے کہا دیکھ یہان

اوٹھکے سینہ سے لگایا اوسکو
اپنی آنکھون مین بٹھایا اوسکو
جب میسر ہوئی محبوب کی دید
شادیانون سی تھا ساماں عید

پھر تو مکی مین ہوئی گھر گھر شادی
ہر طرف سے تھی مبارکبادی
جی اوٹھی گویا حلیمہ دائی
زندگی اوسنے دوبارہ پائی

اپنے گھر ہو کی جو رخصت آئی
طرفہ آلودہ حسرت آئی
جا سے دلدار جو دیکھی سونی
ہو گئی وحشت خاطر دونی

کہتی تھی جبسے وہ پیارا چھوٹا
جی نہین لگتا ہی گھر مین میرا
چمنستان ہی بیابان مجکو
گھر ہوا گوشۂ زندان مجکو

غم ہجران سی جو گھبراتی تھی
گھر سی مکے کو چلی جاتی تھی
پھر محبوب تھا آنا جانا
واہ کیا خوب تھا آنا جانا

گھر مین حیرت زدہ لائی لیکر
دلمین کچھ سوچکے بولی اکدن
میری جانی تری صدقے جاؤن
چل تجھے گھر تری پہونچا آؤن
یہ کہا اور سٹ والا کو
ساتھ لیکر جو چلی صحرا کو
راہ مین ایک جگہہ بٹھلا کر
کسی مطلب کو گئی اور جاکر
پھر جو آئی تو نپایا شہ کو
ابر قدرت نے چھپایا مہ کو
حالت ابتر ہوئی اوس شیدا کی
سر تھا اور خاک تھی بس صحرا کی
کہتی تھی ہای کدہر جاؤنمین
موت آجاے تو مرجاؤنمین
ہای کس ابر مین وہ چاند چھپا
چھا گئی دل پہ مری غم کی گھٹا
کیا ہوا دودہ کا پالا میرا
کیا ہوا گیسوؤن والا میرا
کیا ہوا وہ گل باغ خوبی
کیا ہوا نور دل محبوبی
کیا ہوا سرو گلستان کمال
کیا ہوا شمع شبستان جمال
میری یوسف کا پتا دو لوگو
جسنے دیکھا ہو بتا دو لوگو
کبھی کہتی تھی کہ ای ماہ لقا
اپنی دائی سے یہ کی تو نے دغا
مین نے کیا ایسی خدمت کی تھی
کہ تری غم سے گھٹی میرا جی
دیکھہ تکلیف تو مجھہ بیکل کی
چھانتی خاک ہون اس جنگل کی
کچھ تری دل پہ اثر ہے کہ نہین
کچھ تجھے میری خبر ہی کہ نہین
کچھ تجھے میرا قلق ہی کہ نہین
کچھ مری دودہ کا حق ہے کہ نہین
معجزہ اپنا یہ دکھلا مجکو
آپ سے آپ تو ملجا مجکو
گر سلامت نہ تجھے پاؤنگی
مین تو جنگل ہی مین جاؤنگی
شاق ہی دل پہ جدائی تیری
دیکھہ مرجائیگی دائی تیری
پالنے کی جو سزاوار تھی مین
اس سزا کی نہ سزاوار تھی مین
بس نہین چلتا ہی بے بس ہون مین
کوئی ساتھی نہین بیکس ہون مین
کیا کرون عشق کی بیماری سے
دل سنبھلتا نہین ناچاری سے
بن تری گھر مین نجاؤنگی مین
خاک جنگل کی اوڑاؤنگی مین
مین نے محنت سی تھا پالا تجکو
سمجھی تھی گھر کا اوجالا تجکو
ہای وہ چاند سی صورت افسوس
ہای وہ نور کی مورت افسوس
بن ترے مکہ مین جاؤن کیونکر
منہ تری مانکو دکھاؤن کیونکر
تیری دادا نے مجھے سونپا تھا
مجھے شرمندہ نہ کیجو بیٹا
گرد اوسکو ہوا خلقت کا ہجوم
پوچھتی جاتی تھی سبکا ہی مغموم
کیا ترا نام ہے کیون روتی ہی
جان کسکے لیے یون کھوتی ہی
بولی اک گانون سی آئی تھی کنیز
مصطفے پیاری کی دائی ہون مین
مجھہ ضعیفہ کا حلیمہ ہے نام
میرا اس بن مین ہوا کام تمام
کھو گیا دشت مین جانی میرا
گم ہوا یوسف ثانی میرا
اسلیے روتی ہون با حال سقیم
نہین ملتا ہے مرا در یتیم
لعل بیبہا گہر یکتا ہے
بچہ بن باپ کا اکلوتا ہی
سر پہ چھوٹا سا عمامہ ہی سجا
تن پہ ہے ننھا سا جامہ زیبا
گال اوس گل کی ہین گوری گوری
لال ہین آنکھو نمین اوسکی دورے
سر پہ ہین بال جھنڈولے ایسے
گل پہ سنبل کا ہو جھرمٹ جیسے
اوسکی زلفونکی گھونگر والی بال
دل شیدا کی لیے ہین جنجال
قد ہے بوٹا سا قیامت پایہ
خواب نے جسکا نہ دیکھا سایہ
سرمگین آنکھہ خرد کی رہزن
آفت جان ہی غضب وہ جوبن
سامنے اوسکے اگر آتا ہے
آفتاب ابر مین چھپ جاتا ہے
خم ابرو سی مہ نو ہے خجل
تیر مژگان سی دل و جان بسمل
نور ہی نور ہے اوسکا مکھڑا
غیرت حور ہے وہ تم خدا
جلوہ افزا جو وہ دلبر ہو جاے
راہ خوشبو سے معطر ہو جاے
جب کلام اوسکا یہ لوگون نے سنا
کرکے افسوس جواب اوسکو دیا

ماجرا سارا یہ جب سن پایا — تب شہنشاہ نے یوں فرمایا
بکریان تیری چراؤنگا مین — روٹیان مفت نکھاؤنگا مین
تیری سب حکم بجالاؤن گی — پر تجھے وان تو نجانے دونگی
بس ہوا حکم خدا کا ہی جبرئیل — عازم دشت ہی محبوب جمیل
شاخ پر غنچہ وگل نور بنے — ہر شجر وان شجر طور بنے
ہر طرف شوق کی کلیان کھلجایئن — چشمون سے خلد کی نہرین ملجایئن
شاخ طوبی کی چھڑی بنواؤ — بکریان ہانکنے کو لیجاؤ
خار سے پاک وہ جنگل ہوجائے — سبزہ اوس راہ کا مخمل ہوجائے
جسطرف وہ مہ انور نکلے — پھر اوس راہ سے بچکر نکلے
ہر حجر ہی بولتی تھی سرگرم سلام — ہر شجر کا تھا حجر سے یہ کلام
پھر تو معمول یہ ٹھہرا کہ رسول — دنکو اس کام مین رہتے مشغول
ایکدن دائی حلیمہ تنہا — گھر مین بیٹھی تھی کہ بیٹا اوسکا
بیٹھی کیا کرتی ہی گھر مین آرام — چل محمد کا ہوا کام تمام
خاک پر ہمنے لٹاتے دیکھا — چھری سینہ پہ چلاتے دیکھا
ہای جانی مری پیارے افسوس — چھوڑ کر مجکو سدہارے افسوس
اب کدھر ڈھونڈھنے جاؤن تجکو — اب کہان دیکھنے پاؤن تجکو
اشک آنکھون سے وان تہی پیہم — آہ کے ساتھ اوٹھاتی تھی قدم
یاالٰہی مری دلبر کی خیر — خیر ہو اوس مہ انور کی خیر
جان جائے مری جانی بچ جائے — وہ مرا یوسف ثانی بچ جائے
میری اولاد سب اکبار مرے — یہ حلیمہ جگر افگار مرے
اسی اندوہ و قلق مین ناگاہ — آگیا سامنے وہ غیرت ماہ
گرچہ سینہ کو مری چاک کیا — کیا ہوا دل کو مری پاک کیا
دل مرا انور سے معمور ہوا — جسقدر ریش تھا سب دور ہوا

مین بھی کل صبح سے اونکے ہمراہ — جاؤنگا جانب صحرا واللہ
وہ دل افگار بلائین لیکر — بولی اے لخت جگر نور بصر
الغرض اوسنے کہا بہتیرا — ایک بھی عذر پذیرا نہوا
گل سے ہر نخل منور ہوجائے — دشت خوشبو سے معطر ہوجائے
دشت سب وادی ایمن بنجائے — بن وہ فردوس کا مسکن بنجائے
بکریان سبزہ کی خواہش جو کرین — سنبل گلشن فردوس چرین
شیر بکری کی کرے چوپانی — باز صعوہ کی کرے مہمانی
جسطرف وہ قد دلجو سایہ چلے — سایہ کو ابر گرانمایہ چلے
الغرض وہ شہ لولاک لما — رونق افزای بیابان جو ہوا
اپنی امت کا جو ہے چرواہا — دیکھو وہ آتا ہے کملی والا
بکریان دن کو چرایا کرتے — شام کو گھر مین پھر آیا کرتے
ہانپتا کانپتا مضطر آیا — رو کر اوس خستہ سے یون کہنے لگا
دو حریفون نے کیا اونکو ہلاک — چھری سے سینے کو کرڈالا چاک
سنکے یہ بات حلیمہ دائی — گر پڑی خاک پہ اور چلائی
مین تو کہتی تھی کہ جنگل کو نجا — لعل تو نے مرا کہنا نہ سنا
پھر جو ہوش آیا کچھ اوس بیکل کو — خاک سے اوٹھکے چلی جنگل کو
دم بدم کرتی تھی فریاد و بکا — اسطرح مانگتی جاتی تھی دعا
یونہین گر اوسکی قضا آئی ہو — موت اوس پیارے کی آئے مجکو
گھر اوسے لیکے سلامت جاؤن — آمنہ کی مین امانت پاؤن
پر سلامت رہے احمد پیارا — ہی مجھے سب سے محمد پیارا
سنکے فرمایا کہ مضطر مت ہو — مین سلامت ہون تو اتنا مت رو
آب رحمت سے مرا دل دھوبا — زنگ آئینہ سے بالکل کھویا
یہ جگر سوختہ سب بھول گئی — شادی سے گل کی طرح پھول گئی

کیا ہی حظ اوٹھاتی تھی وہ مہجور زمانے
آنکھوں سے لگاتی تھی ہر سحر قدم تیرا
پانون غوث الاعظم کے ہین سر پہ دو عالم کے
تھا جو اس اکرم کے دوش پہ قدم تیرا

خاک درت بر سر ما تاج باد
ہر شب عمرت شب معراج باد
قصہ کیا مین نے دعا پہ تمام
بھیجو پیمبر پہ درود و سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ حضرت حلیمہ سعدیہ رض در نظم

ایک عاشق تھی حلیمہ دائی
جسنے گھر بیٹھے یہ دولت پائی
وہ کچھ اس رمز سے آگاہ نہ تھی
اوسکی قسمت مین یہ دولت تھی لکھی

یعنی اوس شاہ کو لائی گھر مین
نور اللہ کو لائی گھر مین
واہ کیا طالع بیدار ملی
جسکو کونین کے سردار ملے

نور سے کیون نہو معمور وہ گھر
جلوہ افزا ہون جہان کے پیغمبر
کسطرح گھر نہو وہ نورانی
جسکی جبریل کرے دربانی

آستانہ ہوا وہ شام و سحر
سجدہ گاہ ملک و جن و بشر
در و دیوار سے آتی تھی صدا
کہ حلیمہ پہ ہوا فضل خدا

شکر کرتی تھی خدا کا پیہم
کہ نہ تھی مستحق اس فضل کی ہم
حق نے بخشی مجھے دولت عجیب
مجھ حلیمہ کو کہان تھی یہ نصیب

دودھ اوس گل کو پلاتی تھی
گل سی پھولی نہ سماتی تھی وہ
کبھی مکھڑے کی بلائین لیتی
صدقے ہو ہو کے دعائین دیتی

کبھی صورت کا تماشا کرتی
ٹکٹکی باندھ کے دیکھا کرتی
چومتی تھی کبھی پیشانی کو
کبھی اوس چہرۂ نورانی کو

کبھی نہلاتی تھی خوش ہو ہو کر
پانی پیتی تھی قدم دھو دھو کر
گرد پھرتی تھی کبھی سو سو بار
جیسے ہو شمع پہ پروانہ نثار

کبھی کرتی تھی بیساختہ شور
چاند کو دیکھکے جسطرح چکور
کبھی آنکھون پہ بٹھا لیتی تھی
کبھی سینہ سے لگا لیتی تھی

خواب سے کرتی تھی جب دم بیدار
پانون سے ملتی تھی آنکھین ہر بار
بخت عالم ہے تو اے دلبر جاگ
جاگنا بخت کا ہے بہتر جاگ

جب جگاتی تو جگاتی تھی یون
اور سلاتی تو سلاتی تھی یون
سو رہے عرش کے تارے سو جا
میرے اللہ کے پیارے سو جا

ماہ والا نسبی کر آرام
آفتاب عربی کر آرام
سو رہے ماہ عجم مہر عرب
سو رہے شمع شبستان عرب

منہ پہ سورج نے لیا شب کا نقاب
تو بھی اے مہر درخشان کر خواب
آمنہ بی بی کے جانی سو جا
میری دولت کی نشانی سو جا

تیری آرام کو اے مہ پارا
میری آنکھونکا بنے گہوارا
اپنی آنکھون مین سلاؤن تجکو
ابھی جھولے مین جھلاؤن تجکو

کنگھی بالون مین جو ہوتی درکار
دیتی تھی پنجہ مژگان سے سنوار
پانی منہ دھونیکو جا کر لاتی
شیرۂ جان کو ملا کر لاتی

دل کو کہتی تھی کہ آئینہ بنی
سینہ اوس حسن کا گنجینہ بنی
تا نہ لگجائے کہین اپنی نظر
آپ بھی دیکھ نہ سکتی جی بھر

قد وہ بوٹا سا تھا لبس بے نظیر
جیسے پتلی کا ہوا آنکھون مین گھر
جان و مال اپنا فدا کرتی تھی
جی سے خدمت مین رہا کرتی تھی

رات دن کام تھا خدمت ہی سے بسر
گذری اسطرح سے جب تین برس
ایکدن اوس شہ دین پرور نے
اوج وحدت کے مہ انور نے

اوس سے پوچھا کہ بتا اے مادر
دنکو بھائی مرا جاتا ہے کدھر
بولی ہان کہنے پہ صدقے دائی
وہ ترا دودھ شریکا بھائی

بکریان دنکو چراتا ہے وہ
شام کو گھر مین پھر آتا ہے وہ
دنکو جو تجھسے جدا رہتا ہے
گھر کے کامون مین پھنسا رہتا ہے

ای مدنی برقع رخ کی نقاب
سایہ نشین چند ہو و آفتاب

دلسی کہا مجکو ہے جانا ضرور
بنت رسول عربی کے حضور

شمع حریم نبوی سے تجلی
آئینہ مصطفوی ہے بقول

نور نبی لیجیے میرا اسلام
دیجیو یہ جا ضر ہے تمہارا غلام

و دہی مدینہ سے زبس تعین اورکی
وہ بھی روانہ ہوئین خضر کے پاس

نعرہ لگا کہنے جو وہ خستہ تن
گھر سے نکل آئی حسین و حسن

پیش پدر فاطمہ زہرا گئین
چھوڑکر ان بچونکو تنہا گئین

شہر میں شہرت ہوئی آئی بلال
ہجر پیمبر سے بہت تنگ حال

کرتا تھا اصرار یہ پیر و جوان
آج سنا دیجیے ہمکو اذان

کسکو سناؤن کہ پیمبر نہیں
دل نہیں قابو میں کہ دلبر نہیں

کیا کرون اب کسکو بتاؤن بھلا
کسکی طرف ہاتھ اوٹھاؤن بھلا

علم سے شہزادونکی مجبور تھا
بام پہ مسجد کی وہ غمگین چڑھا

پھر جو کہا اشہد ان لا الہ
گم ہوا اللہ میں مانند آہ

شور ہوا عاشق بیسین ہے
سین بھی یہ قابل تحسین ہے

کہتے ہین کوٹھی سے گرا بیخبر
گر گیا گرتے ہی خود بیخبر

عشق کا غم چارہ گر جان ہوا
خانہ محبوب کا مہمان ہوا

ذرہ ہوا مہر درخشان میں گم
قطرہ ہوا چشمہ حیوان میں گم

چاہتے ہین جسکو بلاتے ہین یون
شربت دیدار پلاتے ہین یون

گھر کو نہ ولدار کو در کے ہوئے
ہم نہ اوہر کو نہ اودہر کے ہوئی

شربت دیدار پلا دیجیے
ہر خدا اسیری دو دیجیے

منتظران جان بلب آمد نفس
ای ز تو فریاد بفریاد رس

باپ کی بو باس وہی گل میں ہے
جزو میں بھی ہو رہی کل میں ہے

سیدہ پاک کے در پر گیا
چوم کے چوکھٹ یہ کہنے لگا

گھر سے صدا آئی کہ وہ ہین کہان
دو بھی سدھارین سو باغ جنان

جب سنی اوس غمزدہ نے یہ خبر
بس سر شوریدہ تھا اور سنگ در

دیکھ کے شہزادونکو رونے لگا
رو کے لگا کہنے کہ وا حسرتا

اپنی یتیمی کی ہوئین چار گر
انکی یتیمی پہ نکی کچھ نظر

پہونچی ملاقات کو ہر خاص و عام
خلق کا گر داوسکے ہوا اژدحام

کہتا تھا کس طرح کہوں میں اذان
میری اذان کا نہ رہا قدر دان

نام جو آتا تھا بتاتا تھا میں
اونکی طرف ہاتھ اوٹھاتا تھا میں

سنکے یہ حسنین بھی بولے کہ ہان
ہم بھی ہین مشتاق سناؤ اذان

جس گھڑی اللہ اکبر کہا
کہتا تھا لوگونکا چھٹ گیا گلا

ہوتا تھا اوس عاشق بیسین سے
شین کا ہر نقطہ اوس امین سے

آیا زبان پر جو محمد کا نام
بس لیا ہاتھونسے کلیجے کو تھام

خاک پہ تڑپا جو وہ اندوہگین
عرش کو جنبش ہوئی کانپی زمین

جان گئی جان کے جو یار کے پاس
پہونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

پایہ نور یا سے ملاقات کی
خوب تلافی ہوئی مافات کی

حیف کہ ہم پھرتے ہین شام و سحر
حرص کا کاسہ لیے یون در بدر

رحمت عالم مجھے بلوائیے
رحم مرے حال پہ فرمائیے

بند میں خاطر مری ناشاد ہے
جلد خبر لیجیے فریاد ہے

مجھکو نہیں چاہیے باغ ارم
سر ہو مرا اور رہ خاک قدم

غزل در وصف قدم شریف

سنگ کا مرتبہ ہوتا ہے دیکھکر قدم تیرا
سبکے جی میں کرتا ہے اپنا گھر قدم تیرا

ایسی ان چاہتا ہون خاک میں ملا مجھکو
پر کہیں نہ جاؤ مجھکو چھوڑ کر قدم تیرا

تبرک ہو گیا میں اعلی پہ کسی ہمسر کا
عرش تک نہیں پہونچا ہان مگر قدم تیرا

بخت جاگ اوٹھے میرے جو یا دیکھتے ہین تماشہ
اپنے شوق سے لیکر سینہ پر قدم تیرا

کھانیکی پینیکی نتھی کچھ خبر
کہتا تھا گر آہ مین ہوتا اثر
آتشی و پروانۂ درویش شدی
آنکہ جہان را بہ نگہ زندہ کند
خاک پہ بسمل سا تڑپنے لگا
حسن خدا داد دکھایا اوسے
ماہ کہان اور وہ صورت کہان
دوش پہ کاکل جو شب فام تھی
ابر کو باریک جو محمار تھی
سرخی وہ ڈورونکی وہ سرمہ سیاہ
رفعت بینی تھی بہت دلپسند
برگ گل تازہ سے لب دیکھکر
قامت موزون سے قیامت خجل
دیکھکر اوس شمع کو بیقرار سا
جب سے مدینہ سے سدھارے حضور
رحم سے ارشاد ہوا اے بلال رض
مجھ پہ جفا تونے کیا کسلیے
پھر تو جو اوس جا سے سواری چلی
تازہ مزہ وصل کا یاد آگیا
یان بھی جنون کا ہمین تھا حال
توبہ زمی گردم و آمد بہار
جذبہ دل اوسکا ہوا رہنما
انس جو تھا خانۂ دلدار سے

روزی سے بس کام تھا آہ و بکا
کچھ بھی تو اوس شاہ کو ہوتی خبر
شمع اگر بال و پری داشتی
کاش بجا ہم نظری داشتی
ضعف سے ناگاہ جو غش آگیا
چاند سا مکھڑا نظر آیا اوسے
مہر کہان نور کی مورت کہان
دلکو پھنسانے کے لیے دام تھی
قتل کو عشاق کے تلوار تھی
شوخی وہ آنکھونکی وہ نیچی نگاہ
شمع کی لو ہوتی ہے جیسے بلند
لعل مین تپتا تھا خون جگر
فتنۂ و آشوب جہان منفعل
کرتا تھا پروانہ جان کو نثار
جینے سے بیزار ہون مین ناصبور
ہوش مین آ تیرا کہ ہے یہ خیال
میرا وطن چھوڑ دیا کسلیے
عاشق شیدا کو ہوئی بیکلی
حجرۂ تاریک مین گھبرا گیا
چل دل دیوانہ مدینہ کو چل
ساقیا توبہ شکنم آرزوست
شام سے اوٹھا جو مدینہ مین تھا
ملتا تھا رو رو کر در و دیوار سے

ہر شب ہجران سے سوا ایک شب
گر کشش من اثری داشتی
زیستمی بے تو اگر مشکل تو
گر رخت از پردہ برون آمدی
آگ سی بھڑکی دل بیتاب مین
ماہ نتھا مہر شب افروز تھا
شام کو رونق ہوئی اوس صبح سے
لوح جبین نیمۂ ماہ تمام
نرگس مخمور وہ بیکس جیسے
عاشق غمدیدہ کو تڑپا گئی
دیکھکر اوس گوہر دندان کی تاب
موی محاسن رخ تابان کی گرد
قد تھا سر تا بقدم نور تھا
پانون پہ رکھکر سر عجز و نیاز
آپ مجھے بھول گئی اسقدر
وصل مرا گر تجھے مقصود تھا
خاک سے اوٹھ قصد مدینہ کا کر
چونک پڑا خواب سے خوابیدہ بخت
پھر یہی وحشت تھی یہی اضطراب
بازم ہوای چمنم آرزوست
غنچۂ گل را چہ کنم ای نسیم
روضۂ محبوب کی ٹھنڈی ہوا
جب دل شیدا کو ہوا اضطراب

دل پہ تو یادہ ہوا رنج و تعب
یارب بوئیم گذری داشتی
مادر گیتی نپسرے داشتی
شام محبت سحری داشتی
دولت بیدار ملی خواب مین
مہر نتھا نور تھا معبود کا
حق کی تجلی تھی عیان طور سے
ماہ جیسے کرتا ہو جھک کر سلام
دیکھکر سرمہ کی طرح دل سیاہ
جسکی ندا کو بھی ادا بھا گئی
دُر عرق شرم سے تھا غرق آب
شب تھی مگر مہر درخشان کی گرد
شمع سان سایہ بھی گریزان ہوا
عرض لگا کرنے کہ بندہ نواز
بندۂ مسکین کی نہ لی کچھ خبر
مین تو ترے پاس ہی موجود تھا
عمر دو روزہ یہ وہان ہو بسر
شہ کو نپایا نہ زمرد کا تخت
پھر دل وحشی سے کیا یون خطاب
جلوۂ سرو قدم آرزوست
بوی ازان پیرہنم آرزوست
تن سے لگی غنچۂ دل وا ہوا
مرقد انور سے کیا یون خطاب

قصۂ حضرت بلال — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رضی اللہ عنہ

دل ہے سنو دوستو یہ داستان
لکھتا ہون اوسی رنگین بیان

عشق و محبت کی نشانی ہوئی
عاشق صادق کی کہانی ہوئی

ایک موذن تھا نبی کا بلال
ہجر سے اوس کے گھٹا جون ہلال

دام محبت کا گرفتار تھا
شیفتۂ طرۂ طرار تھا

تشنۂ سر چشمۂ دیدار تھا
نرگس بیمار کا بیمار تھا

خستہ ہوا بعد وفات نبی
آہ کبھی کرتا تھا روتا کبھی

وحشت دل لگئی آرام جان
جاتی رہی طاقت و تاب و توان

ہاتھ لگا بڑھنے گریبان تلک
دلسے لگی آگ بجھی جان تلک

دیکھکر اوس دلبر رعنا کی قبر
عاشق غمگین کو نہ آتا تھا صبر

کہتا تھا افسوس کہ مر جاؤن نہین
اس سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤن مین

حیف مدینہ مین رہے یہ بلال
آنکھ سے دیکھے نہ وہ حسن و جمال

مرگ سے بدتر ہے مری زندگی
جینے سے اب مجکو ہے شرمندگی

لطف نہین پاتا ہون جینے مین اب
مین نہین رہنے کا مدینہ مین اب

شیفتۂ کاکل شب فام کو
زلف جو یاد آئی چلا شام کو

چھوٹ گیا دیس جو محبوب کا
شام کا ملک آنکھون مین تاریک تھا

صبح وطن تیرہ تر از شام تھی
کالی بلا شام ہوئی شام کی

لوگ لگے پوچھنے تم کون ہو
آئے ہو اس دیس مین کس کام کو

کس لیے یہان آئے ہو کیا کام ہے
رہتے ہو کس ملک مین کیا نام ہے

کسکے لیے پھرتے ہو ذار و نزار
کسکے لیے ہوتے ہو یون بیقرار

کیون تمہین بھایا ہے فقیری لباس
کسکو لیے رہتے ہو ہر دم اداس

اہل شبہ مین ہو کسکا بروگ
کون ہے جو کسپہ لیا ہے یہ جوگ

اوڑھی ہوئی کالا سا کملی ہے کیون
کونسا ہے عارضہ بیکل ہو کیون

سنکے یہ تقریر دیا یون جواب
عارضہ تو عشق ہے خانہ خراب

کیا کہون پھر سے کہ مین کون ہون
تازہ ہے دلپر مرے داغ جنون

کام نہ دیکھو مرا ناکام ہون
نام نہ پوچھو مرا گمنام ہون

ذرۂ خورشید درخشان ہون مین
مورچۂ راہ سلیمان ہون مین

دیس ہمارا کبھی آباد تھا
یہ دل ناشاد کبھی شاد تھا

فقر تو مقبول ہے دربار کا
خاص ہے تمغہ مری سرکار کا

اوڑھتا کملی تھا مرا بادشاہ
جسکو نہ تھی دولت دنیا کی چاہ

کیا شہنشاہ تھا عالی خصال
جیتے تھے ہم دیکھ کے جسکا جمال

اوس سے تو وان خلق کی بستی بسی
ہمکو ستاتی ہے یہان بیکسی

قافلہ سالار سفر کر گیا
قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

فوج خدائی کا تھا وہ بادشاہ
وہ تو مرا ہو گیا لشکر تباہ

نام زبان پر مری آتا نہین
دلمین مری شوق سماتا نہین

کہتا جو سمجھے ہو کوئی مذان
نام کو سنتے ہی نکلتی ہے جان

عاشق ماتم زدہ سے جب سنا
شام کو لوگونکو اذان کا ملا

بولے یہ سب جان گئے ہم تمہین
کچھ کچھ پہچان گئے ہم تمہین

نام ہے شاید کہ تمہارا بلال
ہجر پیمبر سے ہے آشفتہ حال

کیون تمہین کہتے ہو کہ جینے سے تم
ہو کے خفا نکلے مدینہ سے تم

کہنے لگا خیر جو کچھ ہون سو ہون
قصہ مری بگہنہ دو تو یہان پڑ رہون

بولا وہ سب لوگ کہ شکل نظر
آپکا آنکھون مین سمایا ہے گھر

بیٹھو یہان شکوہ قصے کے آرام سے
ہمکو خبر دیجیے ہر کام سے

بولا کرتا کام کا ہے کام گیا
دل ہے جو بے یار تو آرام گیا

الغرض اسطور سے وہ یار رب
کرتا تھا فریاد و فغان تا بدن

سنتے ہوئے بیہوش ہوکے گرا اور اپنا سر پیٹ کر کہنے لگا وَا حَسْرَتَا قَدْ ضَاعَ سَفَرِي إِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ لَمْ تَلِدْنِي أُمِّي
ہیہات میرا سفر ضائع ہوا ای کاش مین پیدا نہوا ہوتا اگر پیدا ہوا تھا نہ پڑھتا توریت جو پڑھتا نام محمد کا نہ دیکھتا
اگر دیکھا تھا تو زیارت سے محروم نرہتا بعد اسکے کہا یا علی اوس جناب کا کوئی لباس متبرک منگا دو تا اوسکی خوشبو
سے میرے دل کو تسکین حاصل ہو امیر المومنین نے سلمان فارسی کو حضرت سیدہ بنت رسول اللہ ص کے
حضور مین بھیجا کہ لباس قدسی اساس لاوین وہان حضرت زہرا اور جناب حسنین علیہما السلام در یتیمی سے
گریان اور نالان تھے سلمان نے در حجرہ کی زنجیر ہلائی جناب سیدہ رض نے پوچھا یتیمون کے دروازہ پر
اسوقت کون آیا ہے سلمان نے عرض کیا خادم آستان اہلبیت سلمان فارسی فرستادۂ مرتضی علی ہے رسول اللہ
کا جبہ مبارک دو بیجیے سیدہ رض نے فرمایا واویلا میرے باپ کا جامہ مبارک کون پہن سکتا ہے سلمان نے حقیقت
حال عرض کی اور پیرہن مبارک مسجد مین لائے تمام اصحاب رسول اوس دین و دنیا کے بادشاہ کا پیراہن کہ جسمین
سات پیوند مختلف جابجا لگے تھے دیکھکر بہت روئے یہودی اوسکی خوشبو سونگھتا اور بار بار آنکھوں سے لگاتا اور
کہتا تھا رُوحِي فِدَاكَ عَلَى طِيبِكَ يَا مُحَمَّدُ یا رسول اللہ میرے دل و جان اس خوشبو پر قربان افسوس
یہ مشتاق دولت زیارت سے محروم رہا یہ کہتا اور روتا ہوا حضرت علی کے ساتھ مرقد انور کے نزدیک آیا کلمہ طیبہ
زبان پر لایا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ پھر کہا بار خدایا اگر میرا اسلام
تو نے قبول کیا ہو تو اسی دم مجھے اپنے حبیب کے حضور مین بلالیں یا محمد یا محمد کہتا ہوا زمین پر گر پڑا اور رسول
مقبول کی محبت مین روانہ ملک بقا ہوا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ أَمِتْنَا عَلَى حُبِّ حَبِيبِكَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ خداوندا بانی محفل رسول
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مولف اس کتاب سعید یعنے فقیر غلام امام شہید کو اور اوسکے کاتب اور قاری اور
سامع کو جزای خیر عنایت کر اور ہر ایک کے گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے درگذر آمین یارب العالمین وَصَلِّ وَسَلِّمْ
عَلَى خَيْرِ خَلْقِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ نسخہ متبرکہ مولد نامہ شریف تالیف مولوی غلام امام شہید سلمہ اللہ رب المجید مطبع
فیض منبع مشہور نزدیک و دور کانپور جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مین مطبوع ہو کر پسند
شائقین اور منظور نظر کاملین ہوا فقط

اذان کہون اور کنگو سناؤن جب لوگون نے بہت سا اصرار کیا اور حضرت حسنین علیہما السلام نے بھی صاف فرمایا
تب بلال اذان کہنے پر مستعد اور اہالی مدینہ گردپیش جمع ہوئے جسوقت بلال نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
تمام مدینہ کے در و دیوار سے شور فریاد بلند ہوا جب کہا اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قبر شریف کیطرف اشارہ کیا
سب بے اختیار رونے لگے اور بلال بیہوش غش کہا کے گرے تمام ازواج طاہرات اپنے اپنے حجرے سے باہر
نکل آئین اور کہا اے بلال اب کسیکو تمہاری اذان سننے کی تاب نہین غرض اوسدن ایسا ماتم برپا تھا کہ گویا
خواجۂ کائنات علیہ الصلواۃ والتحیات نے ابھی انتقال فرمایا ہے عاشقان محمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام سے عشق ہونا صد گونہ موجب برکات اور ہر طرح سبب حسنات و نجات ہے راوی لکھتا ہے کہ
ملک شام مین ایک یہودی تھا شنبہ کے دن توریت پڑھنے مین مشغول تھا نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چار
مقام مین لکھا دیکھا عداوت کی راہ سے اوس ورق کو آگ مین جلا دیا دوسرے روز وہ نام مبارک آٹھ جگہ پھر
لکھا پایا اوس ورق کو بھی جلا دیا تیسرے روز بارہ مقام مین نام نامی لکھا دیکھا یہ شخص نہایت حیران ہوا کہ جسقدر
اوس نام کو صفحۂ توریت سے مٹاتا ہون اور بھی زیادہ لکھا پاتا ہون اگر یہی احوال ہے تو تمام توریت اسی نام
سے بھر جائیگی پھر آخر مشتاق زیارت کا ہوا رات دن زیارت کے اشتیاق مین منزل بمنزل طے کرتا ہوا مدینہ
منورہ مین پہونچا پہلے حضرت سلمان فارسی سے ملاقات ہوئی سلمان کو سمجھا یہی پیغمبر خدا ہین پوچھا
اَنْتَ مُحَمَّدٌ حالانکہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن پیشتر انتقال فرما چکے تھے سلمان نے کہا اے عزیز
مین محمد نہین ہون محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام البتہ ہون اوسنے کہا مجھے رسول خدا کے پاس لیچلو سلمان
متفکر ہوئے کہ اگر حال وفات کا سناتا ہون تو ایک مشتاق مایوس ہو جاتا ہے اور اگر چھپاتا ہون اخفاے
امر حق مناسب نہین کہا اے شخص تجھے اصحاب رسول کے پاس پہلے لیچلتا ہون الغرض سلمان نے اوسکو ساتھ
لیکر مسجد نبوی مین آئے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور اصحاب رسول مسجد مین محزون و ملول بیٹھے تھے
یہودی ازبسکہ زیارت رسول خدا کا اشتیاق اور شوق ملازمت مین استغراق رکھتا تھا حضرت علی مرتضی
کو رسول خدا سمجھا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جسوقت نام مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا اصحاب بے اختیار رونے لگے
حضرت علی نے پوچھا اے شخص تو کون ہے کہ ہماری مصیبت تازہ کرتا ہے اور خلش جراحت دل پہ چھڑکتا ہے
تین دن ہوئے کہ وہ آفتاب رسالت زیر زمین پنہان ہوا دیکھو ہمکا جگر آتش فراق سے کباب ہے یہودی یہ بات
یہودی

یکطرف عائشہ آتش زدہ از نالۂ جان	یکطرف فاطمہ زہرا ز یتیمی گریان	یکطرف گریہ کنان عباس و علی و عثمان	یکطرف بر لب صدیق و عمر شور و فغان
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد	بودہ دیدہ گرفتار اویس قرنی	در غمش یاد دہم ہای غریب الوطنی
تا شنیدند کہ سفر کرد نگار مدنی	نعرہ میکرد و بصد حالتی سینہ زنی	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
گاہ بوی ز نسیم سحری می طلبید	گاہ بر خود صفت بید ز غم میلرزید	گہ ز حسرت بسر شریف دو طپانچہ میزد	گاہ بیساختہ از درد جگر مینالید
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد	قثم بن عباس روایت کرتے ہین کہ جسوقت جسد مبارک کو	

قبر مین سپرد خاک پر لٹایا اور چہرۂ نورانی سے پردہ کفن کا اوٹھایا مین نے دیکھا کہ لب ہا مبارک کو جنبش تھی اور آہستہ آہستہ فرماتے تھے اپنے کانون سے مین نے سنا کہ قبر مین بھی یہی فرماتے تھے **یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ** **بیت** جانم فدای تو کہ تراہست بیگمان ٭ از مہد تا لحد ہمہ تیمار امتان **نقل ہے** کہ جسوقت روح مطہر آپ فتوح زینت افزای عالم علیین ہوئی ایک تابوت مرصع یاقوت جنت سے مرتب ہوا اور جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انور سے گذرانا گیا کہ اگر مرضی مبارک ہو تو ملائکہ ملا اعلی جسد اطہر کو اس تابوت مین لادین اور بہر مرقد مبارک مدفن متبرک کہ سرابستان بہشت مین بنادین حضرت شفیع المذنبین خاتم المرسلین نے فرمایا کہ میرا دل نہین چاہتا اور طبیعت گوارا نہین کرتی کہ امت سے ایک لحظہ جدا ہون مین نے خاکساران امت غمناک کیواسطے گوشۂ خاک قبول کیا تا مین اونسے جدا نہون اور وہ میرے فراق مین مبتلا نہون اور جبتک مین انمین ہون وہ عذاب دنیا و آخرت سے محفوظ رہین عاشقان ذوی محمد ذرا اس شفقت اور عنایت کو بغور دیکھا چاہیے کہ کسقدر تفضلات ہم خاکسارونکے مشت خاک پر مبذول ہے لازم ہے کہ ہم دل و جان ایسے شفیع شفیق کے نام پر قربان کرین اور اوس مرقد منور اور روضۂ انور کی زیارت سے مشرف ہون **اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ھٰذِہِ النِّعْمَۃَ بِفَضْلِکَ یَا کَرِیْمُ** **راوی لکھتا ہے** کہ بعد وفات خواجۂ کائنات علیہ التحیات کے جس قدر صدمات اصحاب اور ازواج طاہرات پر گذرے بیان اوسکا احاطۂ تحریر سے خارج ہے چنانچہ بعضے قوت گفتار اور بعضے طاقت رفتار سے عاری ہوئے اور بعضے مر گئے اور بعضون نے مسافرت اختیار کی چنانچہ حضرت بلال حبشی رض نے مدینہ چھوڑ دیا اور شام کو چلے گئے بعد چند مدت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین ہم پر جفا کی تو نے کہ ہماری جوار رحمت سے دور چلا گیا اب قصد ہماری زیارت کا کر حضرت بلال رض مدینہ مین آئے اون دنون جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تھا حضرت حسنین علیہما السلام کی ملازمت سے مشرف ہو کے حال وفات جناب سیدہ کائنات بہت روئے اور کہا اے جگر گوشہ رسول پدر بزرگوار کا وصال خوب جلد پایا بعد اسکے اکثر لوگ متکلف ہوئے کہ بلال موافق معمول قدیم کے اذان سنادین بلال رض نے عذر کیا کہ ہر گاہ میری اذان کا قدر دان ہی دنیا مین نہو کس زبان سے

منہ تکتے تھے حضرت صدیق اکبر روتے ہوئے آئے اور کہا وا محمداہ وا انقطاع ظہراہ بیت ای پشت مرا زغم شکستی + تار رشتۂ حیات خویش بستی + چہرۂ مبارک سے رداء اٹھا کے پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا الحمد اپنے حبیب کو میر اسلام پہونچا اور راہی حبیب صدیق رضی کو اپنے خدا کے پاس جلد بلا تمام اصحاب کی گریہ و بکا سے عالم حشر برپا ہوا اور ماتم کیا ملائکہ اور خضر اور الیاس نے ناقہ سواری کا ایسا غمگین ہوا کہ کچھ نہ کھاتا نہ پیتا تھا بعد تین روز کے مر گیا اور دراز گوش کنوئین مین گر کے ہلاک ہو گیا روایت ہی کہ انتقال کیوقت تک دفن مدینہ ایسا تنگ و تاریک رہا کہ اپنی آنکھ سے اپنا ہاتھ نہین نظر آتا تھا اور ایک کو دوسر کا منہ نہین سوجھتا تھا فی الحقیقت جب ایسا آفتاب نکہت دنیا سے اوٹھ جاوے کیسکو زمین و آسمان کیونکر نظر آوے +

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام

اہل بیت اطہار اور اصحاب کبار موافق وصیت کے غسل اور تجہیز اور تکفین عمل مین لائے اور نماز جنازے کی نوبت بہ نوبت مطابق حکم کے پڑھے گئے بعد اس کے دفن کیا

مسدس

چہرۂ شگفتہ بود از رشک چمن	یا ہمان چہرہ شدہ مرزہ مراد اندر کفن	یا ہمہ بود شب ولے زبجا ماند سخن	یا بلند ست از انجمانہ بہر شیون
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد	تازہ تر بود ز حسن رخ او باغ و بہار	خار بشکست ز غمش در دل اصحاب کبار
ہنوز مان پیش نظر بود ز رخش لیل و نہار	چون نہان شد کنون صفت تو بلبل زار	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
تا بپوشید رخ اندر چمن آن شکر پری	تیرہ شد دیدۂ نرگس پریشان نظری	خاک می بیخت بہر کوچہ نسیم سحری	قمری از سرو برافتادہ پی نوحہ گری
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد	پیر گردون ز غمش جامۂ ماتم پوشید	مہر و ماہ از طپش دود جگر بیجوشید
جگر لالہ ازین واقعہ خون میگردد	بلبل خستہ کہ از طرف چمن مینالید	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
گفت صدیق گر اکنون نہ بہم جان چکنم	پیرو جان تن از رفتن جانان چکنم	گل سفر کرد گلستان شدہ ویران چکنم	گر ننالم صفت بلبل نالان چکنم
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد	حال جبریل پریشان شدہ ہمچون کاکل	رفت بہ خویش ہمہ پیچید برنگ سنبل
گفت با ہمہ زدہ آرام من آن غیرت گل	با من دل تشنہ تو نیز بنال ای بلبل	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
نہ بدل تشنہ بادرد و الم عشق عرب	روز در چشم جہان تیرہ تر آمد از شب	از غمش جامہ دریدند چو خوبان عجب	کعبہ گر دید سیہ پوش و فغان نقب
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد	اندرین واقعہ آزردہ جہان گشتہ ملال	بود پروانۂ آن شمع شبستان محال
سبب بندگیش بود حضوری وصال	گفت اکنون بجہان نیستیم ہست محال	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

اور ایک پیالہ پانی کا سامنے رکھا تھا بار بار اپنے مُنہ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے اَعُوذُ بِاللّٰہِ عَنْ
سَکَرَاتِ الْمَوْتِ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ ملک الموت سے پوچھا کہ جانکنی مین اسقدر تکلیف اورونکو
بھی ہوتی ہے عرض کیا یا رسول اللہ جسقدر تکلیف اوسوقت ہوتی ہے اوسکا عشر عشیر بھی آپ کیو اسطے نہیں
یہ سنتے ہی آب دیدہ ہو کے فرمایا واا ستاہ اے عزرائیل جتنی تکلیف اور شدت نزع روح کی میری امت پر ہو
آج اونکے عوض سب مجھ پر تمام کر میری امت ضعیفہ اس رنج و اذیت سے محفوظ رہے عزرائیل نے عرض کیا یا
شفیع المذنبین آپ اسکا کچھ غم نفرمائین جسطرح مادر شفقہ سوتی لڑکے کے مُنہ سے پستان نکال لیتی ہے
اسطرح آپ کی امت کی روح بآسانی قبض کرونگا روایت ہے کہ ایام مرض میں عائشہ صدیقہ کے
پاس چھ یا سات دینار سُرخ تھے کہ سب فقرا اور مساکین کو دیدیا اور نزع روح کے وقت چراغ
کا تیل میسر نہوا چنانچہ حضرت عائشہ نے ایک ہمسایہ سے فرمایا کہ اگر تیرے گھر تھوڑا سا تیل ہو تو لاکے سلطان
دین متین شمع شرع مبین اسوقت حالت نزع مین ہین حالت نزع روح مین سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ
کے زانو پر تھا ہاتھ آسمان کیطرف اوٹھاکے فرماتے تھے ھُوَ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی کہ یکبارگی روح پر فتوح قالب پاک کو
پرواز کر کے عالم البقا کو رحلت فرما ہوئی قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن بیت اے جان صد ہزار جیسا وقف
جان تو ہر دم ہزار تحفہ ما ہر وان تو ہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا واویلا و احبیبا فریاد کرتی تھین بابا
میری دعوت حق کی قبول کی تو نے باپ میری جنت الفردوس مین نزول کیا تو نے بابا جان خبر تیری موت کی
جبرئیل کو کون پہونچا دے بابا جان بغیر تیرے وحی الٰہی کسکے پاس آویگی افسوس اب حسنین کی پاسداری
کون فرمائیگا افسوس اب جبرئیل میرے گھر کا ہے کو آئے گا بار خدایا مجھے اپنے باپ کے دیدار سے محروم مت رکھ
بار خدایا مجھے اپنے حبیب کی زیارت سے بے نصیب مت کر اسیطرح تا زندگی فراق پدر مین گریان او زنالان
رہین یہانتک کہ بعد چھ مہینے کے انتقال فرمایا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روتی تھین اور فرماتی
تھین کہ افسوس اوس نبی آخر الزمان کا جو امت عاصی کے غم مین ایک رات باطمینان نسویا اور ایک دن
نان جوین آسودہ ہو کر نہ کھائی گوہر دندان اوسکا سنگ جفا سے شہید ہوا لیکن سوا صبر اور شکر کے کچھ زبان پر
نہ لایا افسوس اوس نبی صاحب برہان کا جسنے درویشی کو تونگری پر اختیار کیا اصحاب رضی جو مسجد مین
معتکف تھے اہل بیت کے رونے کی آواز سنکے سراسیمہ اور متحیر ہو گئے بعضے سکتے کی حالت مین خاموش بعضے
اختلال حواس سے خود فراموش چنانچہ حضرت عثمان رضی زبان سے بول نسکتے تھے کیحالت مین ہر ایک کو

کہ اوسکی شفاعت قیامت کے دن منظور ہوگی آپ ہونگے یا رسول اللہ خدا تعالی آپ کی ملاقات کا مشتاق
ہے حضرت نے فرمایا کہ مجھے ہر دم امت کا ملال اور ہر وقت یہی خیال ہے کہ قیامت کے دن کیا معاملہ اونکے
ساتھ ہوگا جبرئیل نے جناب احدیت مین عرض کیا بار خدایا مین نے سب بشارتین سنائین لیکن خاطر اقدس
تیرے محبوب کی ابتک مطمئن نہین کچھ اور مژدہ چاہیے جس سے مزاج عالی مسرور ہو حکم ہوا کہ میرے حبیب سے
بعد سلام کے کہو کہ آپ کی امت کا کوئی شخص اگر تمام عمر جرم و عصیان مین آلودہ ہے اور موت سے
ایکسال پہلے توبہ کرے سب گناہ اوسکے بخشونگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کا حال کسیکو معلوم نہین ہے
شاید ایک برس پیشتر توبہ نصیب ہو ارشاد ہوا ایک مہینہ پہلے توبہ کرے آپ نے فرمایا ایک مہینہ بھی بہت ہے
ارشاد ہوا ایک ہفتہ پیش از مرگ توبہ کرے فرمایا ایک ہفتہ بھی بہت ہے فرمان آیا ایک دن پہلے توبہ کرے
فرمایا ایک دن بھی بہت ہے خطاب پہونچا ایک ساعت قبل از مرگ توبہ کرے فرمایا ایک ساعت بھی بہت ہے
شاید میسر ہو آخر حکم ہوا کہ اگر تمام عمر گناہوں مین گذاری ہو اور مرتے دم آنکھوں سے آنسو بہا دے
یا اپنے اعمال یاد کرکے پشیمان ہووے اوسکے گناہ بخشونگا اور پشیمان بھی نہو اوسکو تیری شفاعت
سے نجات دونگا بعد اسکے فرمایا اے جبرئیل اب تین باتون کی مجھے آرزو ہے اور امیدوار ہون کہ میرا
پروردگار وہ بھی قبول فرماوے اول یہ کہ میری امت مین شامت گناہ سے دنیا مین عذاب نہو
دوسرے یہ کہ قیامت کے دن میری شفاعت عاصیان امت کے حق مین قبول فرماوے
تیسرے یہ کہ ہر ہفتہ مین دوبار امت کے اعمال سے مطلع ہوتا رہون کہ مجھے اپنی امت کی مفارقت
کا ہرگز تحمل نہین اگر اونکے اعمال نیک سنونگا اسطرح اونکے نامہ اعمال مین لکھا ونگا کہ کبھی مٹ
نسکے گا اور اگر اعمال بد دریافت ہونگے تو استغفار کرکے اونکے نامۂ اعمال سے محو کرا ونگا حضرت
جبرئیل گئے اور جناب احدیت جل شانہ سے خبر خوش لائے کہ حقتعالی نے یہ باتین بھی قبول فرمائین احمد
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکے فرمایا الآن طاب قلبی یعنے اب دل میرا محظوظ ہوا اے
عزرائیل اب اپنا کام کر غرض کہ عزرائیل موجب حکم کے قبض روح پر فتوح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین مصروف ہوئے

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پر اپنے مدام

شدت جانکنی اور سکرات موت کی اسقدر تھی کہ رنگ چہرۂ مبارک کا کبھی زرد اور کبھی سرخ ہوتا تھا

اورایک

پوچھا اگر وہان بھی ملازمت حاصل نہوا ارشاد ہوا کنارے حوض کوثر کے تشنہ کامان امت کو
پانی پلاتا ہونگا حضرت فاطمہ زہرا روئین اور کہا الحمد للہ میرا باپ ہر حال مین شفیع گنہگاران امت ہے

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
بھیج اے رب مرے درود و سلام — برگزیدہ نبی پر اپنے مدام

روایت ہے کہ دو دن حضرت جبرئیل علیہ السلام عیادت کیواسطے جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس آئے اور مزاج کا احوال پوچھا فرمایا بہت ناساز ہے تیسرے دن پھر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
حقتعالی نے آج ملک الموت کو حضور مین بھیجا ہے اگر اجازت ہو تو خدمت مین حاضر ہو حکم ہوا آوے پس حضرت
جبرئیل علیہ السلام ملول اور محزون الوداع الوداع کہتے اوٹھے اور کہا السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ آج سے
پھر اتفاق دنیا مین آنے کا نہوگا میرا آنا جانا دنیا مین صرف آپ کیواسطے تھا سو آج ختم ہوگیا الغرض ملک الموت
آستانہ نبوی پر آکر پکارے السَّلَامُ عَلَیْکَ اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَۃِ
اجازت ہو تو گھر مین آؤن اسوقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا حضرت کے سرہانے بیٹھی تھین جواب دیا
کہ رسول خدا شدت مرض مین مبتلا ہین ملاقات نہوگی پھر اذن طلب کیا وہی جواب پایا تیسری بار ایسی آواز
مہیب سے اجازت چاہی کہ سننے والون کا بدن ہیبت سے کانپنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ کھولکر پوچھا
کیا حال ہے حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا کہ ایک اعرابی دروازہ پر کھڑا رخصت آنے کی چاہتا ہے ہر چند عذر کرتی ہون
نہین مانتا آپ نے فرمایا اے فاطمہ یہ ملک الموت ہے ہٹانے والا لذتون کا لوٹنے والا راحتون کا یتیم کرنیوالا
فرزندونکا بیوہ کرنیوالا عورتون کا حضرت فاطمہ زہرا رو دی تھین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جان پدر مت رو تیرے رونے سے حاملان عرش روتے ہین بعد اسکے عزرائیل کو بلایا ملک الموت نے حاضر ہوکر
عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالی نے مجھے آپکا فرمانبردار کیا ہے اور حکم ہے کہ بے اجازت قبض روح
نہ کرون اگر حضور بخوشی خاطر اذن فرماوین بہتر ورنہ اسی طرح پھر جاؤن ارشاد ہوا جبرئیل کو کہان
چھوڑا عرض کیا آسمان دنیا پر فرشتے اونکے پاس برسم تعزیت آتے ہین حضور کی عزاداری مین مصروف ہے
اتنے مین جبرئیل امین حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل ایسے وقت مین مجھے
تنہا چھوڑا فی الحال مجھکو سفر آخرت درپیش ہے کوئی ایسا مژدہ سناؤ کہ جس سے خاطر میری مطمئن ہو عرض کیا
یا رسول اللہ باغ جنت آراستہ آتش دوزخ افسردہ حورین سراسر پیراستہ جلوہ افروزی حضور کی منتظر ہین ارواح انبیا منتظر

فرمایا ابوبکر سے کہو نماز پڑھاوے عائشہ صدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ کثیر الحزن رقیق القلب ہے
آپ کا مقام خالی دیکھکر تاب لا سکیگا پھر حکم ہوا ابوبکر نماز پڑھاوے عرض بلال سراپا ملال یہ حکم سنکر روتے ہوے
پھرے کہا ای کاش مین پیدا نہوتا یا پہلے ہی مرجاتا کہ یہ حال اپنے آقا کا اپنی آنکھ سے نہ دیکھتا فراق رسول اللہ
مین کیونکر جیونگا اور کسطرح دلکو صبر دونگا القصہ بلال نے صدیق اکبر کو حکم نبوی سے مطلع کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نماز کیواسطے کھڑے ہوئے جسوقت مقام خیر الانام کا خالی دیکھا ضبط گریہ نکر سکے بے اختیار رونے لگے اور بیہوش
ہوکر گر پڑے ؎ درنمازم خم ابروے تو چون یاد آمد + حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد + فریاد و زاری
اصحاب کی سمع مبارک مین پہونچی آنکھ کھولدی اور سیدۃ النسا فاطمہ زہرا سے پوچھا کیا شور ہے عرض کیا
نظم یاران تو از غمت زبونند + زین بیش چہ گویمت کہ چونند + از ہجر تو سوخت استخوان ہا + چون موم
گداخت مغز جانہا + حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا ای لوگو کوئی پیغمبر
اپنی امت مین ہمیشہ نہین رہا مین بھی نہ رہونگا قریب ہے کہ تمسے جدا ہون تمھین خدا کو سونپتا ہون نقل ہے
کہ ایکدن خلاصۂ موجودات خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے زانو پر سر مبارک رکھکر آنکھین بند کرلین
اور چہرۂ نورانی کا رنگ متغیر ہوگیا فاطمہ زہرا نے کہا وا ابتاہ کچھ جواب ندیا پھر کہا بابا جان فاطمہ کی جان تیرے قربان ذرا
آنکھ کھولیے اور مجھسے بولیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ زہرا کو بیقرار دیکھکر پاس بلایا اور اپنے سینے
سے لگایا اور فرمایا خداوندا فاطمہ کو صبر دی اتنے مین دونون صاحبزادے حسنین رضی اللہ عنہما حاضر
ہوئے رخسارے سینۂ مبارک پر ملتے تھے اور روکر کہتے تھے اے پدر بزرگوار آپ کی مفارقت سے ہمارا احوال
کیا ہوگا بعد تمہارے ہماری مان اور باپ کی غمخواری کون کرے گا ازواج مطہرات اور اصحاب کے
رونے سے زمین وآسمان کانپتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو صبر کرو یہ فرمایا اور بہت روئے
ام سلمہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ معصوم ہین آپ کے رونے کا سبب کیا ہے فرمایا امت کی بیچارگی اور بیکسی پر
رونا آتا ہے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا نے پوچھا ای پدر مہربان قیامت کے دن مین آپ کو کہان پاؤنگی
فرمایا کہ جنت مین لوای حمد کے نیچے آمرزش کیواسطے استغفار کرتا ہونگا عرض کیا اگر وہان نپاؤن
فرمایا پل صراط کے پاس امت کی نجات کیواسطے دعای خیر کرتا ہونگا التماس کیا جو وہان بھی زیارت نصیب نہو
فرمایا میزان کے قریب ثقل اعمال امت کیلیے دعا کرتا ہونگا کہا جو وہان بھی نپاؤن جواب دیا کنارے
دوزخ کے کھڑا ہونگا تا امت عاصی اور دوزخ کے درمیان مین حائل رہون اور کسی پر آنچ نہ آئے دونون

مستغرق ہوا اہل محفل مین ایک شور محشر برپا ہوا تمام اصحاب اور انصار اور اہل بیت یہ حال دیکھتے ہی تھرا گئے مسجد مین ایک زلزلہ سا پڑ گیا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے تھے ای عکاشہ مزاج شفیع عالم مسافر ملک عدم کا چند روز سے علیل ہے عوض ایک تازیانہ کے سو سو تازیانہ ہمکو مار آپکو اس تکلیف سے معذور رکھہ حضرت عثمان باحیا اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہما روتے ہوئے آئے اور کہا اے عکاشہ طبیعت رسول کریم معدن اخلاق عمیم اشفاق صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت سے بیمار ہے ایک تازیانہ کے بدلے دو سو تازیانے ہمکو مار رسول مصطفے محبوب کبریا کو اس حالت مین اذیت سے معذور رکھہ بعد اسکے دونون صاحبزادے جناب حسن وحسین رضی اللہ عنہما یہ خبر سنکے مضطر اور گریان آئے اور کہنے لگے کہ اے عکاشہ ہمارا باپ بسبب بیماری کے بہت ضعیف اور ناتوان ہے ایک تازیانہ کے عوض ہمکو ہزار ہزار تازیانہ لگا ہمارے جد بزرگوار کو اسحالت رنجوری مین مت تکلیف پہونچا اوسنے عرض کیا صاحبزادو امر انتقام شخص غیر پر منتقل نہین ہوتا پس حضرت سید عالم رسول اکرم نے فرمایا اے عکاشہ اپنا کام جلد تمام کر مبادا امرگ فرصت نہ دے ضرور نہین کہ پھر یہ مواخذہ عاقبت تک باقی رہے عکاشہ نے عرض کیا یا حبیب اللہ مین اوسدن برہنہ تن تھا اور حضور اسوقت پیرہن پہنے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیرہن جسد مبارک سے اوتارا تمام اہل محفل زار زار روتے بیہوش ہو گئے اور ملائکہ مقربین ہیبت سے کہتے تھے نظم خدایا اینچہ سامانست امروز + فلک بر خویش لرزانست امروز + خدایا بر حبیب خویش بنگر + کہ از دردش بپا شد شور محشر + تنش نازکتر از برگ گل تر + خلد تا زِ نگاهش ہیچ نشتر + خدایا بر حبیب خود ببخشای + مصیبت را دو بر ما بیفزای + غرض عکاشہ اوٹھا اور مہر نبوت خاتم رسالت کو بوسہ دیکر عرض کرنے لگا یا حبیب اللہ آرزو میری یہی تھی کہ دم واپسین ایکبار مہر نبوت کی زیارت سے مشرف ہون چنانچہ بحیلہ انتقام اس دولت سے بہرہ اندوز ہوا ورنہ جناب اقدس نے کبھی مجھے تازیانہ مارا اور نہ مین مجال انتقام لینے کی رکھتا تھا آپ نے عکاشہ کے حق مین دعاے خیر فرمائی اور دولتسراے مین تشریف فرما ہوئے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا	عَلَى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
بھیج اے رب مرے درود وسلام	برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام + +

روایت ہے کہ ایام مرض مین بلال ہر روز نماز پنجگانہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کرتے تھے آپ مسجد مین تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے آخر مرض مین عشا کے وقت بلال حجرے کے دروازہ پر جاکر پکارے الصلوة یا رسول اللہ طالب وصال خدا عازم ملک بقا شدت مرض کے سبب سے باہر نہ آسکے

جای آسایش تجویز کردن حضرت نے فرمایا مزاج تو بہت ناساز ہے اور مین ہر صورت تابع فرمان ہون رتنا کی
مولی از ہمہ اولی نظم اگرم خلاص جوئی وگرم ہلاک خواہی + سربندگی بخدمت بنہم کہ بادشاہی + کسی نمیتوانم کہ حکایتے
تو گویم + ہمہ جانب تو گیرند تو ہمان کنی کہ خواہی + روایت ہی کہ شدت مرض مین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور اپنی رحلت کا احوال سُنایا حضرت سیدہ نے شور
واویلا شروع کیا اور کہا وَا اَبَتَاہُ وَامُدِیْنَاہُ خَرِبَتِ الْمَدِیْنَۃُ افسوس مدینہ خراب ہوا انصار اور اصحاب
حال دیکھکر نہایت حیران اور سراسیمہ ہوکے گرد مسجد کے جمع ہوئے اور گریہ وزاری سے شور قیامت برپا کیا
حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضطراب اور بیقراری اصحاب کی سنکر مسجد مین تشریف لائے اور بلال
سے فرمایا کہ کوچہ وبازار مین منادی کرے تا وصیت واپسین سے کوئی شخص محروم نرہے بلال روتے ہوئے
بازار مین آئے اور آواز دی کہ اے لوگو آج نبی آخر الزمان کی آخری وصیت ہے جو کوئی یہ آخری وصیت
سنا چاہے تو مسجد مین حاضر ہووے نہین تو پھر رسول کہان اور یہ وصیت کہان پس تمام مسلمان یہ خبر سنتے ہی
اپنی اپنی دکانین چھوڑ چھوڑ روتے ہوئے مسجد کو چلے اسقدر خلقت جمع ہوئی کہ صحن مسجد مین قدم رکھنے کی جای باقی
نتھی سید عالم مسافر ملک عدم نے بعد حمد وسپاس حق تعالی کے فرمایا لوگو عنقریب کوچ کیا چاہتا ہے دنیا سے
نبی تمہارا وصیت کرتا ہون مین اس بات کی کہ اگر کسیکو مجھ سے کچھ ایذا پہونچی ہو آج بے تکلف ظاہر کرے کہ
ابھی انتقام اوسکا ممکن ہے تو مین بفراغ خاطر ملک بقا کو روانہ ہون اور یہ خیال نکرے کہ انتقام لینا رسول
سے نامناسب ہے کسواسطے کہ فضیحت عقبی سے رسوائی دنیا کی بہتر ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ
مین منافق ہون کسی نے عرض کیا کہ مین دروغگو ہون کثیر النوم ہون آپ نے سبکے واسطے دعا فرمائی
اتنے مین عکاشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت نے ایک منزل مین بسبب میری پیٹھ پر تازیانہ مارا تھا
مجھے انتقام اوسکا ہرگز منظور نتھا لیکن ہرگاہ حضور نے اسقدر اصرار فرمایا اظہار اس بات کا ضرور ہوا
آپ نے فرمایا رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا عُکَاشَۃُ انتقام چاہتا ہے اوسنے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ حضرت سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا کہ فاطمہ کے گھر جا اور وہ تازیانہ کہ اکثر لڑائیون مین ہمارے ساتھ
رہتا تھا اوٹھا لا بلال افتان وخیزان صد گونہ بیقرار اپنے جینے سے بیزار روتے ہوئے جناب سیدہ کے
گھر سے وہ تازیانہ حضور مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تازیانہ عکاشہ کو حوالہ فرمایا اور
صحن مسجد مین بیٹھکر فرمایا اے عکاشہ رحمت خدا نازل ہو تمپر بے رو ورعایت اپنا انتقام لے عکاشہ تازیانہ لیکر

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض سے نہایت
بیقراری تھی بستر بیماری پر بار بار کروٹین بدلتے تھے اور کراہتے تھے اور اکثر اوقات فرماتے تھے مع
الَّذِينَ أَنْعَمَتْ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ اور کبھی
فرماتے تھے هُوَ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہین کہ ایک دن حالت شدت مرض
مین حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواص اصحاب کو حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے گھر بلایا جس دم
ہم لوگونکو دیکھا نہایت شفقت اور عنایت سے ہماری غربت اور بیکسی پہ نظر کرکے رونے لگے اور فرمایا
مَرْحَبًا بِكُمُ اللهُ وَجَمَعَكُمُ اللهُ حَفِظَكُمُ اللهُ هَدَاكُمُ اللهُ سَلَّمَكُمُ اللهُ رَزَقَكُمُ اللهُ
اے لوگو ہمارے اور تمہارے ایام فراق کے قریب آپہونچے اور جلد رخصت ہوا چاہتا ہے نبی تمہارا
اس جہان سے اصحاب نے یہ حال سنتے ہی گریہ و زاری سے شور عظیم برپا کیا اور پوچھا یا رسول اللہ آپ کب
انتقال فرمائینگے فرمایا بہت قریب عرض کیا یا رسول اللہ آپکو غسل کون دیگا فرمایا مردان اہل بیت جو قریب
ہون پوچھا یا رسول اللہ کفن کس کپڑیکا دیا جاے فرمایا یہی لباس جو میرے بدن پر ہے کفایت کرتا ہے اور
جو چاہو حلل یمنی خواہ مصری یا اور کوئی کپڑا سفید جیسا چاہو پوچھا یا حبیب اللہ نماز جنازہ کی کون پڑھاوے
اتنے مین کسی سے ضبط گریہ نہو سکا سب کے سب بے اختیار رونے لگے جناب رسالتمآب بھی نہایت شفقت سے
آبدیدہ ہوئے اور فرمایا صبر کرو رحمت خدا نازل ہو تم پر اے لوگو جسوقت مجھے نہلا کر کفنا کر قبر کے پاس رکھکر
ایک لحظہ علیحدہ ہو جاؤ پہلے میرا پروردگار آپ رحمت خاص بھیجیگا نزول اجلال فرمائیگا پھر میری جنازیکی جبرئیل
نماز پڑھیگا پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت مع افواج کے بعد اسکے مردان اہل بیت پھر عورات اسکے بعد
تم لوگ سب فوج فوج ملکے نماز میری جنازیکی پڑھتے جاؤ اور جو شخص پیروی میرے دین کی کرے تا قیامت
سلام میرا اوسکو پہونچاتے رہو عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہین کہ ایکدن مین حالت مرض مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تپ اس شدت سے تھی کہ بدن مبارک پر ہاتھ نرکھہ سکا ابو سعید
سے روایت ہے کہ شدت اور حرارت تپ کی چادر کے اوپر سے محسوس ہوتی تھی اور کوئی ہاتھ
نرکھہ سکتا تھا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل امین آئے اور کہا
یا رسول اللہ خدا ے تعالی بہت بہت سلام فرماتا ہے اور مزاج کا حال پوچھتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر مرضی مبارک
دنیا مین رہنے کی ہو تو کچھ مشکل نہین ابھی شفاے کامل عنایت کردون والا اپنے جوار رحمت اور مغفرت مین

خطاب آیا کہ ہرگاہ آپ اس امت کی ساتھ اتنی محبت رکھتے ہین کہ مغفرت اونکی اپنے مان باپ پر مقدم سمجھی
ہے تو بھی آمرزش آپکی امت اور آپکی والدین کی بخشایش منظور فرمائی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
استدعا از درجۂ قبولیت کا پایا تب خلعت رخصت کا عنایت ہوا خواجۂ کائنات خزائن برکات اور مراحم تحیات
سے مالامال ہوکے تشریف لائے زنجیر حجرہ بدستور ہلتی تھی اور بستر استراحت اوسیطرح گرم تھا صبح کو حال معراج
کا بیان فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا صَدَّقْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ خطاب صدیق اکبر کا پایا اور ابوجہل نے
کہا کذّبت وہ زندیق مشہور ہوا یارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ +
بھیج اے رب مرے درود و سلام + برگزیدہ نبی پر اپنے مدام + **بیان وفات** سرگردانی قلم شکستہ
نگار کی تحریر واقعۂ وفات خواجۂ عالم علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات سے اسقدر ہے کہ ہر حرف
تازہ رقم ہجوم رنج اور غم سے آلودۂ خاک اور ہر سطر پیچ و خم مین السطور سے سینہ چاک ہے مقام عبرت ہے
کہ جسکے واسطے حضرت آدم اور ملائکہ بیحد و ہزار عالم عالم ظہور مین آیا ہو دنیا مین نرہے پس اور کوئی اس تیرہ
خاکدان وحشت سرا مین کیا ارادہ قیام کا کرسکتا ہے خامہ ژولیدہ و بیان زبانوں ندامت سے سر نہین اوٹھا سکتا
کہ ابھی حال ولادت خواجۂ کائنات کا زبان پر تھا اور کون و مکان زمین و آسمان سے آوازۂ تہنیت بلند تھا
اب واقعہ جگر گداز وفات کس زبان سے بیان کرے لیکن جو حدیث نبوی حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ مرہم
زخم جگر ہے ضرور ہوا کہ کچھ حال اس سانحہ قیامت خیز کا بھی بیان کیا جاوے روایت ہے کہ ہجرت کے دسوین برس
جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کیا اور احکام دین کی تلقین فرماکے کلمات رخصت کے فرمانے لگے
کہ شاید آیندہ سال مین پھر اتفاق حج کا نہو اسیواسطے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اسی سال مین
سورۂ اِذَا جَآءَ نازل ہوئی آپ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ اللہ تعالی مجھے خبر رحلت کی دیتا ہے اس جہان سے جبرئیل نے
کہا یا رسول اللہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی آخر حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ مین تشریف لائے
اہل بقیع اور شہدائے احد کیواسطے دعای مغفرت فرمائی پہلے میمونہ خاتون کے گھر مین درد سر لاحق ہوا جب
مرض کی شدت ہوئی ازواج مطہرات عیادت کو بیٹھے وہین حاضر ہوئین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبکی طرف دیکھکے
فرمایا کل مین کہان ہونگا سب نے دریافت کیا کہ شاید عائشہ رض صدیقہ کے گھر تشریف رکھنا منظور ہے تمام ازواج
مطہرات اسی بات پر راضی ہوئین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوسی شدت مرض مین اہل بیت کی
۴۰ دستیاری سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مین تشریف لائے اور دوسرے کی کمال شدت تھی

ستر ہزار کوہ آتشین ہر کوہ مین ستر ہزار جنگل آگ کے ہر ایک جنگل مین ستر ہزار غار شعلہ اور ہر غار مین ستر ہزار شہر
آتش ناک ہر شہر مین ستر ہزار قصر سوزان ہر قصر مین ستر ہزار سرای شرر ریز ہر سرای مین ستر ہزار خانہ اخگر بیز ہر خانہ
مین ستر ہزار صندوق آتشین ہر صندوق مین ستر ہزار طرح کا عذاب تھا ستر ہزار دریای آتش ہزار ون ہزار جوش
وخروش کے ساتھ جاری دیکھے کہ اگر ساتون آسمان وزمین ایک دریا مین غرق ہوجائین اور تمام فرشتے
ہزار برس تک جستجو کرین نام ونشان اونکا پیدا نہو حضرت سید عالم شفیع اعظم نے یہ حال دیکھکر مالک سے
پوچھا کہ یہ طبقہ کسکے واسطے تجویز ہے مالک نے کچھ جواب ندیا پھر استفسار فرمایا اوس نے شرم سے سر جھکالیا
جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ مالک اس کے اظہار مین حضور سے شرماتا ہے فرمایا بے تکلف بیان کرے شاید
آج کچھ تدارک اسکا ممکن ہو مالک نے کہا یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین یہ طبقہ آپ کی امت گنہگار کیواسطے ہے
آپ اپنی امت کو کثرت جرائم سے منع فرماوین ورنہ مجھے طاقت تخفیف عذاب کی نہوگی اور حضور سے
محجوب ہونگا پس خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ حال سنتے ہی گریان ہوئے اور عمامہ مبارک سر سے
جدا کرکے مناجات کرنے لگے کہ خداوندا لوگ میری امت کے بہت ضعیف اور ناتوان ہین متحمل اس عذاب
شدید کے کیونکر ہونگے بے نیازا تونے مجھے تاج شفاعت کا عنایت فرمایا بندہ نوازا مجھے تونے شفیع عاصیان
مقرر کیا ہے تو غفور ورحیم ہے اب شرم وآبرو میری تیرے ہاتھ ہے چشم مبارک سے قطرات اشک متصل
جاری تھے جبرئیل امین اور ملائکہ مقربین حضرت کے ساتھ مناجات مین شریک تھے ناگہان خطاب آیا کہ اے
حبیب رب العالمین واے شفیع المذنبین آپ ہرگز ملول اور رنجیدہ خاطر نہون قیامت کے دن آپکی شفاعت
سے انکی لوگ بخشونگا کہ آپ مجھسے راضی اور خوشنود ہو وینگے حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا
کہ خداوندا قسم ہے تیری عزت وجلال کی اگر ایک شخص بھی میری امت کا اس طبقہ مین ہوگا مین ہرگز راضی
نہونگا اور جبتک تمام عاصیان امت میرے ساتھ نہونگے بہشت مین نہ جاونگا حکم آیا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ
رَبُّكَ فَتَرْضٰى بعد اوسکے مان باپ کا عذاب جیسا کہ کتاب معارج النبوۃ مین لکھا ہے ظاہر اتھا مشہور
کیا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک یہ واقعہ صعب دیکھکر نہایت مجروح ہوا قطرات اشک بے اختیار
آنکھون سے جاری ہوئے بارگاہ احدیت سے ندا آئی حبیب میرے دو باتون سے ایک بات اختیار
کیجیے یا مغفرت مان باپ کی مقرر رکھیے یا بخشایش امت عاصی کی منظور فرمائیے حضرت رحمۃ للعالمین بہت روئے
اور عرض کیا خدایا مین نے شفاعت اور مغفرت امتان گنہگار کی اختیار کی اور مان باپ کو تیری مرضی پر چھوڑا

تا کہ وہ ماہ کرے میری طرف مڑ کے نگاہ	میں بھی پہونچونگا یہ کہتا ہوا انشاء اللہ
انبیاء دیکھکر وہ حسن و جمال مدنی	سب کہینگے کہ عجب شان ہے اللہ غنی
آج عشاق کی بگڑی ہوئی سب بات بنیگی	آج ہی دیگی مراد انکو غریب الوطنی
مرحبا سید مکی مدنی العربی	دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
شہ نے فرمایا کہ اے شمع شبستان قدم	تیری دیدار سے جان تازہ ہے اور دل خرم
آپ کرتے تھے دعا غوث کی تحقیق بہم	عرض کرتی تھی یہ آداب سے غوث الاعظم
حق نے بخشی ہے تجھے جنت و دوزخ کی کلید	ہے وثیقہ تری مختاری کا قرآن مجید
روز محشر تری عشاق کے حق میں ہے عید	کیونکہ ہے عام یہاں سبکو لیے رخصت دید
	مرحبا سید مکی مدنی العربی

مرحبا سید مکی مدنی العربی	دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
اسکا ہمسر کوئی گل ہے نہ ہے سرو چمنی	ختم اس قامت رعنا پہ ہے گل پیرہنی
فرش سے عرش تلک ہوگی عجب نعرہ زنی	جب یہ کہتے ہوئے اٹھینگے اویس قرنی
پہونچے جب عرش کے نزدیک شہنشاہ امم	غوث الاعظم کی جھکی گردن جانب قدم
میری فرزند تو ہے نور نگاہ عالم	دین و دنیا کی بنا تجھسے ہوئی مستحکم
مرحبا سید مکی مدنی العربی	دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
جامہ حسن پنہایا تجھے تقطیع و برید	تیری ہی قد پہ ہوئی ٹھیک قبائے توحید
کوئی آنکھوں کا قتیل اور کوئی ابرو کا شہید	یہی کہتا ہوا پہونچیگا قریب اور بعید
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی	

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلہم
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام

راوی لکھتا ہے کہ جب حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہونچے تو عرش کی جانب راست بارہ منبر اور جانب چپ ایک منبر عظیم مرصع انواع جواہر سے دیکھکر احوال منبروں کا پوچھا خطاب آیا کہ داہنی طرف کے منبر اور پیغمبروں کے واسطے ہیں اور منبر جانب چپ آپ کیواسطے ہے بہشت عرش کے داہنی طرف اور دوزخ بائیں طرف واقع ہے منبر جانب چپ آپ کے لیے اسواسطے تجویز ہوا کہ قیامت کے دن آپ اس منبر پہ جلوس فرمائیں اور دوزخیوں کا گذر اسی طرف سے ہووے اگر احیاناً کوئی آپ کی امت سے شامل ہو جاوے تو آپ اوسے نکالکر شفاعت کریں حبیب میرے مجھے ہرگز منظور نہیں کہ تمہاری امت کا کوئی متنفس مبتلائے عذاب ہو بعد اس کے ارشاد ہوا اے محمد التجا جبرئیل کی جو تمہاری امت کے واسطے پل صراط پر اپنے بازو بچھانے کی تمنا رکھتا ہے بھول گئے عرض کیا خداوندا تو دانا اور بینا تر ہے فرمایا ہمنے التماس اوسکی قبول فرمائی پھر ید قدرت آپ کے سینہ فیض گنجینہ پر رکھکے علم اولین اور آخرین تعلیم فرمایا من بعد سیر بہشت کے لیے حکم ہوا وہاں کی نزہت چمنوں کی طراوت طرح طرح کے قصر و ایوان انواع انواع کے کوشک اور مکان اقسام اقسام کے نعماء بہشت ملاحظہ فرماکے شکر خدا بجا لائے پھر دوزخ کے دیکھنے کو متوجہ ہوئے حرارت اور کلفت کی تا دیر ملاحظہ فرماتے رہے طبقۂ اول کے بہ نسبت اور طبقات کے عذاب میں کچھ کم تھا لیکن الامان

کوئی دعوتگی نہین بنتی ہی مجھسی کیب
مرحبا سید مکی مدنی العربی
روز ہم پہ تبسم آنکھونسی لگایا کرتی
آپکو تخت زمرد پہ بٹھایا کرتی
پوچھا جبرئیل سے یون حورنکی دربانگمن
گفت شیعو کی کہ بدل داشتم ایشان برمن
مرحبا سید مکی مدنی العربی
شہپر فردوس کی رکھی کہین آدمنی سبیل
روح پر روح لگی کرنی براہ تعجیل
نور کا ہر شجر خلد نی جامہ پہنا
عوض اوراق طول مین نخل تہا منور الیسا
مرحبا سید مکی مدنی العربی
سب لگی کہنی کہ ہی سایہ ذات یکتا
واہ کیا حسن ہے کیا شان ہی اصل علا
تھا زبانونپہ فرشتونکی محمدؐ کا نام
شام سی صبح ملک صبح سی لیکر تا شام
مرحبا سید مکی مدنی العربی
چاندنی پرچہ بنایا تھا ستارونکا کام
ملک و جن و بشر کرتی تھی جھکجھک کے سلام
اس طلب کرنیسی مطلوب کے مطلب تھا
ملگئے دونون جہان دوش او قدم کی دریا
مرحبا سید مکی مدنی العربی
انبیا شرمندہ دیدار سی ہو کر آگاہ

کرامت کی مکانونکی دکھاؤن ترتیب
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
پیشوائی کی لیے دہوم مچایا کرتی
سامنی ہم پہ یہ کھڑی ہو کے سنایا کرتی
قال جبرئیل ہمی جاہین وحسن
دل من داند و من دانم و داند دل من
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
کہ ابھی اسی گذریگا وہ فرزند جمیل
جب ہوا نغمہ سرا صور مین یون اسرافیل
لعل کی پیپوسی پھولا تھا تو موتی سی پھلا
کہ یقین سبکو تہا ہی نور کی سانچی مین ڈہلا
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
آدمی ہمنی تو اس حسن کا دیکھا نہ سنا
وجد کے حال مین پہر جھوم کی رضوان بولا
کوئی چومی تہا رکاب اور کوئی تھامی تھا لگام
روز خواری اوچھالتی تھی چھلکتی تھی جام
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
ماہ کو حسن ملاحت سے ملی شہرت عام
حور و غلمان کی زبانونپہ تہا جاری یہ کلام
تا سمجھ لین کہ وہی جلوہ ہی جلوہ انکا
فرق کچھ طالب و مطلوب مین باقی نہ رہا
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
سب ادہر کو جلو کی لیے ہونگی ہمراہ

ناگہاں آنی لگی کانون مین آواز عجب
حورین کہتی تھین کہ ہم لینی کو جایا کرتی
رخ گلگونسی عرق پونچھ کی لایا کرتی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
قال واللہ لقد جاء بوجہ حسن
گاہ آنکھونسی لگاتا تھا و گاہ دامن
جب چلی چاند مدینہ کا سوی رب جلیل
فرش خلعت کا بچھاتی تھی کسی جا پہ خلیل
مرحبا سید مکی مدنی العربی
شاخ مرجان مین ہر ایک لگا تھا پتا
اور ہر ایک شاخ پہ اک مرغ خوش الحان بیٹھا
اونگلیان اوٹھنی لگین دوسی وہ آپہنچا
آدمی ہوتا تو اس ماہ کی سایہ ہوتا
مرحبا سید مکی مدنی العربی
مانگتی جاتی تھین حوران بہشتی انعام
حوض کوثر پہ ہوئی جمع سب خاص و عام
مہر نے فرش تمامی کا بچھایا جو تمام
مرکب اندر تحمل سی اوٹھاتا تھا گام
مرحبا سید مکی مدنی العربی
قاب قوسین کا عقدہ شب وصل کھلا
جب عیان وصل کا اسطور سے نقشہ اوبھرا
جسطرح گھر مین ملاتا ہو دلہن کو نوشاہ
سارے خوبان جہان دیکھکر بولینگی واہ

عرض کی زنگایون جاکی سواری کو قریب
آپ ہر روز اسی طرح سی آیا کرتے
اپنی کپڑونکو پسینی مین بسایا کرتی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
اوسکی پہر کھولدیا قفل در چرخ کہن
اور کبھی کہتا تھا قدمونپہ جھکا کر گردن
بجھ گئی مہر درخشان کی فلک تک قندیل
کہین یوسف تھے کھڑی اور کہین اسمعیل
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
جسمین یاقوت کہین اور کہین ہیرا تہا جڑا
دمبدم ولولہ شوق سی تھا نغمہ سرا
گردنین جھکنی لگین سجدے کی خاطر ہر جا
جسکے سایہ نہو وہ نور خدا ہی بخدا
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
انبیا بھیجتی جاتی تھی درود اور سلام
جام سی قلقل مینا کا یہ تھا طرز کلام
بادہ نور سی لبریز ہوا اوسکا جام
نہ تو آہستہ ہی چلتا تھا نہ تھا تیز خرام
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
دو کمانین جو ملین دایرہ وصل بنا
پیہم آنی لگی تب پردہ وحدت سی صدا
روز محشر طلب اوس کو کریگا اللہ
دلسی عشاق جگر خستہ کی نکلی گی آہ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

چو نوید مقدم شاہ دین برسید بر فلک برین
پے سجدۂ قدم مبین مہ و مہر شد ہمہ تن جبین

ملک و بشر فلک و زمین ہمہ شادمان و طرب گزین
لب جبرئیل بذکر این کہ جناب سید مرسلین

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

دل و جان من بہ فدای تو سر و دیدہ وقف ہوای تو
چہ کسی کہ بہر لقای تو شدہ اشتیاق خدای تو

ز سپہر تا بسرای تو ہمہ نور شد بضیای تو
چو بلامکان شدہ جای تو دل عرش گفت ثنای تو

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

بشگفت غنچہ چمن چمن چو شنید نکہت پیرہن
شدہ زر و شمع در انجمن چو بدید روی شہ زمن

بزبان نمیرسد از دہن مگر این سخن مگر این سخن
کہ ز پردۂ فلک کہن رسد این ترانہ بگوش من

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

چو فتادہ غلغلہ بر سما کہ قریب آمدہ مصطفیٰ
خضر و مسیح برہنہ پا بدویدہ پیش کہ مرحبا

چہ ملک چہ حور چہ انبیا ہمہ تن زبان پی دعا
لب ہر فرشتہ جدا جدا بہمین ترانہ شدہ آشنا

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

شب وصل برقعۂ دلکشا چو کشادہ از رخ جانفزا
ز خودی گذشتہ و خویش را چو خودش ندید بجز خدا

نظر و نظارۂ دلربا دل و ہمکنار رہے مدعا
چو نصیب گشت درین لقا ز فلک بلند شد این صدا

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

ترجیع بند

قد رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن	سرمگین آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون	وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبین پر وہ شکن	اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن
وہ عبا عربی اور وہ نیچا دامن	دلربایانہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن	مردہ بھی دیکھ لے تو کرے چاک گریبان کفن	اوٹھ چلی قبر سے بیتاب زبان پر یہ سخن
مرحبا سید مکی مدنی العربی	دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی	آمد آمد کی جو افلاک پہ پیہم تھی دھوم	عرش پر مرتبہ بس شوق سے جاتا تھا جھوم
پاؤں رکھتا تھا جہاں ناز سے وہ صحن حرم	او سجگہ آنکھ بچھاتی تھی تمنا بہجوم	اور ہر نقش قدم پر تھا فرشتوں کا ہجوم	کوئی رکھتا تھا جبین اور کوئی لیتا تھا چوم
کوئی کرتا تھا ادا عشرت و شادی کی رسوم	اور کسی نغمہ سے ہوتا تھا یہ مضمون مفہوم	مرحبا سید مکی مدنی العربی	دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
غل ہوا سیر کو فردوس کے آتے ہیں حبیب	بولا رضوان کہ بھلا میرے کہاں تھے یہ نصیب	پیشکش کیا کروں اوس شاہ زمن کے میں غریب	صدقہ آپ کا ہے جو خلد میں ہیں حور عجیب

معطر ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین کہ ملائکہ پس وپیش ہین ویسا رسی جوق جوق مسجد الحرام تک ہمرکاب ساتھ گئی جسوقت ارادہ بیت المقدس کا ہوا جبرئیل نی رکاب تھامی اسرافیل نی غاشیہ دوش پر رکھا مجھے اونکی عظمت سے حجاب آیا اور اونسے عذر کیا اسرافیل نی کہا یا حبیب اللہ مین نی آج کی غاشیہ برداری ہزارون برس کی عبادت سے خرید کی ہی یعنے چند ہزار سال عرش کے نیچے عبادت کی حکم ہوا کہ خدمت تیری قبول ہوئی انعام کیا چاہتا ہے عرض کیا کہ تمام انعام اس عبادت کا اوس صاحب دولت کی امت کو جسکا نام تونی اپنی نام کی پاس لکھا ہے بخشا صرف اسقدر تمنا ہی کہ ایک ساعت اوسکی زیارت نصیب ہو ارشاد ہوا کہ ایک رات اوسکو تقرب اور مرتبہ اختصاص عنایت ہوگا اوسکی غاشیہ برداری کی خدمت تجھکو دیجائیگی یا رسول اللہ یہ وہ خدمت ہی کہ مجھے ہزارون سال کی محنت اور ریاضت کی عوض عنایت ہوئی غرض کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس سی عجائب غرائب آسمانون کی ملاحظہ فرماتی ہوئی سدرۃ المنتہی تک پہونچی جبرئیل اپنی مقام سی رخصت ہوئی اور کہا بیت اگر یک سر موی برتر پرم + فروغ تجلی بسوزد پرم + اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے یہ تمنا ہی کہ قیامت کے دن اپنی بازو پل صراط پر بچھاؤن اور آپ کی امت کو باسانی اوتارون پس آپ سدرۃ المنتہی سی تنہا چلے ہزارون پردی حجاب کی طے گئے یہانتک کہ براق بھی رفتار سے رہ گیا تب رفرف آیا وہ بھی عرش تک پہونچاکر غائب ہوا ناگہان ابر نور الہی نے شہنشاہ زمین و زمان سید دو جہان سیاح لامکان کو آغوش رحمت مین لیکر مستوا تک پہونچایا اور جناب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ مقام دنی فتدلی کو فائز ہوکر مورد اختصاص فَاَوْحٰے

اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰے اور مصدر خصوصیات مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کے ہوئی دیکھا جو دیکھا سنا جو سنا

زسپہر کرد چنان گذر کہ ز شیشہ میگذرد نظر
نہ بپا زرفتن رہ اثر نہ برخ غم نہ بجان ضرر

نہ بجان سری نہ زول خبر نہ ملک رسیدہ ونی بشر
تو عروج پایۂ او نگر کہ کجا رسیدہ بیک نظر

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

چو رسید خواجہ دران مکان ہمہ راز گشت بر و عیان
چہ عیان گہ گشت بر و عیان چہ نہان کہ بود ہمہ نہان

پس پردہ خالق انس و جان بسرور وصل شہ شہان
نہ برای زمزمۂ بیان بملک اشارہ کند کہ عیان

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

زبہار حسن رخ نکو چمنے شدہ ہمہ کو بہ کو +
نہ اشارتے و نہ گفتگو نہ سراغ راہ ز نہ تجو

چو چہ آمدہ آرزو بخضر بگفت خدا اے او
لب سلسبیل بکن وضو بر سان نوید بجا رسو

علیہ وسلم نے التجا اوسکی قبول فرمائی یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ
بھیج ای رب میری درود وسلام + برگزیدہ نبی پہ اپنی مدام + صاحب تحفۃ القادریہ لکھتی ہین کہ وہ براق خوشی سی پھولا
نہ سمایا اور اتنا بڑھا اور اونچا ہوا کہ صاحب معراج کا ہاتھ زین تک اور پانون کا رکاب تک پہونچا ارباب معرفت
کی نزدیک اس معاملہ مین عمدہ تر حکمت یہ تھی کہ جسطرح آجکی رات محبوب بیناد دولت وصال سی فرخ حال ہوتا ہے
اوسیطرح محبوب کا محبوب بھی نعمت قرب خاص اور دولت اختصاص و ولایت مطلق اور غوثیت برحق اور قطبیت
اور اصطفا اور محبوبیت مجد وعلا آج ہی مالامال کر دیا جا چنانچہ صاحب منازل اثنا عشریہ بھی تحفہ القادریہ سے لکھا ہی کہ اوسوقت
سید دو سرا کی مرشد ی و ملجای قطب الاکرم غوث الاعظم غیاث الدارین غوث الثقلین قرۃ العین مصطفوی نور دیدۂ مرتضوی
حسینی الحسنی سرو حدیقۂ مدنی نور الحقیقۃ والیقین حضرت پیر دستگیر شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی
روح پاک نی حاضر ہو کر گردن نیاز صاحب لولاک کی قدم مبارک پا اعجاز کی نیچی رکھدی اور اس طرح عرض کیا غزل

برسر دیدہ ام بنہ ای منازنین قدم	بود دلبر تو من خیض قدم ازین قدم	دیدہ اہل آرزو فرش رہ است چارجر	تا منہد بکوی او ناز تو برزمین قدم
ای دل و جان فدای تو کعبہ بسر سرم تو	عرش نہ بر پای تو بہشت اولین قدم	گشت کلیم راندا الفش بکن زپا جدا	دررہ عشق موسیا پیش بنہ چنین قدم
عرش بہ بہشت التجا کرد کہ توز عرش پا	بہر خدا مکن جدا ای بت مہ جبین قدم	یار من ای نگار من رنگ من و بہار من	کفش تو افتخار من چشم مست و من قدم

خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گردن غوث الاعظم پہ قدم رکھکر براق پر سوار ہوئی اور اوس روح پاک سی استفسار کیا کہ تو
کون ہی عرض کیا کہ مین آپکا فرزند ہون اور ذریات طیبات سی ہون اگر آجکی نعمت سی کچھ منزلت بخشی گا تو آپکی دین کو زندہ کرونگا فرمایا
کہ تو محی الدین ہی اور جسطرح آج میرا قدم تیری گردن پہ ہی کل تیرا قدم اولیا اللہ کی گردن پر ہوگا یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ
دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ بھیج ای رب میری درود وسلام + برگزیدہ نبی پہ اپنی مدام
نقل ہی کہ جب خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر چلے جبرئیل میکائیل مع فرشتگان ہمراہی یمین و یسار سی جلو ریز
سعادت اور زبان حال سی اسطرح نغمہ سنج مسرت تھی ابیات نہ در وسعت گنجی نہ بدیدہ می در آئی + ہمہ شان کبریائی
ہمہ جلوۂ خدائی + نہ شریک با سوائی نہ ز ما سوا جدائی + ہمہ تن تمام جانی ہمہ نور در قبائی + تو بطور از رخ خود چو نقاب
بکشائی + ز کلیم دلربائی بکمال دلربائی + تو بعرش گر خرامی باداہی دلستانی + ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی
اور اوس رات کو ستر ہزار فرشتی جانب راست اور اتنی ہزار جانب چپ ہر ایک فرشتہ عرش کی نور سی ایک ایک شمع
ہاتھ مین لیے کھڑا قدم قدم پہ روشنی دکھاتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گیسوی مشک فشان سی چہرۂ درخشان
ایک دوہی نور کا عالم دکھلا رہا تھا اون شعلون کی نور سی عرصہ بطحی منور اور اون گیسوؤن کی خوشبو سی دماغ قدسیان

سلہ مصنف کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ یہ بیان علما ظاہر کے مذاق کے خلاف ہے لیکن حضرت مجدد کرام اور مشائخ عظام کی دل سے پوچھا جائے کہ جا بجا میں بیان ہے جو صاحب وجد وحال ہیں اور انکی ملفوظات ان بیانوں سے مالا مال ہیں اور ہمارے نزدیک کلام اون حضرات کا پورا سند ہے

اوا کی بعد اسکے جبرئیل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلۂ نور بہشتی پہنایا اور عمامہ نورانی کہ جسکو رضوان نے پیدایش آدم سے سات ہزار برس پیشتر مخصوص آپ ہی کیواسطے تیار کیا تھا اور چالیس ہزار فرشتے اوسکے گرد کھڑے ہو کر ونہات تسبیح اور درود پڑھا کرتے تھے اور وہی چالیس ہزار فرشتے اوس عمامہ کے ساتھ آئے تھے آپ کے سر مبارک پر باندھا کہتے ہین کہ اوس عمامہ مین چالیس ہزار نقش ہر نقش مین چار خط تھے خط اول مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تھا دوسرا مُحَمَّدٌ نَبِیُّ اللّٰہِ تیسرا مُحَمَّدٌ خَلِیْلُ اللّٰہِ چوتھا مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ اللّٰہِ غرض وہ عمامہ سر پر رکھکے ردای نورانی اوڑھائی اور نعلین سبز پایہ مبارک مین پہنائی پٹکہ یاقوت سرخ کا کمر سے باندھا تازیانہ سبز زمرد کا ہاتھ مین دیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل کے ساتھ بیت الحرام سے باہر آئے جسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براق کو دیکھا آبدیدہ ہوئے خطاب آیا کہ اے جبرئیل یہ وقت عیش و کامرانی کا ہے میرے حبیب سے پوچھہ کہ ایسے وقت مین سبب رنج وملال کا کیا ہے آپ نے فرمایا جبرئیل آج مجھے خلعت سرفرازی کا عنایت ہوا ہے براق سواری کو آیا ملائکہ مقربین استقبال کو آئے آہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے ننگے بوجھہ گناہون کی گردن پر رکھے ہاتھ مظلومی اور بیکسی کا پھیلائے بیچارے مصیبت کے مارے اپنی قبرون سے نکلینگے پچاس ہزار برس کی راہ قیامت اور تیس ہزار برس کی راہ پل صراط باریک تاریک دوزخ پر کھچی ہے یہ غریب فقیر بے بضاعت بے نقد مسافت قطع کیونکر کرینگے اور کسطرح قدم اوٹھائینگے جبرئیل ہرگز شرط مروت اور طریقہ شفاعت مقتضی نہین کہ مین آج ان بیچارونکا غم غربت و بیکسی بھول جاؤن اور بخوشی وشادمانی براق پر سوار ہون حکم آیا کہ اے رحمۃ للعالمین آپ اسکا ہرگز رنج نہ کیجیے جسطرح آج آپکو در دولت پر براق بھیجا ہے قیامت کے دن آپکی ہر ایک امت کی قبر پر ایک ایک براق بھیجونگا اور سبکو سوار کر کے طرفۃ العین مین راہ قیامت اور پل صراط طے کروا کے بہشت مین لاؤنگا پس خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کے سوار ہونے لگے براق نے شوخی شروع کی جبرئیل نے کہا اے کیا بیحرمتی ہے تو نہین جانتا کہ تیرا راکب کون ہے خلاصۂ ہیجدہ ہزار عالم سلالۂ اولاد آدم مطلع انوار سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی مخزن اسرار فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی عالم علم اَدْنٰی فَتَدَلّٰی والی حرم قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی طبیب بیماران گناہ حبیب بیچاران سحرگاہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ہین براق نے کہا اے امین وحی الہی اے مہبط الہام ناتمنا ہے تم اسوقت خفگی مت کرو مجھے رسول مقبول کی جناب مین ایک التماس ہے فرمایا بیان کر عرض کیا آج مین دولت زیارت سے مشرف ہون کل قیامت کے دن مجھسے بہتر بہتر براق آپکی سواری کیواسطے آئین گے امیدوار ہون کہ حضور سواے میرے اور کسی براق کو پسند نفرمائین حضرت صلی اللہ

گردون رکاب سبک شتاب بادپاے آتش زاے آب رفتار عنبرین غبار تیز ہوش سرعت کوش چابک عنان مشک فشان زرین نعل ترکش لعل غاشیہ نور باشیہ حور ابریشم رگ اندیشہ تگ مدور کفل معطر بغل مشتری دعا ماہ خورشید قوائم نظر بر قدم بصر بر قدم صبا رفتار طائر گردار تفسیر زاد المذکرین سے روایت ہے کہ ہر عضو اوس براق صبا رفتار کا جواہرات بہشتی سے بنایا گیا سر اوسکا مروارید یکدانہ کلان کا اور کان اوسکے زبرجد سبز کے پیشانی یاقوت سرخ کی جسپر بخط نور لکھا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور آنکھین لعل شب چراغ کی مریخ کی طرح چمکتی ہوئین ناک کہربای رخشان کی اور لب پارۂ مرجان کر دانت موتی کی گردن یاقوت احمر کی پیشانی کے بال مرجان تر کی اور گردن کے بال زعفران تر کی اور جب سر کو جنبش دیتا تو مشک جھڑتی اور پھر پر لینے سے بالون مین نور لہراتا بال بال مین موتی پروئے ہوئے سم جہان رکھا زمین روشن ہوگئی پیٹھ اوسکی سونے کی اور پیٹ چاندی کا ہاتھ پانون زمرد کے اور دم شاخ مرجان کی اور دونون بازو انواع نقش اور نگار اور جواہرات آبدار سے نگارین اور جڑاؤ موتیون سے بہارین سم اوسکی عنبر کے نعل فیروزہ کے حقتعالی نے اوسکو نور سبز سے بنایا اور جو حسن اور خوبیان اور حیوانات کو جدا جدا عنایت کین اوسکو تنہا دین جیسا اوسکے راکب کو سب خوبیان اور پیغمبرون کی یکجا ملین پس جبرئیل نے سب براقون مین سے اوسی براق کو اختیار کیا اور آستانۂ نبوی کی طرف متوجہ ہوئے یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا ۞ عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ بھیج اے رب مرے درود و سلام + برگزیدہ نبی پر اپنے مدام + جسوقت جبرئیل امین خلوت خانہ نبوت کاشانہ مین آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس ادب سے جگا نہ سکے حضرت کے جگانے مین نہایت متامل ہوئے کہ خواب راحت سے بیدار کرنا پاس ادب سے بعید ہے جناب باری سے الہام ہوا کہ جبرئیل نے اپنا منہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاے مبارک پر ملا جو ترکیب جسمانی حضرت جبرئیل کی کافور جنت سے تھی سردی کافور کی گرمی پاے مبارک سے ملی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے جبرئیل کہتے ہین کہ مجھے اپنی ترکیب کا حال پہلے سے دریافت نتھا لیکن بہت متحیر تھا کہ ترکیب کافوری مین کیا حکمت ہے شب معراج کو دریافت ہوا کہ حکیم مطلق نے میری قالب کو کافور سے اسی دن کیواسطے بنایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب روح الامین نے مجھے جگایا اور وصل کا مژدہ سنایا مین نے ارادہ طہارت کا کیا حکم پہونچا کہ اے جبرئیل میری حبیب کیواسطے حوض کوثر سے پانی لا انہون نے بند قبا اور تکمہ گریبان وا نہوا تھا کہ رضوان دو صراحیان یاقوت کی اور ایک طشت زمرد لیکر حاضر ہوا مین نے آب کوثر سے غسل کیا دو رکعت نماز شکرانہ

براق کیواسطے گئے چالیس ہزار براق ایک وضع کے چمنستان خلد مین دیکھے اور ہر براق کی پیشانی پر نام
حضرت محمد کا لکھا دیکھا اونمین سے ایک براق ملول و محزون گوشۂ مرغزار بہشت مین سر جھکائے سیلاب خون
آنکھون سے بہاتا تھا جبرئیل امین نے اوس سے احوال پوچھا کہا چالیس ہزار برس سے نام محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کا سنکے اونھین کے عشق و محبت مین گرفتار ہون کھانے پینے کی خواہش نہین کتاب حیرت الانسان مین
لکھا ہے کہ جسوقت جبرئیل امین بہشت مین آئے تو ستر ہزار شہر براقون کے دیکھے ہر ایک شہر مین نوے ہزار قطار براق
کی نظر آئی کہ شمار اوسکا سواے خدا علیم کے اور کوئی نہین جانتا لیکن اوس براق کو نہ دیکھا جس کی انتخاب کرنیکا
حکم تھا حکم ہوا کہ اے جبرئیل یہ براق سب امتان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور ہمارے محبوب کی براق
تمھارے داہنی طرف ہین جب داہنی طرف دیکھا تو ایک دیوار کہربا کی نظر آئی اوسمین دروازہ بلور کا اور
قفل الماس کا لگا تھا ارشاد ہوا کہ کلید اس قفل کی ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جبرئیل نے کلمۂ طیبہ
پڑھا قفل گر پڑا اور دروازہ کھلگیا اندر جاکے دیکھا ستر ہزار باغ ہین ہر باغ مین ستر ہزار قصر مروارید اور
ستر ہزار ایوان یاقوت اور ستر ہزار خانۂ زمرد اور ستر ہزار سراے مرجان اور ستر ہزار مکان الماس اور
ستر ہزار محل سونے کے اور ستر ہزار گھر چاندی کے ہر مکان کا فاصلہ دوسرے مکان تک ستر برس کی راہ کا تھا
ہر قصر مین ستر ہزار حلقہ براق کے ہر حلقہ مین ستر لاکھ براق تھے ہر ایک اپنے حسن و جمال مین مغرور اور سب
یہ نازان کہ ہم محبوب کبریا احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے ہین اون سبکے پیچھے ایک براق
شکستہ خاطر اور گریان ہے کہ ہم تو ہوئے ان سب براقون کے مین کب اوس سواری کے لائق ہون حکم
پہونچا کہ اے جبرئیل یہی براق ہے کہ اسی ہزار برس سے یہی عجز و انکساری رکھتا ہے ہمکو شکستگی خاطر
اسکی قبول ہوئی جب جبرئیل ع نے اوس براق کو لیا ہر حلقہ سے شور بلند ہوا کہ اے جبرئیل گمان ہمارا غلط ہوا
جبرئیل نے کہا کہ شکر خدا بجا لاؤ کہ اس براق کے ساتھ تم سبھی تھے آواز آئی کہ ہم کسی کو محروم نرکھینگے
حضرت جبرئیل ع نے اوس براق کو آب کوثر سے دھوکر اور انواع زیورات پر تکلف سے آراستہ کرکے ازسرتاپا
مرقع نور کا بنا دیا وہ براق کیسا فلک آشنا ملک سیما آسمان میدان کیوان جولان خورشید پیکر قمر افسر شہاب چشم
بہرام خدم زہرہ جبہت عطارد فطنت جوزا شمائل ثریا حمائل قطب ثبات سہیل حرکات مرصع بال ملمع ایال
عنبرین دم لولو سم سنبل موے قرنفل بوے آدمی روے فرشتہ خوے سراپا نور ریحان حور جنت مرقع کوثر سرع
فصیح زبان ملیح بیان سریع السیر کثیر الخیر تیز گام تند خرام زمردین لجام زبرجدی ستام ستارہ جبین یاقوت زین

واقفان اسرار سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی و دانایان رموز دَنٰی فَتَدَلّٰی اس داستان عجب لایفان کو یون لکھتے ہین
کہ ستائیسوین تاریخ رجب کی دوشنبہ کے دن حضرت ام ہانی کے گھر بعد فراغ نماز عشا کے خواب استراحت
فرمایا کہ چشم نرگسین آشنای خواب و دل بیدار مائل رب الارباب نظر عنایت جانب امتان سینہ کباب کھلتی
تھی ناگاہ حضور کبریاے جلیل سے حضرت جبرئیل کو حکم پہونچا کہ اے روح الامین آج کی رات گوشۂ طاعت
اور زاویۂ اطاعت چھوڑ آج تیری عبادت ایک خدمت کی صلہ مین حضور سے معاف رہتی ہی تسبیح تہلیل
موقوف کر پر طاؤسی بازوی مرصع قدوسی جامۂ نگارین فردوسی اپنے بدن پر آراستہ کر کمر خدمتگاری کی
مضبوط باندھ تاج فرمانبرداری کا سر پر رکھ مروحۂ سعادت ہاتھ مین لے میکائیل سے کہہ کہ پیمانۂ ارزاق کا
ہاتھ سے رکھے ایک ساعت قسمت ارزاق موقوف کرکے تیری ہمراہی کیواسطے آمادہ اور مستعد ہووے
اسرافیل صور ہاتھ سے رکھدے عزرائیل قبض ارواح موقوف کرے آسمان کی نوبتی صدق وصفا کی نوبت
بجاوین فراشان نور چاندنی کا فرش طبقات سموات پر بچھاوین صحن آسمان دنیا کو جاروب شعاع آفتاب
سے جھاڑ کر شیر سحر اور گلاب روز سے دھووین عرش کو لباس زرنگار قدس پہنا و سرمۂ شب قدر کواکب
کی آنکھون مین لگا و رضوان در و دیوار بہشت برین کو آئینہ بندی کرکے چمن چمن روش روش پر طلسم
ندین تجلیات بچھاوے مالک دروازے دوزخ کے بند کرکے حلم اور تسکین کے قفل لگادے حوران خلد برین
صف بصف آراستہ ہوکر انگیٹھیان عود قماری کی سلگاوین غلمان طبق طبق جواہرات گران بہا نثار کے
واسطے لاوین آفتاب نکلنے سے پانی چلنے سے افلاک گردش سے ہوا جنبش سے باز رہے ابراہیم اور
موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام انبیا و مرسلین کی ارواح کو عطریات قدس سی معطر کر کہ ایک مہمان عظیم الشان
کے استقبال کیواسطے مستعد رہین تمام مشارق اور مغارب عالم اور قبور بنی آدم سے عذاب موقوف
کرکے عطر محبت سی معنبر کر اور تو ستر ہزار فرشتے اپنے ساتھ لیکر بہشت عنبر سرشت مین جا وہان سے ایک
براق برق خرام انتخاب کرکے سرزمین مغرب مین وہان قبیلہ قریش مین اونمین سے بنی ہاشم ہاشمیون
مین سے عبدالمطلب کی قبائل مین گذر کر اون مین ایک جوان ہے سرو قد ماہ خد عطارد منظر زہرہ پیکر
آفتاب علم بہرام حشم مشتری دیدار کیوان مقدار سید ابرار اوسکے بالین پر حاضر ہوکے باادب تمام عرض کر
نظم امشب شب قدر تست بشتاب + قدر شب قدر خویش دریاب + آرایش سرمدیست امشب +
معراج محمدیست امشب + الحاصل جبرئیل امین فرمان خداوندی بجالائے اور بہشت مین

گران بہار تہے تو لونگی آپ نے فرمایا کہ جان پدر فاطمہ یہ بات تو محمد کے درد دل کیواسطی دوا نہین ہوسکتی جب
دیکھا کہ پدر کے حضور مین کوئی التجا قبول ہی نہین ہوتی تب تو نگے سر ہو کر خداوند تعالی کے حضور مین مناجات
فرمانے لگین کہ خداوندا میرے باپ کی امت عاصی کے گناہون سے درگذر اور سبکو بخشدے نظم پس ندا آمد
زیزدان کای رسول + من دعای فاطمہ کردم قبول + گر طلب کردی زمین و آسمان + جملہ بخشیدم بشش دیگران
لیکن واسطے حصول مدعا کے آپ کی ریاضت اور شب بیداری شرط ہے اگر سوم حصہ مغفرت امت کی منظور ہو تو
سوم حصہ شب اور اگر نصف امت کی بخشایش چاہو تو آدھی رات اور جو دو حصہ امت کی آمرزش مطلوب ہو دو حصہ
شب اگر تمام امت کی نجات مرکوز ہو تو تمام رات بیداری اور عبادت کیجیے چونکہ رحمۃ للعالمین کو مغفرت
تمام امت کی منظور تھی بیداری تمام شب کی اختیار فرمائی ذرات امت عاصی کا غم کرتی نہ تھی سبکو چین نہ دنکو آرام
تھا تمام رات دو رکعت نماز مین صبح کر دیتے تھے حتے کہ پاے مبارک ورم کر گئے حاملان عرش معلے اور
مقربان ملاء اعلی کا اوس جناب کی ریاضت اور مشقت دیکھکے دل دکھہ گیا شور فریاد زاری کا عرش
اعظم تک پہونچا یا کہ یا الہ العالمین کیا رنج و مشقت ہے کہ تیرا محبوب اپنی امت عاصی کے واسطے اختیار
کرتا ہے یکبارگی دریاے رحمت ایزدی موج زن ہوا اور سورہ طہ واسطے تسکین خاطر اوس شفیع امت
کی نازل ہوئی حکم پہونچا اے طلبگار آمرزش امت خطا کار و اے غمخوار بندگان گنہگار ہمنے استغفار گناہان
امت کیواسطے کہا تھا نہ واسطے ریاضت شاقہ اور مشقت مشکلہ کے کہ جس سے آپ کو تکلیف ہو ہان اب تلافی
اس درد و مصیبت کی ضرور ہوئی آپ میرے پاس تشریف لائیے اور مقامات اپنی امت کے بچشم خود ملاحظہ
فرمایئے کہ مین نے آپکی امت کیواسطے کیسے کیسے مکان اور باغ اور قصر و ایوان ترتیب دیے ہین اور کیا کیا
مرتبہ عظمت عنایت کیے ہین چوتھی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے روز ازل سے حضرت کو شفیع امت اور
سخنگوے قیامت تجویز فرمایا ہے اور ہیبت اور دہشت روز قیامت کی اوس درجہ کو ہے کہ انبیاء مرسلین کو
اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ خوف سے مجال سخن حاصل نہوگا اسواسطے حضرت کو پہلے سے مالک الملک
نے سماوات پر طلب فرمایا تا عجائب و غرائب وہان کے ایک ایک تماشا کرین اور درجات جنت اور
درکات جہنم اور ثواب عظیم اور عذاب جحیم اول مشاہدہ کر لین اور وہ ہیبت وہان کی کچھ خیال میں نہ لاوین
اور تمام انبیا قیامت کے دن نفسی نفسی اور آپ بلا خوف و خطر امتی امتی فرماوین یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ
دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ بھیج اے رب مرے درود و سلام + برگزیدہ نبی پر اپنے مدام

اے رخت رانا و تابان بندۂ — وی بہ پشت مہر سر افگندۂ — ای فروغ نور یزدان روی تو — وی بہار باغ رضوان کوی تو
ای پدر ہستی چرا اندوہگین — ای پدر بردار سر را از زمین — ای پدر جانم فدای نام تو — ای پدر روح روانم رام تو

بابا جان فاطمہ رض کی جان آپ پر قربان آپ ذرا سجدہ سے سر اوٹھائیے اور مجھ ہجرت زدہ کو اپنا جمال جہان آرا دکھائیے
آپ امت عاصی کا تو کچھ غم نفرمائیے قیامت کے دن آپکی امت کے اعمال کو میزان مین حسن رض کا جامۂ زہر آلود اور حسین رض کا
پیراہن آغشتہ بخون کفایت کریگا مقام غور ہے کہ جسقدر پاسداری اور غمخواری ہم سبھہ کارونکی جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کو منظور تھی اوسی طرح صاحبزادی کو بھی غمخواری ہم سبکی ملحوظ خاطر تھی روایت ہے کہ جب جناب حدیت جل شانہ
نے نکاح حضرت سیدۂ معصومہ کا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ عرش پر باندھا حضرت جبرئیل علیہ السلام
مبارکبادی کو آئے حضرت سیدہ رض نے عرض کیا کہ بابا جان سبکی بیٹیون کے دنیا مین جواہرات اور درم اور دینار
مہر مقرر ہوتے ہین اگر میرا بھی مہر یہی قرار پایا تو مجھہ مین اور اون مین کیا فرق رہا آپ نے فرمایا کہ ای جان پدر فاطمہ
کیا چاہتی ہے عرض کیا یا بابا جان مجکو یہ تمنا ہے کہ میرا مہر شفاعت گنہگاران امت قرار پاوے یہ سنتی ہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہوئے اور نہایت تضرع اور زاری سے جناب احدیت مین عرض کرنے لگے کہ پروردگار میرے
کچھ سنا تو نے کہ فاطمہ رض تجھسے کیا چاہتی ہے پس اوسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ
حق تعالی بعد سلام فرماتا ہے کہ ہمنے دعا اپنی فاطمہ کی قبول کی اور ایک ٹکڑا حریر سفید کا کہ اوسمین دو سطرین
بخط نور لکھی ہوئی تھین حضرت سیدۂ معصومہ کے ہاتھ مین لاکر دیا حضرت سیدہ نے اوس ٹکڑے حریر کو آنکھون
سے لگایا اور بطور تعویذ کے اپنی بازو پر باندھا اور ہر روز اوسکو اپنی بازو سے کھولکر دیکھتی تھین اور خوش ہوتی تھین
اور وصیت کی کہ اس تعویذ کو بعد میری وفات کے قبر مین میرے سرہانے رکھدینا جسوقت قیامت کے دن مجمع اولین
و آخرین کا ہوگا اور تمامی گنہگاران امت حاضر ہونگے اوس ٹکڑے حریر کو حضور احدیت مین پیش کرونگی اور
کہونگی کہ اے پروردگار اپنا وعدہ پورا کر یعنے میرا دین مہر ادا کردے جو تو نے مقرر کیا ہے یعنے میرے
باپ کی امت عاصی کو بخشدے حکم ہوگا کہ اے فاطمہ ع ہمنے تمہارا دین مہر ادا کر دیا اور تمہارے باپ کی
شفاعت منظور کرکے امت عاصی کو بخشا جاؤ سب کو اپنے ساتھ بہشت مین لیجاؤ تو آپ بیان فرماتی ہین
کہ بابا جان امت عاصی کا آپ تو کچھ غم نفرمائیے کل قیامت کے دن آپ کی امت کے اعمال میزان
مین اپنے حسن کے پیراہن زہر آلودہ سے تولونگی اور اگر وہ بھی کمی کریگا تو اپنے حسین کے دامن آغشتہ
بخون سے تولونگی اور اگر وہ بھی کمی کریگا تو اپنے گیسوؤنکو تراش کر جسکا ایک بال کونین کی قیمت سے

من برآرم سر خود از زمین / تا بروز حشر باشم این چنین
بر در آمد ای خدای ذوالجلال / بندهٔ افسرده دل آشفته حال
بر در آمد بندهٔ بے اختیار / با دل پر درد و چشم اشکبار
بر در آمد ای گدای کوی تو / ای عنان خلق در قابوی تو
اینچنین میگفت و می نالید زار / با دل پر درد و چشم اشکبار
بر در آمد ای خدای مصطفی / بندهٔ تو با ہزاران التجا
بر درآمد مصطفی زاری کنان / معذرت خواه گناه امتان

وہان تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا اور یہان اصحاب کبار اور باقی خدمتگذار کہ اوس شمع جمال احدیت پر پروانہ وار شیفتہ اور نثار تھے واسطے تلاش اوس شفیع محشر کے ایک جنگل کو نکل گئے تو کیا دیکھتے ہین **نظم**

جملہ افتادند بر پای شبان / تا نشانی گوید از شاہ جہان
تو چرواہا کیا جواب دیتا ہے / گفت چوپان مر مرا معلوم نیست
زار مینالد کسی لیل و نہار / میکند با گریہ ہر ساعتے
اندران وحشت سرای پر شرور / ناگہان دیدند چوپانی ز دور
کای شبان حال شبان ما بگو / خاک بر سر ریختیم از جستجو
بل محمد را نمیدانم کہ کیست / اینقدر دانم کہ اندر تیرہ غار
نالہ یا امتی یا امتی / جانور از نالہ او خستہ اند

از چرا کردن دہن ہا بستہ اند یعنے اوس میدان مین دور سے ایک چرواہا نظر آیا اور سب کے سب اوس چرواہے کے پاؤن پر گرے اور کہنے لگے کہ ای چرواہے کچھ ہمارے بھی چرواہے کی خبر رکھتا ہے کہ نام پاک اونکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہم سب ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران و پریشان ہوگئے ہین چرواہے نے کہا کہ مجکو تو یہ نہین معلوم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہین لیکن اتنا جانتا ہون کہ ایک غار تیرہ و تار مین ایک شخص رات دن زار زار روتا ہے اور صدا یا امتی یا امتی کی ہمیشہ اوسکے منہ سے نکلتی ہے اور اوس کے نالہ و گریہ سے جانور جنگل کے عاجز اور پریشان ہین یہان تک کہ چرائی سے باز رہے ہین پس یہ سنتے ہی سبکے سب اوس غار تیرہ و تار کیطرف بے اختیار دوڑے اور جاکر دیکھا کہ حضرت سید ابرار رسول پروردگار سر برہنہ زمین پر سر بسجود ہین اور بے اختیار آنکھون سے متصل آنسو بہاتے ہین یہانتک کہ محاسن شریف تمام آنسوؤن سے تر ہوگئے ہین پہلے حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ سجدہ سے سر اوٹھائیے اور ہم ہجرت زدون کو اپنا جمال جہان آرا دکھائیے اور ہمنے جسقدر عبادت اور ریاضت کی ہے سب آپ کی امت عاصی کو بخشی فرمایا کہ یارو یہ بات محمد کے درد دل کے واسطے دوا نہین ہوسکتی ہے بعد اسکے حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضی نے ایسا ہی کچھ عرض کیا اور ویسا ہی جواب پایا جب دیکھا کہ کسی کی التجا قبول ہی نہین ہوتی تب ناچار ہوکر جناب سیدة النسا کو بلایا چنانچہ وہ تشریف لائین اور پدر بزرگوار کا یہ حال دیکھکر نہایت بیقراری و آہ و زاری سے عرض کرنے لگین **نظم**

ملائکہ ملاء اعلی اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا کر اعتراض سی اظہار اپنے استغنا اور استغفار کا کرتے تھے
جناب احدیت جل شانہ نے جواب فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یہ اشارہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے وجود باجود سے یعنی تم اولاد آدم کو مفسد اور تباہ کار ٹھہراتی ہو اور ہمارے پیش نظر اوس کا فرزند
ارجمند حبیب مکرم رسول معظم مقصود آفرینش ہیجدہ ہزار عالم ہے اگر آفرینش اوس محبوب کی مجھی منظور
نہوتی نہ پیدا کرتا مین زمین اور آسمان کو جب آوازہ محبوبیت سرور کائنات خلاصہ موجودات کا عرصہ گاہ
ملکوت مین بلند ہوا تمام ملائک مشتاق زیارت کی ہوئے حضرت احدیت مین دعا اونکی قبول ہوئی
کہ شب معراج کو دولت سی مشرف ہوئے تا کہ سبب ایجاد آدم بلکہ وجہ تکوین ہیجدہ ہزار عالم کی دریافت
کرین دوسری حکمت یہ ہی کہ خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حبیب تھا اور حبیب کو چاہیے کہ تمامی
مخزونات عالم سے مطلع ہو وی ہر گاہ دفائن تمام روی زمین اور سلطنت مشارق اور مغارب دنیا کی
عنایت ہو چکی حضرت کو آسمان پر بلا کر خلعت تقرب اور رتبہ اختصاص کا مرحمت ہو کر کلید بہشت و دوزخ
کی سپرد ہوئی تا رتبہ محبوبیت کا ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جاوے اور کوئی مرتبہ تقرب کا باقی نرہی تیسری
حکمت یہ ہی کہ قبل نزول وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نماز مین مشغول رہتے اور
کبھی خواب استراحت فرماتی ایک رات باسباب ظاہر خواب مین تھے ناگہان جبرئیل امین آئے اور کہا
حبیب خدا بعد سلام کے فرماتا ہی کہ ہمنے آپ کو بندگان گنہگار کی شفاعت اور عذرخواہی کے لیے بھیجا ہے
نہ خواب استراحت کیواسطے ذرا اونکی طرف تشریف لیجائیے اور اعمال اپنی امت کی ملاحظہ فرمائیے
تو معلوم ہو کہ وقت بیداری کا ہی یا مقام خواب **نظم** ای محمد خواب تو زیبندہ نیست + ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست

من فرستادم ترا از بہر آن	تا شوی پشت پناہ امتان	گر تو پردازی بخواب ای شب	کر دوم اینک امتان را غضب
گر بود طبع ترا میلان خواب	از من آید امتان را عذاب	ای محمد آیہ رحمت توئی	ای محمد شافع امت توئی
تو برای زہد و طاعت رفتہ	نہ برای خواب و راحت رفتہ	رحمت للعالمینی یا رسول	کن برای مغفرت سعی قبول

الغرض جبرئیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیجا سے ایک طرف لیگئے اور امت عاصی کے ایک ایک
اعمال سی مطلع کیا اسقدر عصیان اور گناہ ملاحظہ فرمائے کہ حد شمار سی باہر ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
بخاطر ملول وسینہ مجروح یہ فرماتی ہوئے اشک ریزان ایک غار تیرہ و تار مین تشریف لیجا کر تین شبانہ روز
سر بسجود ہو کر مناجات فرماتے رہی **نظم** نالہ مینالید و میگفت ای الٰہ + تا نہ بخشی امتانم را گناہ +

عبادہ سے پہلے حضرت بلال اور موالی سے پہلے حضرت زید بن حارث دولت ایمان سے فیضیاب ہوئے بعد اوسکے حضرت عثمانؓ بن عفانؓ اور زبیرؓ اور عبد الرحمن بن عوف وغیرہم ایمان لائے رضوان اللہ علیہم اجمعین

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ بھیج اے رب مرے درود و سلام + برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام + **بیان معجزات** شرح اون معجزات بابرکات کی کہ اوس جناب مستطاب سے ظاہر ہوئی اگر خطوط امواج قلم اور آب بحار مداد اور صحن آسمان صفحۂ قرطاس ہو امکان نہین کہ عشر عشیر بلکہ ہزار حصہ بھی کسی سے بیان ہو سکے اونی یہ ہے کہ ہنگام رفتار ابر آسمان سر مبارک پر سایہ کرتا اور سایہ جسم مقدس کا زمین پر نہ پڑتا ظاہر ہے کہ ہر گاہ ذات بابرکات پرتو نور رب العالمین ہو وے پس سایہ کا سایہ منعکس نہین ہو سکتا اور فی الحقیقہ وہ جمال جہان آرا آئینۂ قدرت مین عکس نور احدیت تھا پس عکس کا عکس محال ہے

محمد کو مانند جگ مین نہین	ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہین	یہ تھی فخر جو اوسکو سایہ نتھا	کہ رنگ مے وئی وان سمایا نتھا
ہونیکا سایہ کی تھا یہ سبب	ہوا اصر پوشش مین کعبہ کو سب	جہانتک کے تھی یان کی اہل نظر	سمجھ مایہ نور و کحل البصر
سبھون نے لیا تپلیو نپر اوٹھا	زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا	سیاہی کا تیلی کے ہے یہ سبب	وہی سایہ آنکھون مین پھرتا ہے اب

عاشقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان ایک لطیفہ عاشقانہ مطابق پسند صوفیان صافی مزاج کے اور بھی خیال مین گذرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے تئین عاشق اوس جناب محبوبیت مآب کا بیان فرمایا ہے اور عشق ہمراہی اپنے معشوق کے سایہ کے ساتھ گوارا نہین کرتا شعر با سایہ ترا نمی پسندم + عشق ست و ہزار بدگمانی + اور کوئی پرندہ سر مبارک سے نگذرتا اور نہ بیٹھی کبھی مکھی بدن مبارک پر معجزہ شق القمر کا اور گواہی سوبرس کے مردے کی آپکی رسالت پر اور کلمہ پڑھنا سنگریزون کا اور شہادت دینا سوسمار کا اور نکلنا طاؤس زرین بال کا پتھر سے اور معجزات صوری اور معنوی اور خصائل ظاہری اور باطنی اسقدر مشتہر اور زبان زد ہر صغیر و کبیر ہین کہ کچھ حاجت شرح و بیان کی نہین

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام

بیان معراج اے گدایان احمدی و طالبان محمدی افضل ترین مقامات اور بزرگترین حالات واقعۂ معراج شریف ہے جاننا چاہیے کہ بارھوین برس سال نبوت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبہ معراج کا عنایت ہوا اور مفسرین اور ارباب تواریخ نے اس مقام مین لطائف عجیبہ اور بہت نکات غریبہ لکھے ہین اول یہ ہے کہ جناب باری عز اسمہ نے وقوع واقعہ معراج مین حکمت یہ رکھی ہے کہ تخلیق آدم کے وقت

اکثر مجروح دل شکستہ خاطر نازک مزاج ہوتے ہین تھوڑے سے رنج کا تحمل نہین کر سکتے شاید تجھسے کسی بات
مین خاطر نازک اس یتیم کی آزردہ ہو جائے بعدہ حمزہؓ نے مثل ابولہب کو التماس کیا جواب پایا کہ تو کوئی فرزند
نہین رکھتا اس یتیم کے دردسے کیونکر خبردار ہوگا پھر عباسؓ نے کہا کہ اگر مین اس خدمت کا سزاوار ہون تو شرط
خدمت کی بجا لاؤن کہا تو عیال واطفال بہت رکھتا ہے اپنے لڑکون کے ہوتے یتیم بے پدر کو کب یاد
رکھیگا تب ابوطالب نے کہا کہ مین ہرچند مال اور سرمایہ کچھ نہین رکھتا ہون لیکن اگر مجھے لائق اس خدمت کا
جانو تو بدل وجان حاضر ہون کہا البتہ تو قابل اس کام کے ہے لیکن مین اس بات مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو مختار کرتا ہون تم مین سے جسکو چاہے اختیار کرے بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور کہا
ایفرزند یتیم لعل درخشندہ کلیم داغ تیری یتیمی اور بیکسی کا اس جہان سے لیے جاتا ہون ابولہب اور ابوطالب وغیرہ
سب تیرے متکفل ہوتے ہین تو انمین سے جسکو چاہے اختیار کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے زانو پر جا بیٹھے
تب عبدالمطلب رو دئے اور کہا اے ابوطالب اس فرزند دلبند نے نہ تربیت پدر کی لذت پائی نہ شفقت مادر کی
حلاوت اوٹھائی غمخواری اور دلداری اس یتیم کی بہرحال تجھپر واجب ہے الغرض ابوطالب متکفل پرورش کے
ہوئے اور جسقدر رفاہیت اور خیر وبرکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے ابوطالب کو نصیب
ہوئی اسکے بیان کو ایک دفتر چاہیے یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
بھیج اے رب میرے درود وسلام + برگزیدہ نبی پر اپنے مدام + اسیطرح روز بروز بلکہ ساعت بساعت
مدارج محبوبیت کی ترقی کرتے رہے اور سال بسال انواع عجائب اور غرائب معجزات اوس ذات بابرکات
سے عالم ظہور مین آئے پچیسوین برس حضرت خدیجہؓ کبریٰ اشرف نکاح سے مشرف ہوئین جب ستارہ نبوت کا قریب
طلوع کے پہونچا جناب خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح خواب دیکھنے لگے بیشتر اوقات غار حرا مین تشریف لیجا کر اللہ کی
عبادت مین مشغول رہتے جس درخت اور پتھر کیطرف گذر ہوتا آواز آتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اکتالیسوین برس آٹھوین تاریخ ماہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے غار حرا مین اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ
الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک پڑھایا اور بارگاہ احدیت
سے اوس آفتاب محبوبیت کو تاج رسالت اور خلعت نبوت کا عنایت ہوا عورات سے پہلے حضرت
ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور شیوخ سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ اور لڑکون سے پہلے حضرت علی رضؓ اور

غلامون

بہت روئی اور فرمایا کہ کیا مین اونسے بھی کمتر ہون کہ تو مجھے اس کام کو نہین بھیجتی حلیمہ نے ہرچند عذر کیا پذیرا
نفرمایا صبح کو برادران رضاعی کے ساتھ چراگاہ مین تشریف لیگئے پھر تو بھی عادت دائمی مقرر ہوئی یہانتک کہ
دو مہینے اسی طرح گذری ایک روز بیٹا حلیمہ کا روتا ہوا آیا کہ ای مادر جلد خبر لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام
تمام ہوا دو مرد سبز پوش آسمان پر سی اوتری اور اونکو زمین سی اوٹھا کی پہاڑ پر لیگئے چھری سی شکم چاک کر ڈالا
اب خدا جانے اونکا کیا حال ہوگا حلیمہ یہ حال سنتی ہی گریان اور لرزان وہان گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر
رونے لگی اور احوال پوچھا فرمایا ای مادر کچھ خوف نکر دو شخص آسمان سی آئے اور مجھے پہاڑ پر لیجا کے میرا سینہ
ناف تک چاک کیا اور میری دل کو آب رحمت سی دہویا اور آلایش دنیوی سی پاک کرکے نور سی معمور کر دیا پھر میرے
سینہ پر ہاتھ پھیرا کہ شگاف سینہ بدستور التیام پذیر ہو گیا حلیمہ سعدیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر مین لائی
ہرچند مفارقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسی سخت ناگوار تھی لیکن بمقتضاے مصلحت وقت آپکو مکہ معظمہ مین عبدالمطلب
کے پاس پہونچایا درد فراق سی روتی اور بکمال اشتیاق سے یہ کہتی ہے ای کہ دل را چو جان شیرینی +
بی تو تلخ ست زندگانی من + غم واندوہ محنت آمد و رفت + طرب عیش و کامرانی من + روز وصلم شب جدائی گشت +
شام شد صبح شادمانی من + یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا + عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ
بھیج اے رب مرے درود و سلام + برگزیدہ نبی پر اپنے مدام + جب محبوب رب العالمین خلاصۂ آسمان و
زمین نے پانچ برس سی ترقی فرمائی چھٹے برس آمنہ خاتون حضرت کی والدہ نے اس جہان سی انتقال کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی پر کہ صغارت سن مین بے پدر اور بے مادر ہوئے جن و بشر نے نوحہ وزاری شروع کیا
غیب سی ندا ہوئی کہ اس دُرِ یتیم دریاے محبوبیت کا خداے کریم حافظ حقیقی ہے ساتوین برس حضرت سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے پانی برسا قحط عظیم رفع ہوا روایت ہی کہ عبدالمطلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی یتیمی و بیکسی پر کہ خردسالی مین مان باپ باقی نرہے لحاظ کرکے بہت غمخواری اور پاسداری کرتے تھے
جب عمر شریف آٹھ برس کی ہوئی عبدالمطلب کی عمر ایکسو بیس برس کی تھی دریافت کیا کہ اب ایام اپنی موت کے
قریب آئے ابو طالب وغیرہ سی کہا کہ اگرچہ موت سبکے واسطے ہی لیکن مجھے اس فرزند ہشت سالہ کی یتیمی پر کہ ابھی
صغیر تر اور یتیم بے مادر و پدر ہی سخت حسرت اور تاسف ہی کاش عمر میری اسکی تربیت تک وفا کرتی تو اپنے
سامنے خاطر خواہ تربیت اور پرورش کرتا اب تم مین سی کون اسکی پرداخت کا متکفل ہوسکتا ہی ابولہب نے کہا
مین بجان و دل حاضر ہون جواب دیا کہ تو دولت و مال البتہ بہت رکھتا ہی لیکن سنگدل اور بیرحم ہے فرزندان یتیم

شقہ قمر یعنی نصف ماہ کی طرح منور تھی گلہای رخسار برابر اور ہموار نہ چندان پر گوشت نہ چندان نحیف و نزار ذقن قصیر مثل گوی قمر مستدیر اشکل العینین اسے اسحل العینین یعنی سفیدی آنکھ کی مائل بسرخی جادو نگاہی سے نہایت دلفریب اکحل العینین سیاہی چشم ملاحت حسن مین سرشار غارتگر صبر و شکیب مژگان سیاہ بغیر سرمہ خود بخود سرمگین نگاہ کثرت حیا سے اکثر مائل بزمین اور رو پشت سے یکسان دیکھتے تھے چنانچہ فرماتے تھے کہ مین دیکھتا ہون وہ چیز کہ نہین دیکھتے ہو تم اور سنتا ہون وہ بات جو نہین سنتے ہو تم پیوستہ ابرو و باریک و خمدار بینی شریف بلند پر انوار لبہای مبارک نہایت حسن تمام مقدس بغایت لطف کشادہ دندان مثل لآلی بی بہا درخشان حتی کہ تبسم کیوقت تمام در و دیوار عکس نور سے روشن ہو جاتی تھے اور خالق یکتا نے کسی بشر کو اوس جناب سے زیادہ فصیح بیان اور خوش آواز نہ پیدا کیا سر شریف بزرگ مائل بحد اعتدال مخزن فضل و کمال موی مبارک نہ چندان نرم فروہشتہ نہ چندان سخت پیچیدہ درازی گیسوی معنبر کی گاہی تا نرمہ گوش گاہی تا بدوش لحیہ مقدس تا سینہ معلی گردن مبارک برنگ نقرہ مصفا بغل اور شانہ اور بازو درجۂ اعتدال مین شکم و پشت صاف مثل سیم سادہ بی مو مگر ایک خط موی باریک سینہ سے ناف تک ہویدا درمیان دونون شانون کی خاتم نبوت ختم رسالت پر دلیل روشن لون اور صفا مین غیرت ید بیضا دست حق پرست حریر و دیبا سے نرم تر اور بوے بدن مشک سے زیادہ معنبر قدم مبارک کبھی خاک راہ سے آلودہ نہوا قامت زیبا نہال باغ قدس سرو چمنستان انس موزون بدرجۂ اعتدال نہ چندان کوتاہ نہ چندان دراز تھا رنگ رخسار ملاحت انگیز گندم گون یعنی نہ بہت سفید نہ بہت سرخ درجۂ اعتدال مین نہایت عشرت خیز عرق معطر فضلات مطہر جس کوچہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذر فرماتے تھے وہ کوچہ دیر تک آپ کی خوشبو سے معطر رہتا بلکہ جس کوچہ سے حضرت تشریف لیجاتے تھے متلاشی کو کچھ حاجت کسی سے پوچھنے کی نتھی خوشبو کی علامت سے دریافت ہو جاتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادہر سے رونق افروز ہوئے ہین راوی لکھتا ہے کہ اب تک در و دیوار مدینہ طیبہ سے وہی خوشبو آتی ہے لیکن دماغ محبت اور مشام ارادت چاہیے کہ اوس روائح روح پرور سے فیضیاب ہوئے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام

روایت ہی کہ جب سن خواجۂ عالم صلعم تین برس کو پہونچا ایکدن حلیمہ سے پوچھا کہ اے مادر کیا سبب ہے کہ آج بھائیونکو گھر مین نہین پاتا اوسنے کہا اے فرزند دنکو بکریان چراتی ہین اور راتکو گھر مین آتی ہین آپ

دوسری برس مین قدم رکھا عین شباب معلوم ہوتا تھا حلیمہ سعدیہ سی روایت ہی کہ اول حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان مبارک سی یہی بات نکلی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جب سی
کلام فرمانی لگے کوئی چیز بدون بسم اللہ کی ہاتھ مین نہ لیتی تھے اور کبھی مثل اور اطفال کی بستر پر بول و غائط
کا اتفاق نہوا مگر ایک وقت معمول مقرر تھا پھر اوس بستر کی دھونی کی کچھ حاجت نتھی غیب سی خود بخود اوسکی
شست وشو ہو جاتی تھی اور کبھی ستر عورت ظاہر نہوتا بلیت برہنہ نہوتا بدن آپکا + جو ہوتا تو دیتی فرشتے
چھپا + اور کسیوقت اطفال کے ساتھ لہو ولعب مین مصروف نہوتی اور فرماتی کہ حقتعالی نی ہمین کھیلنی کیواسطے
نہین پیدا کیا ہر روز ایک نور مثل نور آفتاب کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آتا اور پھر غائب ہو جاتا تھا
ایک رات ماہ آسمان سی باتین کرتی تھے آپ جسطرف کو اشارہ فرماتی ماہ اوسیطرف پھر جاتا تھا روایت ہے
کہ ایکدن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نی پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز آپ حلیمہ سعدیہ کی گھر تشریف
لیگئے آپ چالیس دن کے تھی اور ماہ آسمان سے باتین کرتی تھے فرمایا اے عم فی الحقیقت مادر مشفقہ نے
میرا ہاتھ مضبوط باندھا تھا اوسکی اذیت سی مجھے رونا آتا تھا ماہ نی عرض کیا کہ اگر ایک قطرہ آپ کی اشک کا
زمین پر گریگا تا قیامت زمین پر سبزہ نہوگا مین نی بسبب محبت اپنی اہت کی سکوت کیا ماہ مجھے باتون مین
مصروف کرتا تھا تا رونی سی باز رکھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نی عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو یہ باتین کیونکر
معلوم ہوئین آپ اوس ایام مین چہل روزہ تھی فرمایا ای عباس قلم لوح محفوظ پر چلتا تھا اور مین آواز
سنتا تھا حال آنکہ مین رحم مادر مین تھا اور آفتاب و ماہ عرش کے نزدیک خدا کو سجدہ کرتے تھے مین
اونکے سجدہ کی آواز سنتا تھا اور رحم مادر مین تھا ام ایمن حضرت کی کھلائی کہتی ہین کہ ایام طفولیت مین مینی
کبھی آپکو بھوک پیاس کا شاکی نپایا اکثر اوقات صبح سی چاہ زمزم پر تشریف لیجاتی تھی اور پانی پر اکتفا کرتے تھے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبیؐ پر اپنے مدام

حلیۂ شریف سبحان اللہ ایسا آفتاب عالمتاب پردۂ غیب سی عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا کہ جس کے جمال
سراپا کمال اور حسن صوری و معنوی پر خود صانع ازل اپنے تئین عاشق بیان فرماتا ہے روئے زیبا
آئینہ تجلیات خدا آفتاب پر ضیا قمر سراپا صفا یعنے وہ چہرہ نورانی لطافت مین مثل آئینہ کے مظہر انوار
سبحان اور صباحت مین غیرت خورشید درخشان اور ملاحت مین رشک ماہ تابان تھا پیشانی انور جبینہ

مجھے دیکھ کے تبسم فرمایا اوس تبسم مین ایک ملاحت دیکھی کہ تمام عمر کسی صاحب جمال مین وہ ملاحت لطیف تیز
نہ دیکھی تھی آمنہ نے اوس گوہر درج یکتائی اختر برج دلربائی کو میری گود مین دیا مین اوس بحر ناپیدا کنار عظمت
سراپا خیر اور برکت کو آغوش مین لیکر مقام فرودگاہ مین آئی اور صبح کو قافلہ کے ساتھ وطن کی طرف روانہ ہوئی
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا + عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمْ بھیج اے رب مرے درود و سلام
برگزیدہ نبی پر اپنے مدام + حلیمہ سعدیہ سے روایت ہے کہ ہنگام مراجعت اثنائے راہ مین جو کچھ
عجائب معجزات اور غرائب اتفاقات مشاہد ہوئی بیان اوسکا اندازۂ طاقت بشری سے خارج ہے ازانجملہ ایک
یہ ہے کہ یا تو میرا درازگوش چل ہی نہ سکتا تھا یا ایسا تیز رفتار سبک خرام ہوا کہ کوئی درازگوش اوسکی گرد کو بھی
نہ پہونچتا تھا اور واقعہ عجیب تو یہ ہے کہ مکے سے نکلتے ہی درازگوش نے نہایت خوشی سے کعبہ کی طرف
متوجہ ہوکے تین بار سجدہ کیا اور کہا واللہ میری شان عظیم ہے مجھے زندگی اور قوت از سر نو حاصل ہوئی
اے زنان بنی سعد تم جانتی ہو کہ مجھپر کون سوار ہے اور مین کسکا مرکب ہون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خلاصۂ آفرینش ہجدہ ہزار عالم میرا راکب ہے اور جس مقام مین گذر ہوتا اطراف اور جوانب سے یہی آواز آتی
کہ اے حلیمہ آخر غنی اور بزرگترین زنان بنی سعد ہوئی تو اور جس منزل مین اتفاق ٹھہرنے کا ہوا اللہ تعالی
اوس زمین کو فوراً سرسبز اور شاداب کر دیا حلیمہ کہتی ہین کہ اوسوقت بھی عدل موافق راے عدالت عرائے
موافق تھا یعنی سوا ے پستان راست کے کبھی پستان چپ سے دودھ نہ پیا اور پستان چپ ہمیشہ اپنے شریک
یعنے میرے فرزند کو مرحمت کی اور میرا فرزند بھی کسیوقت پستان راست کی طرف بپاس ادب مائل نہوتا
ہر گاہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پینے سے فارغ ہوتے تھے مین چاہتی کہ لبہاے مبارک کو
پاک کرون غیب سے خود بخود پاک ہو جاتے تھے یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا + عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ
الْخَلْقِ کُلِّهِمْ بھیج اے رب مرے درود و سلام + برگزیدہ نبی پر اپنے مدام روایت ہے
کہ جسقدر بالیدگی اور اطفال کو ایک برس مین ہوتی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن مین
ہوتی جب دو مہینے گذرے ایما اور اشارہ فرمانے لگے تیسرے مہینے اُٹھ کے اپنے پانون سے کھڑے ہوئے
چوتھے مہینے ہاتھ دیوار پر رکھکے چلنے لگے پانچوین مہینے طاقت خرام چھٹے مہینے قوت تیز رفتاری
ساتوین مہینے دوڑنے کی قدرت حاصل ہوئی آٹھوین مہینے استعداد گفتار پائی نوین مہینے گفتگو بفصاحت
م فرمانے لگے جب دس مہینے گذرے تیر اندازی مین اطفال کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے جب

اور جسقدر پیتی تھی وہ شخص اور زیادہ مبالغہ کرتا تھا بعد اسکے کہا ای حلیمہ تو جانتی ہے کہ مین کون ہون تیز
وہ حمد اور شکر ہون کہ تو محنت اور گرسنگی کی حالت مین بجا لاتی تھی اب اوٹھا ہی مکہ کیطرف جا اور نتیجہ اس شکر کا
یہ ہی کہ اوس سرزمین سی ایک نور ساطع اور ضیا ہی لامع اپنی ساتھ لا الغرض جب قافلہ مکہ کیطرف روانہ ہوا
مین بھی اپنے شوہر کے ساتھ چلی اثناءی راہ مین غیب سی آواز آئی کہ اس سال حق تعالی نی بدولت ولادت
ایک فرزند کی کہ قریش مین پیدا ہوا ہی تمام عورتون پر لڑکیون کا پیدا کرنا حرام کیا ہے ای زنان بنی سعد دوڑو
اور اوس در یتیم بحر عظمت کو لو نہین تو نصیب وسع عزت کی کہ اوس دولت بابرکت سی مشرف ہو زنان بنی سعد
یہ مژدہ سنتی ہی بہ تعجیل تمام مکہ کو چلین اور مین اور ازگوش بسبب ضعف اور لاغری کی ایک قدم چل نہین سکتا تھا
ناچار ایک منزل مین مقام کیا وہان خواب دیکھا کہ ایک درخت سبز میوہ دار میرے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے اور
تمام زنان بنی سعد یہ میرے گرد اگرد جمع ہین اوس درخت سی ایک خرما ی تر میری دامن مین گراہین نی وہ
خرما کھایا ایک مدت تک اوسکا مزہ زبان پر رہا قصہ کوتاہ دوشنبہ کی دن مکہ مین پہونچی قافلہ پہلی ہی پہونچا تھا
تمام عورات سب دولتمندونکی لڑکون کو پیشتر سے لیچکی تھین مین اپنی تاخیر سی بہت شرمسار اور مایوسی سے
نہایت ناچار ہر چند جستجو کرتی تھی کوئی لڑکا میسر نہوتا تھا ناگاہ ایک شخص کہ آثار عظمت اور شرافت کی اوسکی
پیشانی سی ظاہر تھے سامنے آیا اور کہا کہ کوئی عورت اس قافلہ مین باقی بھی ہے جسکو کوئی لڑکا میسر نہوا ہو
مین نی اوس سی نام پوچھا کہا مین عبد المطلب بن ہاشم سردار قریش ہون ای حلیمہ میری گھر مین ایک لڑکا ہی
یتیم بے پدر محمد نام ہر چند زنان بنی سعد سی مین اسرار کرتا ہون کوئی اوسکو بسبب یتیمی کے قبول نہین کرتی
اور سب یہی کہتے ہین کہ طفل بے پدر سی فلاح اور بہبود کی توقع رکھنا عبث ہی اب تو کیا کہتی ہے مین نی
اپنے شوہر سی مشورہ پوچھا اوسنے کہا بی تامل بیدریغ ابھی جا اور اوس در یتیم دریای سعادت کو جلدی لی آ مبادا
کوئی اور لیجاوی اور تو یونہین مایوس پھر آئی میری خواہر زادہ نی کہا کہ زنان بنی سعد اہل مال کی اطفال سے
متمول ہوئین اور تو ایک یتیم کی کفالت کرتی ہی کہ افلاس مین خبر گیری اوسکی اور بھی موجب زیادتی
رنج و مشقت کی ہووی یہ بات سنتی ہی میرا بدن ہیبت سی تھرا گیا مین نے کہا اگرچہ لڑکا بن باپ کا ہے
لیکن عبد المطلب سا سردار قریش اوسکا دادا ہی اوسکی قدر کوئی نہین جانتا مین خوب جانتی ہون حاصل کلام
یہ کہ مین عبد المطلب کے ساتھ گئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسوقت خواب استراحت مین تھی وہ جمال ستودہ خصال
دیکھتی ہی شیر میری پستان سی بے اختیار جاری ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا آپ نی آنکھین کھولین اور

غیب ندا کرتا تھا کہ اے خلائق محمد ابن عبد اللہ رونق افروز اس جہان کے ہوئے بہترین خلائق وہ ہے
کہ جو آپکو دودہ پلاوے یہ نہ ہے سعادت اور نصیب ہو سکے کہ یہ دولت ابدی پا دے چنانچہ جن اور انس واسطے
حصول اس دولت سعادت کے باہم نزاع کرنے لگے غیب سے آواز آئی کہ اسواسطے ہرگز نہ لڑو اللہ تعالیٰ نے
یہ دولت بابرکات حلیمہ سعدیہ کو عنایت فرمائی بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات
دن دودہ اپنی والدہ ماجدہ کا نوش فرمایا بعد اسکے ثویبہ نے دودہ پلایا ثویبہ لونڈی ابولہب کی
تھی کہ اوسنے مژدہ ولادت شریف کا ابولہب کو پہونچایا تھا ابولہب نے بسبب خوشی میلاد شریف
کے اوسکو آزاد کیا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک رات ابولہب کو بعد موت
کے خواب مین دیکھا اور حال پوچھا اوسنے کہا جسدن سے گلستان حیات پامال صرصر ممات ہوا انواع
انواع عذاب اور عقوبت مین گرفتار ہون لیکن دوشنبہ کے دن بدولت خوشی میلاد شریف کے عذاب
مین تخفیف ہوتی ہے عاشقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نثار ہو جانے کا مقام ہے کہ ابولہب سا کافر جسکی
مذمت کلام اللہ مین وارد ہے خوشی میلاد شریف کا ثمرہ تخفیف عذاب پاوے خوشا حال اون
مسلمانون کا کہ بدل وجان اوس جناب کی غلامی مین سرفراز ہین اور جان ومال اپنا اوسکی راہ
مین نثار کرتے ہین اگر قیامت کے دن عذاب دوزخ سے نجات پاوین تو کیا بعید ہے بعد ثویبہ کے
حلیمہ سعدیہ نے دودہ پلایا تفصیل اس بیان کی یہ ہے کہ اون دنون مین اہل مکہ بعضی بسبب شوکت
وعظمت کے اور بعضے فساد آب وہوا کے خوف سے اپنے اپنے لڑکون کو دائیون کے سپرد کر دیتے تھے
تا اطراف وجوانب اور قصبات اور قریات مین لیجا کے پرورش کرین حلیمہ سے روایت ہے کہ اوس
سال قحط عظیم ہوا چنانچہ سبزہ صحرا مین اور شیر پستانون مین باقی نہ رہا باغون مین درخت خشک ہو گئے
اکثر اوقات صرف برگ وگیاہ سے روزہ افطار کرتے اور تین تین دن تک دانہ میسر نہوتا تھا ایک بار
مجھے تین شبانہ روز کھانا میسر نہوا شدت گرسنگی سے طاقت طاق ہوگئی ناگہان اوسی وقت درد زہ
مین مبتلا ہوئی نہین جانتی خواب تھا یا ضعف کے سبب سے حالت غشی تھی اوسی غفلت مین
کیا دیکھتی ہون کہ ایک شخص دودہ کے دریا مین بار بار غوطہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جس قدر
پی سکتی ہے خوب آسودہ ہو کے پی تا کہ تیرے دودہ مین برکت بے اندازہ ہو کہ اسی شیر کی
بدولت عزت ابدی اور سعادت سرمدی تجھے حاصل ہونی ہے مین نے دودہ بہت آسودہ ہو کر پیا

چمکتے تھے ایک صراحی نقرئی دوسرا طشت زمرد ین تیسرا حریر سفید ہاتھ مین لیے تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو طشت مین بٹھلا کر سات بار نہلایا اور وہ حریر سفید بچھایا اور چشم نرگسین کو بوسہ دیکر کہا بشارت ہو تمکو
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمھین علم اولین و آخرین اور کمالات ظاہری و باطنی اور مفاتیح نصرت و عظمت
اور رتبۂ شجاعت وہیبت عنایت ہوا روایت ہے کہ وقت ولادت کے عبد المطلب کعبۂ شریف مین تھے
یکبیک خانۂ کعبہ نے مقام ابراہیم مین سجدہ کیا اور کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ خداے تعالی نے آج مجھے بتون کی نجاست سے پاک کیا اور ہبل نامے ایک بت
کہ اور بتون سے بڑا تھا سرنگون ہوگیا ہاتف غیب نے آواز دی کہ آمنہ کے گھر فرزند متولد ہوا اوسکے
غسل کے واسطے ایک طشت مردین عالم قدس سے لائے ہین اور وہ فرزند ارجمند خاتم المرسلین
حبیب رب العالمین ہے عبد المطلب یہ ماجرا دیکھہ اور سنکر متعجب اور متحیر گھر مین آئے پہلے
آمنہ خاتون کی پیشانی دیکھی نور محمدی نپایا پوچھا کہ وہ نور کیا ہوا آمنہ نے کہا کہ مین نے وضع حمل
کیا اور عجائب حالات اور غرائب واقعات جو اوسوقت دیکھے تھے ایک ایک سب بیان کیا
عبد المطلب نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے لاؤ اور مجھے دکھلاؤ آمنہ نے جواب دیا ہیہات تو
اوسے نہین دیکھہ سکتا محافظان غیب سے تاکید ہے کہ تین دن تک کوئی ندیکھے عبد المطلب پر غضب
ہوکے بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہین تو مین تجھے یا اپنے تئین ہلاک کرونگا جب آمنہ خاتون
نے عبد المطلب کو اسقدر بیقرار دیکھا ناچار وہان تک پہونچا دیا عبد المطلب نے کمال اشتیاق سے چاہا
کہ دیدار سید ابرار حبیب پروردگار سے مشرف ہون ایک شخص تلوار کھینچکر سامنے آیا اور کہا کہ جاؤ جبتک
تمام ملائکہ مقربین جناب ختم المرسلین حبیب رب العالمین کی زیارت سے فارغ نہونگے کسیکو مجال دیکھنے کی نہوگی
عبد المطلب یہ حال دیکھتے ہی ہیبت سے تھرا گئے تلوار ہاتھ سے گر پڑی بعد ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
شبانہ روز تمام پادشاہان روی زمین کی زبان گنگ ہوئی اور نطق بیان سے عاری ہے طاق کسری منکسر ہوا
چودہ کنگرے اوسکے گر پڑے آتش فارس کہ مدت ہزار برس سے روشن تھی بجھہ گئی دریاے ساوہ خشک اور صحرا دریا ہوا

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
بھیج اے رب مرے درود وسلام	برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام

روایت ہے کہ جب سید عالم نے اپنے نور روش افروز سے فرش زمین کو منور فرمایا منادی

اوسدم کمال غیرت سی میری بدن پر عرق اگیا جو قطرہ ٹپکتا تھا اوس سی مشک کی خوشبو آتی تھی اوسی حالت
مین پردہ حجاب کا میری آنکھون سی اوٹھگیا مشارق اور مغارب کی حالات مجھپر منکشف ہوگئی تین علم سبز ایک مشرق
دوسرا مغرب تیسرا بام کعبہ پر منصوب دکھائی دیا جسوقت وہ مہر سپہر عظمت پیدا ہوئی سجدہ کیا اور ہاتھ آسمان کیطرف
اوٹھاکی مناجات کی اور نہایت تضرع اور الحاح سی امت کی مغفرت چاہی بعد اوسکی ایک ابر سفید آسمان سی نمودار ہوا
اور ناگاہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آغوش مین لیکر غائب ہوگیا آواز آتی تھی کہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو مشارق اور مغارب چار حد عالم مین پھراؤ تا جمیع خلائق اونکو نام اور صورت اور صفات سی پہچانین بعد اسکی
وہ ابر طرفۃ العین مین برق جمال محمدی سی روشن ہوگیا مین نی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پارچہ مین لپٹا ہوا
پایا پھر ایک بدلی اور نمودار ہوئی اوس سی کلام مردون کی سنی جاتی تھی منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
چارون طرف عالم کی لیجاؤ اور تمام جن اور انس اور ملائکہ کو اونکا جمال جہان آرا دکھاؤ تا سب پہچانین اور جانین کہ
جو کمالات اور انبیا کو جدا جدا عنایت ہوئی تھی سب مجموعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی خلافت آدم ملک سلیمان
حسن یوسف خلت ابراہیم کلام موسی دم عیسی عبادت یونس شکر نوح لسان اسمعیل بشرای یعقوب صوت داؤد
صبر ایوب زہد یحیی عطا کیا گیا اور سوا اسکی ولایت محبوبیت حق رویت اور قرب مطلق اصطفا منصب قضا اور فنا
اجتہاد اختصاص شفاعت عظمی اعلم وسیع عرفان اتم اور جمیع کمالات صوری و معنوی خاصۂ ذات بابرکات کیواسطی تھی
سوای رتبۂ شہادت کی کہ باسباب ظاہر منافی شان نبوت کی تھا سو وہ بھی آپکے جگر گوشہ قرۃ العین یعنی حضرات حسنین
علیہما السلام کو حاصل ہوا تا حاصل ہونا کسی کمال ظاہری اور باطنی کا ذات مجمع کمالات سی باقی نرہی صفیہ
بیٹی عبد المطلب کی یعنی پھوپھی حضرت کی کہتی ہین کہ ولادت کی وقت مین حاضر تھی تمام گھر نور سی معمور
ہوگیا اوسکی روشنی سی چھ چیزین بہت عجیب نظر آئین ایک تو یہ کہ پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا
اور آہستہ آہستہ فرمایا یا رب اُمّتی اُمّتی دوسرے یہ کہ زبان فصیح اور عبارت صحیح سے فرمایا
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ تیسری نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چراغ پر غالب تھا چوتھی
مین نی چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلاؤن غیب سی آواز آئی ای صفیہ تو تکلف نکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو ہمنی شستہ اور پاک بھیجا ہی پانچوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ کیے ہوے پیدا ہوئی
چھٹے شانہ مبارک پر مہر نبوت ستارۂ صبح سی روشن تر دیکھی اوسمین بخط نور لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
آمنہ خاتون روایت کرتی ہین کہ ولادت کی وقت تین شخص غیب سی نمودار ہوئی اونکی رخسارے مثل آفتاب کے
تیمی

چمکتے تھے ایک صراحی نقرئی دوسرا طشت زمرد یں تیسرا حریر سفید ہاتھ مین لیے تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو طشت مین بٹھلا کر سات بار نہلایا اور وہ حریر سفید بچھایا اور چشم نرگسین کو بوسہ دیکر کہا بشارت ہو تمکو
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمھین علم اولین و آخرین اور کمالات ظاہری و باطنی اور مفاتیح نصرت و عظمت
اور رتبہ شجاعت و ہیبت عنایت ہوا روایت ہے کہ وقت ولادت کے عبد المطلب کعبہ شریف مین تھے
یک بیک خانۂ کعبہ نے مقام ابراہیم مین سجدہ کیا اور کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
اللّٰهُ اَكْبَرُ خداے تعالی نے آج مجھے بتون کی نجاست سے پاک کیا اور ہبل نامے ایک بت
کہ اور بتون سے بڑا تھا سرنگون ہو گیا ہاتف غیب نے آواز دی کہ آمنہ کے گھر فرزند متولد ہوا اوسکے
غسل کے واسطے ایک طشت مردین عالم قدس سے لائی ہین اور وہ فرزند ارجمند خاتم المرسلین
حبیب رب العالمین ہے عبد المطلب یہ ماجرا دیکھہ اور سنکر متعجب اور متحیر گھر مین آئے پہلے
آمنہ خاتون کی پیشانی دیکھی نور محمدی نپایا پوچھا کہ وہ نور کیا ہوا آمنہ نے کہا کہ مین نے وضع حمل
کیا اور عجائب حالات اور غرائب واقعات جو اوسوقت دیکھے تھے ایک ایک سب بیان کیا
عبد المطلب نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے لاؤ اور مجھے دکھلاؤ آمنہ نے جواب دیا ہیہات تو
اوسے نہین دیکھہ سکتا محافظان غیب سے تاکید ہے کہ تین دن تک کوئی نہ دیکھے عبد المطلب پر غضب
ہو کے بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہین تو مین تجھے یا اپنے تئین ہلاک کرونگا جب آمنہ خاتون
نے عبد المطلب کو اسقدر بیقرار دیکھا ناچار وہان تک پہونچا دیا عبد المطلب نے کمال اشتیاق سے چاہا
کہ دیدار سید ابرار حبیب پروردگار سے مشرف ہون ایک شخص تلوار کھینچکر سامنے آیا اور کہا کہ جاؤ جبتک
تمام ملائکہ مقربین جناب ختم المرسلین حبیب رب العالمین کی زیارت سے فارغ نہونگے کسیکو مجال دیکھنے کی نہوگی
عبد المطلب یہ حال دیکھتے ہی ہیبت سے تھرا گئے تلوار ہاتھ سے گر پڑی بعد ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
شبانہ روز تمام پادشاہان روی زمین کی زبان گنگ ہوئی اور نطق بیان سے عاری ہے طاق کسری منکسر ہوا
چودہ کنگرے اوسکے گر پڑے آتش فارس کہ مدت ہزار برس سے روشن تھی بجھہ گئی دریاے ساوہ خشک ہوا صحرا دریا ہوا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پر اپنے مدام

روایت ہے کہ جب سید عالم نے اپنے نور روش افروز سے فرش زمین کو منور فرمایا منادی

اوسدم کمال غیرت سی میری بدن پر عرق اگیا جو قطرہ ٹپکتا تھا اوس سی مشک کی خوشبو آتی تھی اوسی حالت
مین پردہ حجاب کا میری آنکھون سی اوٹھگیا مشارق اور مغارب کی حالات مجھپر منکشف ہوگئی تین علم سبز ایک مشرق
دوسرا مغرب تیسرا بام کعبہ پر منصوب دکھائی دیا جسوقت وہ مہر سپہر عظمت پیدا ہوئی سجدہ کیا اور ہاتھ آسمان کیطرف
اوٹھا کی مناجات کی اور نہایت تضرع اور الحاح سی امت کی مغفرت چاہی بعد اوسکی ایک ابر سفید آسمان سی نمودار ہوا
اور ناگاہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آغوش مین لیکر غائب ہوگیا آواز آتی تھی کہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو مشارق اور مغارب چار حد عالم مین پھراؤ تا جمیع خلائق اونکو نام اور صورت اور صفات سی پہچانین بعد اسکے
وہ ابر طرفۃ العین مین برق جمال محمدی سی روشن ہوگیا مین نی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پارچہ مین لپیٹا ہوا
پایا پھر ایک بدلی اور نمودار ہوئی اوس سی کلام مردون کی سنی جاتی تھی منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
چارون طرف عالم کی لیجاؤ اور تمام جن اور انس اور ملائکہ کو اونکا جمال جہان آرا دکھاؤ تا سب پہچانین اور جتنی کم
جو کمالات اور انبیا کو جدا جدا عنایت ہوئی تھی سب بمجموعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خلافت آدم ملک سلیمان
حسن یوسف خلت ابراہیم کلام موسی دم عیسی عبادت یونس شکر نوح لسان اسمعیل بشرای یعقوب صوت داود
صبر ایوب زہد یحیی عطا کیا گیا اور سوا اسکے ولایت محبوبیت حق رویت اور قرب مطلق اصطفا منصب قضا اور فنا
ابتہاد احتسا شفاعت عظمی علم وسیع عرفان اتم اور جمیع کمالات صوری ومعنوی خاصۂ ذات بابرکات کیواسطی تھی
سوای رتبۂ شہادت کی کہ باسباب ظاہر منافی شان نبوت کی تھا سو وہ بھی آپکی جگر گوشۂ قرۃ العین یعنی حضرات حسنین
علیہما السلام کو حاصل ہوا تا حاصل ہو نا کسی کمال ظاہری اور باطنی کا ذات مجمع کمالات سی باقی نرہی صفیہ
بیٹی عبد المطلب کی یعنی پھوپھی حضرت کی کہتی ہین کہ ولادت کی وقت مین حاضر تھی تمام گھر نور سی معمور
ہوگیا اوسکی روشنی سی چھہ چیزین بہت عجیب نظر آئین ایک تو یہ کہ پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا
اور آہستہ آہستہ فرمایا یا رب اُمَّتِی اُمَّتِی دوسرے یہ کہ زبان فصیح اور عبارت صحیح سے فرمایا
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ تیسری نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چراغ پر غالب تھا چوتھی
مین نی چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلاؤن غیب سی آواز آئی ای صفیہ تو تکلف نکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو ہمنی شستہ اور پاک بھیجا ہی پانچوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور ختنہ کیے ہوے پیدا ہوئی
چھٹے شانہ مبارک پر مہر نبوت ستارۂ صبح سی روشن تر دیکھی اوسمین بخط نور لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
آمنہ خاتون روایت کرتی ہین کہ ولادت کی وقت تین شخص غیب سی نمودار ہوئی اونکی رخسارے مثل آفتاب کے

عَلَی اَحْمَدَ الْمُؤَیَّدِ الْمُسَدَّدِ الْمُسْتَنَدِ الْمُمَجَّدِ الْمُحَمَّدِ صَاحِبِ اللِّوَاءِ وَالْوَلَاءِ وَالتَّاجِ

اوس احمد تائید اور سدید کیے گئے سند والے بزرگ ہوئے پر جو صاحب نشان و محبت اور تاج

وَالْمِعْرَاجِ سِرَاجِ الْهِمَمِ مِنْهَاجِ الْكَرَمِ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ النَّصِيْرِ

و معراج والا چراغ ہمتون کا بخشش کی راہ ہے ای رب میری درود و سلام بھیج اوس بشیر و نذیر بڑے

الْكَبِيْرِ الطَّهِيْرِ اَمِيْرِ الْعَرَبِ سُلْطَانِ الْعَجَمِ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى الْحَبِيْبِ الْمُكَرَّمِ

مددگار حمایتی پر جو سردار عرب بادشاہ عجم ہے ای رب میری درود و سلام بھیج ایسے حبیب بزرگ

الْمُعَظَّمِ الْمُفَخَّمِ الْمُحْتَشَمِ الْاَكْرَمِ الْاَعْظَمِ بَحْرِ الْكَرَمِ عَيْنِ الْهِمَمِ مَعْدَنِ الْحِكَمِ مَصْدَرِ

عظمت والی باوقار باحشمت نہایت بزرگ بہت بڑے دریای بخشش اور چشمہ ہمت کان حکمت جا ے صدور

النِّعَمِ مِصْبَاحِ الْقِدَمِ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى نُوْرِكَ الْقَدِيْمِ وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ

نعمتون کا چراغ ہمیشگی کا ہے ای رب میرے درود و سلام بھیج اپنے نور قدیم اور راہ مستقیم اور

وَصَفِيِّكَ الْعَلِيْمِ الْحَلِيْمِ الرَّحِيْمِ الْكَرِيْمِ الْحَكِيْمِ الْحَكَمِ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ

برگزیدہ دانا پر جو بہت ہی بردبار رحمت والا باکرام بخشنہ کار فیصلہ کرنیوالا احصو ںکا ای رب میری درود و سلام بھیج

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلَى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پر اپنے مدام

آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہین کہ وقت وضع حمل کی ایک آواز عظیم الشان بلند میری کان مین آئی کہ اوسکو سنکر

خوف غالب ہوا ناگہان ایک مرغ سپید نے اپنی بازو میری سینہ پر ملی کہ فوراً وہ خوف جاتا رہا ناگاہ تشنگی غالب ہوئی

خود بخود ایک پیالہ شربت کا مثل دودھ کی سپید غیب سی نمودار ہوا مین نے خوب سیر ہو کی پیا شہد سی زیادہ شیرین تھا

پھر ایسا نور مجھسی ظاہر ہوا کہ تمام گھر اوس نور سی نورانی ہو گیا جسطرف دیکھتی تھی سوا نور کی اور کچھ نظر نہین آتا تھا

اور کچھ عورتین باحسن و جمال مثل دختران عبد مناف نظر آئین او متکفل میری امورات کی ہوئین اونھین دیکھ دیکھ تعجب

ہوتی تھین جانتی کہ کون ہین اور کہانسی آئی ہین اور صحن خانہ مین آواز رفتار سنتی لیکن کوئی چلنیوالا نظر نہین آتا تھا اور ایک چادر

طولانی سپید آسمان سی زمین تک نظر آئی او سوقت منادی نی ندا کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چشم خلائق سی نگاہ رکھیو اور

جماعت کی جماعت مرغان زمرد منقار یاقوت بازو خرامان خرامان مجھ تک آئی آواز اونکی نغمہ خیز نہایت طرب انگیز

اور کچھ مرد نظر آئی درمیان آسمان و زمین کی ہوا مین معلق کھڑے ہوئی گلاب پاش اور صراحیان نقرئی ہاتھ مین لیے

کوئی اوٹھا بادۂ وحدت سے مست	کوئی پہونچا ساغر غفلت بدست
یان تو مین ہون اور دل مایوس ہے	شرم ہے اور حسرت و افسوس ہے
ہاتھ خالی اوسطرف جاتا ہون مین	اور تہیدستی سے شرماتا ہون مین
باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا	آسرا وان ہے تو بیشک آپکا
سخت مشکل ہے کہ وقت جانکنی	ہوتی ہے شیطان کو فکر رہزنی
سخت طوفان بلا ہے نزع روح	آپ اوس طوفان آفت کے ہین نوح
ایسی مشکل مین خبر لیجے مری	سید عالم مدد کیجے مری
اوس گھڑی رحم آپکا درکار ہے	گر کرم کیجے تو بیڑا پار ہے
جسدم آئین قبر مین منکر نکیر	دستگیری کیجیے یا دستگیر
دولت دیدار جسدم پاؤن مین	قبر مین اوٹھکر فدا ہوجاؤن مین
حال میرا آپ سے مخفی نہین	شرح غم پھر کیا کہون اندوہگین
آتش دوری جلاتی ہے مجھے	اور تپ ہجران ستاتی ہے مجھے
رحمت عالم خدا کے واسطے	اپنے حسن دلربا کے واسطے
بس مجھ رنجور کی مت توڑیے	تشنہ کو محروم یون مت چھوڑیے
آستانہ پر بلا لیجے مجھے	وصل کا ساغر پلا دیجے مجھے
در کو تکتے تکتے ہوجاؤن ہلاک	وانکی خاک پاک سے ملجائے خاک

کوئی اپنے زہد پر نازان چلا	کوئی اوٹھکر جھاڑتا داماں چلا
کون پوچھے گا مجھے سرکار مین	ہاتھ خالی مین چلا دربار مین
عابدونکے ساتھ کیونکر جاؤن مین	روسیہ ہون منہ کسے دکھلاؤن مین
دستگیرا دستگیری کیجیے	آبرو میری وہان رکھ لیجیو
کشمکش مین یان تو ہے اپنی جان ہے	وان وہ دشمن درپی ایمان ہے
باپ بیٹا بھائی کام آتا نہین	ساتھ بیکس کے کوئی جاتا نہین
جب تباہی مین پڑی میرا جہاز	مشکل آسان کیجیے بندہ نواز
دم نکلجائے وہ صورت دیکھکر	خاتمہ ہو آپ ہی کے نام پر
شکل اونکی دیکھکر مضطر ہون	وہ جمال دلربا پہچان لون
گرد پھر پھر کر کبھی قربان ہون	اوس کف پاسے کبھی آنکھین ملون
ہان طبیب مہربان بیمار ہون	درد ہجران سے بہت ناچار ہون
ہجر مین ایسا نہو یا شاہ دین	ہند کا ہوجاؤن پیوند زمین
چار یار باصفا کے واسطے	اہل بیت مجتبیٰ کے واسطے
ہجر مین اب تک جو گذری زندگی	زندگی سے ہے مجھے شرمندگی
رات دن ہوتا رہے بس برملا	عمر بھر نظارہ اوس درگاہ کا
نام نامی پہ ہو حسن ختتام	خاتمہ ہے نام اسکا والسلام

مسلمانو اسوقت کہ نام خواجۂ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زبان پر آیا مقام اسکا ہے کہ جان و دل سے درود نا محدود بھیجو یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْهَاشِمِیِّ الْمَدَنِیِّ الْقُرَشِیِّ الْعَرَبِیِّ الْاَبْطَحِیِّ ای رب مری درود وسلام بھیج اوس بن پڑھے نبی پر جو اولاد ہاشم متوطن مدینہ قوم قریش سے ملک عرب بطحا کی الزَّکِیِّ شَفِیْعِ الْاُمَمِ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الرَّسُوْلِ الْمُصْطَفٰی الْمُجْتَبٰی الْمُقْتَدٰی الْمُهْتَدٰی پیدایش پاکیزہ سفارشی امت کا ہے ای رب میری درود وسلام بھیج اوس رسول برگزیدہ بزرگ پیشوا رہنما بَدْرِ الدُّجٰی شَمْسِ الضُّحٰی نُوْرِ الْهُدٰی صَاحِبِ السَّیْفِ وَالْقَلَمِ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ چودھوین رات کا چاند چڑھتے دنکا آفتاب چراغ ہدایت کا تلوار و قلم والا ہے ای رب میری درود وسلام بھیج

ندر کھا تھا اور باپ نے سفر آخرت کا قبول کیا بہت افسوس ہوا حال آنکہ یتیمی اوس گوہر دریای وحدت کی موجب افزونی قدر و قیمت تھی بیت چون در اگر یتیم شد بیش بود بہای او + زانکہ خرد فزون نہد در یتیم را بہا الغرض جب نو مہینے کامل مدت حمل کے گذر گئے تب بارہوین تاریخ ربیع الاول کی دوشنبہ کے دن وقت صبح صادق بعد چھ ہزار سات سو پچاس برس کے زمانہ آدم علیہ السلام سے آفتاب عالمتاب وحدانیت مطلع قدم سے ساحت حدوث پر جلوہ افروز ہوا یعنے سید کونین سلطان دارین احمد مصطفے محمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارون جاہ و جلال سے دولتسرا ے اقبال مین ظہور اجلال فرمایا نظم

ندا از حاملان عرش آمد	کہ برخیز از پے تعظیم احمد
شہ دین و دنیا تولد ہوئے	سہ اوج علیا تولد ہوئے
تولد ہوئے سرور مرسلان	تولد ہوئے رہبر دو جہان
تولد ہوئے بحر فیض عمیم	شفیع مطاع نبی کریم
تولد ہوئے خواجہ بعث و نشر	تولد ہوئے شافع روز حشر

شہنشاہ اعظم تولد ہوئے	رسول مکرم تولد ہوئے
تولد ہوئے پیشوای جہان	تولد ہوئے مقتدای جہان
تولد ہوئے رہنمای قدیم	قسیم جسیم وسیم و نسیم
تولد ہوئے مہر اوج شرف	تولد ہوئے فخر عہد سلف

سبحان اللہ ایسے آفتاب خیر اور برکت نے مطلع ذات مطلق سے اطراف کائنات مین طلوع فرمایا کہ جسکے جمال عالم افروز نے فرش سے عرش تک منور کر دیا اور کسکے ہو سکتا کہ نام کفر اور ظلمات کا باقی رکھا ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ تہنیت خوان اسلام تھا اور شجر اور حجر اور در و دیوار سے آواز سلام آتی تھی نظم

السلام ای آفتاب اوج دین	السلام ای انتخاب اولین
السلام ای قبلہ گاہ اہل دین	السلام ای بادشاہ مرسلین
السلام ای شاہ عظمت السلام	السلام ای ماہ رفعت السلام
السلام ای پیشوای انبیا	السلام ای مقتدای اولیا
السلام ای زبدہ ارباب علم	السلام ای قدوہ اصحاب علم
السلام ای شاہ شاہان السلام	السلام ایجان جانان السلام
السلام ای غمزدونکی دستگیر	السلام ای ہادی روشن ضمیر
السلام ای دو جہان کے پادشاہ	مجھ غریب خستہ پر بھی اک نگاہ
رحم کر رحم ای کریم بیکسان	چھوڑ کر یہ آستان جاؤن کہان
گو برا ہون یا بھلا جیسا ہون مین	سگ تمہی ہی در کا کہلاتا ہون مین

السلام ای دستگیر بیکسان	السلام ای چارہ درد نہان
السلام ای بود آدم را سبب	السلام ای خلق عالم را سبب
السلام ای گوہر تاج قبول	السلام ای زیب معراج قبول
السلام ای باعث ایجاد خلق	السلام ای موجب بنیاد خلق
السلام ای مظہر انوار حق	السلام ای مصدر اسرار حق
السلام ای انبیا کے مقتدا	السلام ای اولیا کے پیشوا
السلام ای درد دل کے چارہ ساز	السلام ای خواجہ بیکس نواز
چارہ ساز بیکسان بیکس ہون مین	آرزومند در اقدس ہون مین
ہون پیاسا شربت دیدار کا	تجھ سوا ہے کون مجھ بیمار کا
فکر رہتی ہے مجھے یہ روز و شب	روز محشر ہونگے سب جب دم طلب

پیدا ہوگا نقل ہے کہ عبد اللہ جس دم بتخانہ کیطرف جاتی تھے آواز آتی تھی کہ ای عبد اللہ زنہار ہمارے قریب مت آ کسواسطے کہ نور پیغمبر آخر الزمان تیری پیشانی سے جلوہ افروز ہے اور سبب ہماری ہلاکت کا ہوگا غزل

شب میلاد سلطانست امشب — زمین چون عرش نازانست امشب
سرای او که از نورست معمور — تو گوئی عرش سبحانست امشب
ملائک تہنیت گویان که لاریب — شب قدر عزیزانست امشب
بہر کوئی کہ مے بینم بعالم — بہار باغ رضوانست امشب
صبحدم تا خسرو افلاک یعنی آفتاب — بر کشید از عارض گلگون خود بند نقاب
بسکہ شبنم از فروغ لالہ شعلہ بر فروخت — سبزہ ہمرنگ زمرد شد ز فرط آب و تاب
ہیچ میدانی کہ این صبح صفا با چہ صبح شد — کز صفایش چہرہ خورشید میریزد گلاب

غزل

ز نور مصطفیٰ ہر سو کہ بینی — تجلی گاہ یزدانست امشب
لب حوران ترنم زیر تسبیح — بگردون زہرہ رقصانست امشب
دل عشاق از داغ جگر سوز — خوشا رشک چراغانست امشب
شہید بینوا ہمچو بلبل — درین گلشن غزلخوانست امشب
از زمین تا آسمان یکسر تجلی زار شد — خاک گردید از صفا ہمرنگ نقش ماہتاب
خور شعبہ (?) یدیبیرہ آسمان از شب صبح — خاک را رو بد جاروب شعاع آفتاب
صبح میلاد ہمین ہست این کہ جلوہ آشکار شد — غیرت آئینہ میگردد دل ہر شیخ و شاب

قلم ارادت رقم ارباب تواریخ کا نہایت ادب اور تعظیم سے سربسجدہ ہوکر یون زمزمہ سنج حقیقت ہے کہ وہ نور متبرک بارہوین تاریخ جمادی الآخر وشب جمعہ کو عبد اللہ سے منتقل ہوکر حضرت کی والدہ ماجدہ آمنہ کو تفویض ہوا راوی لکھتا ہے کہ جس رات کو آمنہ خاتون حاملہ ہوئین دو سو عورتین رشک اور حسد سے مرگئین اوس رات کو ملائکہ آسمان نے غلغلہ شادمانی کا زمین تک پہونچایا اور اہل زمین نے طنطنہ کامرانی کا آسمان کو سنایا جبرئیل نے علم خانہ کعبہ پر نصب کیا اور مبارکبادی فرشتون نے ارباب زمین کو دروازے بہشت کے مفتوح کردیے عالم انوار قدس سے معمور ہوگیا ابلیس پہاڑون مین جاچھپا چالیس شبانہ روز صحرا اور دریا مین سرگردان رہا بت روی زمین کے سرنگون ہوئے حیوانات قریش کے بولنے لگے اور بشارت دی مغرب کے طیور اور وحوش نے مشرق کے چرند اور پرند کو کہ آج آمنہ حاملہ ہوئین اب زمانہ خیر البشر ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا نزدیک آیا شیاطین اور سلاطین کے تخت اوندھے ہوگئے آمنہ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ آغاز حمل سے چھ مہینے تک کوئی علامت علامات حمل سے مجھپر ظاہر نہوئی اور کسی طرح کا ضعف اور الم مجھے معلوم نہوا چند مدت قبل اس واقعہ کے اہل قریش بسبب خشک سالی کے ضعیف اور ناتوان ہوگئے تھے جب آمنہ خاتون حاملہ ہوئین پانی برسا اور درخت خشک سرسبز ہوئے قبل تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبد اللہ پدر بزرگوار کو اتفاق سفر کا ہوا اور ہنگام مراجعت سفر آخرت پیش آیا اثنائے راہ مین انتقال فرمایا عبد المطلب کو اس سانحہ قیامت خیز سے نہایت الم ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی ہے کہ ہنوز رحم مادر سے گلشن دنیا پر قدم نا

تسبیح اور تقدیس مین مشغول رکھا الغرض وہ نور کرامت ظہور ستر ہزار برس تک عرش پہ اور پانچہزار سال کرسی
پر جلوہ افروز رہا پھر جبرئیل ع اور میکائیل ع اور اسرافیل ع بموجب حکم ربانی زمین پر آئی اور پارہ خاک طلب کیا زمین
نے جسوقت نام خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا شق ہوگئی اور خاک سپید مثل کافور اوس سے ظاہر ہوئی
چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مثقال خاک اوس مقام سے کہ اب جاے تربت اوس جناب کی ہے لے آئے
پھر اوس خاک کو مشک اور زعفران اور سلسبیل اور ماء معین اور شراب تسنیم اور کافور بہشتی سے خمیر کر کے
مادۂ وجود باجود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتب کیا اور جبرئیل ع نے اوس درج نور مطہر کو اطباق سموات
اور اطراف بہشت در اصناف ملائکہ مین گردگرد پھرا کر مژدہ سنایا هٰذَا طِينَةُ حَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَشَفِيعِ
الْمُذْنِبِينَ مَشْهُورٌ فِي الْأَوَّلِينَ وَمَذْكُورٌ فِي الْآخِرِينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غرض وہ مایۂ وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بصورت ایک قندیل کے چند مدت خلقت کالبد آدم ع تک ساق
عرش سے معلق رہا جسوقت وہ نور قدم گنجور مطلع انوار قدسیہ سے مثل کوکب دری کے درخشان ہوا پھر اوس
گنج توحید کے لیے محل اور معمور مطلوب ہوا اور ترتیب اور ترکیب کالبد حضرت آدم ہوا ای إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ
عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ کی ممالک ملکوت مین ندا ہوئی کہ جو کوئی قابلیت قبولیت کی رکھتا ہو مان اس گوہر
گرانمایہ کی خریداری کرے نظم گوہر بر سر بازار ظہور آوردند + تا خریداروی از کون و مکان برخیزد + این گرانمایہ متاع
از دو جہان بیش است + طالبی کو کہ ہم از جان جہان برخیزد + آبو البرکات اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے
زبان مستعد اوسی گویا یون عرض کیا شعر نشین بر دل ویرانہ ام ای گنج مراد + کہ من اینخانہ بسوداے تو ویران کردم + القصہ
بمصداق وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ وہ ودیعت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ جسم خاکی انسان کو عنایت ہوئی یعنی نور محمدی حضرت آدم
کی پیشانی پر جلوہ افروز ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عبد المطلب اور عبد المطلب سے عبد اللہ تک تبہ مرتبہ
منتقل ہوتا رہا چنانچہ ایکدن عبد اللہ نے عبد المطلب سے کہا کہ جب مین بطحا کیطرف جاتا ہون ایک نور عظیم الشان میری پیٹھ
سے ظاہر ہو کر دو حصہ ہو جاتا ہے نصف اوسکا جانب مشرق اور نصف اوسکا جانب مغرب منتقل ہوتا ہے من بعد وہی
نور بصورت پارۂ ابر کے میرے سر پر سایہ کرتا ہے پھر متوجہ ہوتا ہے طرف آسمان کے اور دروازے آسمان کے کھل جاتے ہین اور جب
زمین پر بیٹھتا ہون زمین سے آواز آتی ہے کہ اے وہ شخص کہ نور محمدی تیری پشت مین جلوہ افروز ہے تجھپر سلام اور جس درخت
خشک کے پاس گذر کرتا ہون وہ درخت فوراً سرسبز ہو جاتا ہے اور مجھپر سایہ کرتا ہے جسوقت وہان سے اوٹھتا ہون پھر بدستور
سوکھ جاتا ہے عبد المطلب نے کہا کہ اے عبد اللہ بشارت ہو تجھکو کہ تیری صلب سے سید رسل ہادی سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

موقوف ہوئی مسلمانو ہرگاہ مردود بارگاہ ایزدی بدولت وجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سیطرح بلا سے نجات پائے طالبان محمد اگر صدمہ آتش دوزخ سے محفوظ رہین کیا بعید ہی نقل ہے کہ ایکدن حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبرئیل ردای مبارک کو بوسہ دیتی تہی اور بار بار آنکہون سے لگاتے تہی حضرت نی پوچہا ای جبرئیل یہ کیا حالت ہے میکائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ جبرئیل نی آج ستر بار رخصت طلب کی کہ حضور مین حاضر ہو ملائکہ کہتے تہے کہ اسقدر مبالغہ اور اصرار کیا ضرور ہی اسنے کہا مجہے معذور رکہو کہ بدون زیارت جمال رسول خدا کے مجہو صبر نہین آتا نظم چشم کشا نور محمد ببین ٭ قاعدۂ دولت سرمد ببین ٭ ہر دو جہان پرتو نور ویست ٭ کون و مکان بہر ظہور ویست ٭ نور نبی لمعۂ نور خدا ہست ٭ لمعۂ ہر نور از وی جدا ہست ٭ نور خدا ظاہر ازین نور شد ٭ ماتم ہر طالب ازین سور شد ٭ **بیان نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم**

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
بھیج اے رب مرے درود و سلام	برگزیدہ نبی پر اپنے مدام

دانایان غوامض حقیقت اور ماہران رموز شریعت نی یون لکہا ہی کہ جب حضرت صمدیت کو اظہار ذات مستجمع کمالات کا منظور ہوا جمیع موجودات کی نو سو ہزار برس پیشتر نور کامل السرور خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کر کی فضای قربت مین رکہا پس وہ نور کرامت ظہور ایک مدت تک بساط تقرب پر طواف مین مشغول رہا بعد اوسکے سجدی کے لیے مامور ہوا چنانچہ ایک سال کامل اوس جہان کا کہ ہر سال تین سو ساٹھہ دن کا اور ہر روز یہان کی ایک برس کی برابر ہوتا ہی سجدی مین رہا اور خدای عز و جل کی تسبیح مین مشغول تہا پس اوس نور قدم گنجور سے ایک جوہر بنایا اور اوس جوہر فیض مظہر کو نظر عنایت سے دیکہکر دس حصے کیے ایک حصے سے عرش دوسرے سے لوح تیسرے سے قلم بنایا اور حکم کیا قلم کو کہ لکہہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قلم نی ہزار برس مین بِسْمِ اللّٰهِ لکہی بعد اوسکی لکہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جسوقت نام خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہا ہزار برس تک سربسجدہ رہا پہر سر اوٹہا کی کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حق تعالی نی اپنی حبیب کیطرف سے جواب دیا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَعَلَيْكَ مِنِّي الرَّحْمَةُ اوسیطرح حصۂ چہارم اور پنجم اور ششم اور ہفتم اور ہشتم اور نہم سے ماہتاب آفتاب بہشت اور ملائکہ اور دن اور کرسی بنائی دسوین حصہ سے روح محمدی پیدا کر کی عرش کے داہنی طرف چار ہزار برس تک

[1] شروع کرتا ہون مین ساتہ نام اللہ کے ... ۱۲
[2] ... کوئی معبود برحق مگر خدا محمد پیغمبری اللہ کا ۱۲
[3] سلام اوپر تیری اے محمد رحمت بہیجے اللہ اور سلام ۱۲
[4] اور تیری سلام اور اوپر اوس کی میری طرف سے رحمت ۱۲

نوازش اور اکرام ہی سُبْحَانَ اللّٰہِ بکرمہٖ روایت ہے کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت
کے دن کمر شفاعت مضبوط باندھین گے اور تاج کرامت کا فرق مبارک پر رکھکر عرصات قیامت میں
جسطرح مادر مشفقہ اپنے فرزند گم گشتہ کی جستجو کرتی ہو اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرماتے ہوئی امت گنہگار کی جستجو
فرمائین گے حکم ہوگا ای محمد اپنی امت کو حساب کیو اسطے سامنے لاؤ آپ خلفائے راشدین اور
مہاجرین اور انصار اور شہدا اور زہاد و عباد کو سامنے لیجائینگے خطاب ہوگا ای محمد یہ لوگ مطیع ہین یا
منحرف مخلص ہین یا دشمن عالم ہین یا جاہل روزہ دار ہین یا حرام خوار کس طرحکے لوگ لائی ہو خواجہ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نہایت ملول اور مغموم آبدیدہ ہو کر عرض کرینگے پروردگار میری مجھے تیرے رحم اور کرم سے یہ
امید تھی کہ اسقدر میری امت کی تفتیش فرمائے گا ارشاد ہوگا ای حبیب آج روز حساب ہے کاہ کاہ قطرہ
قطرہ حساب کرونگا تا تجھے معلوم ہووے کہ تیری امت سے کسقدر نافرمانی ہوئی کوہ کوہ دریا دریا بخشدونگا
تا دیکھے تو مجھے کسقدر تیری پاسداری اور غمخواری منظور ہے نقل ہے کہ جب بہشت مین حضرت ابو البشر
آدم علیہ السلام پر عتاب نازل ہوا اور حلہ بہشتی لے لیا گیا آدم نے شرم برہنگی سے بھاگنے کا ارادہ کیا موے سر
درخت عناب سے الجھ گئے حکم آیا ای آدم مجھسے بھاگتا ہے عرض کیا تجھسے مجال گریز کی نہین مگر تجھسے تیری
پناہ مانگتا ہون تو غفور و رحیم ہے میری خطا سے درگذر کچھ اثر پذیر نہوا حکم آیا اُذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ لیجاؤ میرے بندے کو
فرشتے کشان کشان لیچلے پھر عرض کیا خداوندا مجھے تونے اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور بہشت جائے آسائش دی
ملائکہ کو میرے سجدے کا حکم فرمایا صرف ایک گناہ سے یہ سب کرامتین اُلٹ کر حکم ہوا اُذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ فرشتے اوسیطرح
لیچلے التماس کیا پروردگار بے نیاز تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیری اولاد سے انبیا اور اولیا پیدا کرونگا اب مجھپر رحم کر
سود مند نہوا غرض ہر بار منت اور الحاح حضرت آدم کی زیادہ ہوتی تھی اور جس درخت سے پناہ مانگتے تھے وہ
درخت دور بھاگتا تھا اور ہر بار یہی حکم ہوتا تھا اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اور ملائکہ کشان کشان لیے جاتے تھے حضرت آدم
نے عرض کیا یا الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مجھپر رحم کر حکم پہونچا کہ ای ملائکہ اسوقت آدم ہماری درگاہ مین شفیع برحق
لایا ہے اب تعظیم کرو اسکی کہ بدولت نام محمد کے ہمنے اوسکا گناہ عفو کیا روایت ہے کہ جب ابلیس لعین راندۂ درگاہ ہوا
ایک فرشتہ ہر روز تپانچہ غضب اوسکے منہ پہ مارتا تھا اثر اوس تپانچہ کا دوسرے روز تک اُٹھ نہوتا تھا بعثت سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جب آیت کریمہ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نازل ہوئی اوسنے عرض کیا
یارب العالمین عالم مین مین بھی ہون مجھے بھی اس نعمت عظمیٰ سے محروم مت رکھہ حکم ہوا آج سے ضربت تپانچہ

پیدا کیا تھا روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ منورہ مین ایک درخت ہی ہر سال
مین دو بار پھولتا ہی اور ہر ایک پھول مین سات پتی ہوتی ہین ہر پتی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
منقوش ہی والی اوس ملک کا ان پھولون کو باحتیاط تمام رکھتا ہے مریض اوسکے استعمال سے
شفا پاتے ہین اور نابینا بینا ہوجاتے ہین اگر کوئی پتا اوس درخت کا زمین پر گرتا ہے تو فرشتے اوسکو
فوراً اوٹھا لیجاتے ہین کسی جانور کی مجال نہین کہ اوسکو کھاوے اور کسی آتش کا زہرہ نہین کہ اوسی
جلادے دوستو مقام تہنیت ہی کہ ہر گاہ برگ درخت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی نام کی برکت سے
جلنے سے محفوظ ہے بندۂ مومن کہ جسکے دلپر کلمۂ طیبہ نقش ہو کیونکر آتش دوزخ سی محفوظ نرہیگا نقل ہی کہ زمانہ
بنی اسرائیل مین ایک شخص نہایت فاجر اور بدکار تھا دوسو برس تک فاسق اور فاجر رہا سب لوگ اوسکی
فسق و فجور سے عاجز تھے جب وہ مرا تو اوسکو ایک مزبلۂ بول اور براز مین پھینکدیا جبرئیل امین اوسیوقت
حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا خدا یتعالی فرماتا ہے کہ آج ہماری دوست نی دنیا سی انتقال کیا
لوگون نی اوسکی نعش بول و براز مین پھینک دی ہی ابھی اوسکی تجہیز اور تکفین لازم ہی اور بنی اسرائیل
سے کہو کہ اگر اپنی مغفرت چاہتے ہون اسیوقت اوسکے جنازہ کی نماز پڑہین حضرت موسیٰ نی کمال تعجب
سی سبب اوسکی آمرزش کا پوچھا حکم ہوا کہ جسقدر گناہ اوس گنہگار سی دوسو برس کی مدت مین سرزد ہوئے
خدا خوب جانتا ہی اور حال اوسکا کبھی لائق بخشایش نتھا لیکن ایکدن اوس شخص توریت دیکھتا تھا جسوقت
محمد کا نام پڑہا آب دیدہ ہوا اوس ورق کو آنکھون سے لگایا ہمکو تعلیم اور توقیر اپنے حبیب کی پسند آئی ایک
تعظیم کی برکت سی دوسو برس کے گناہ عفو کیے عاشقان محمد دل خوش رکھو کہ عشق حضرت خواجہ کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ہر حال وسیلۂ نجات ہی روایت ہی کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہونچے اور حضرت
یوسف علیہ السلام تمامی فوج اور لشکر سے استقبال کو آئی حضرت یعقوب بلندی پر کھڑے تھی جوق جوق لشکر
سامنے سی گذرتا جاتا تھا جسدم حضرت یوسف نی پدر بزرگوار کو دیکھا عماری زرنگار سی گرے اور حضرت یعقوب ع
بھی یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی خاک پر غلطان ہوئی یہانتک کہ دونون لپٹ کر بیہوش ہوگئے ملائکہ
مقربین یہ حال دیکھکر روئی اور کہا خداوندا جتنی محبت یعقوب ع کو یوسف ع کے ساتھ ہے کوئی اور بھی
ایسی محبت کسی سی رکھتا ہوگا ارشاد ہوا قسم ہی مجھے اپنی عزت اور جلال کی کہ مجھے انبیاں محمد سی اتنی ہی محبت ہے
جتنی یعقوب ع کو یوسف سی ہے محبوبین نہین جانتا کہ یہ کیا مقام ہے اور اپنے محبوب کی امت پر کس قدر

عہد کیا کہ تا زندگی اس محفل عالی کے چھوڑنے کا اتفاق نہو گا دوسرے روز پھر اوس جوان نے
خواب دیکھا کہ دو مکان جڑاؤ کہ اوسکے ادنی جواہر کے آگے سات ولایت کا خراج برابر ایک جو کے ہے
تیار ہین اور بہت سے مکانات اونکے گرد ہین اون دونون مکانون مین سے ایک مکان مین وہ ضعیفہ
بہت عمدہ کپڑے پہنے ہوئے نہایت شان وشوکت سے مسند زرنگار پر تکیہ نورانی لگائے بیٹھی ہے
اوسکے لباس سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ اگر مردے کے دماغ مین پہونچے تو قبر مین جی اوٹھے جوان نے
اوس ضعیفہ سے سبب اس مرتبہ اور عزت کا پوچھا کہا اے بیٹے یہ مرتبہ بدولت اوسی دینار کے ہے
جو تونے محفل مولد شریف مین خرچ کیا اور یہ دوسرا مکان اوس خدمت کے انعام مین تیرے واسطے
تیار ہوا ہے اور سب مکان گرد وپیش کے حاضرین مجلس کے لیے بنے ہین جنہون نے مجلس مولد شریف
مین حاضر ہوکر ذکر محبوب خدا کا سنا ہے اور اپنا جان ومال آپ کی محبت مین فدا کیا ہے مسلمانو
چاہیے کہ ایسے جناب کے نام پر جان ومال نثار کرو کہ قیامت کے دن وسیلہ نجات ہوے

یا رب صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلہم
بھیج اے رب مرے درود وسلام	برگزیدہ نبی پہ اپنے مدام

اے عاشقان روے محمد و اے شیفتگان گیسوی احمد جانو اور آگاہ ہو کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
مادہ تمام موجودات اور خلاصہ جمیع کائنات کا ہے یعنے جب صانع باکمال کو ظاہر کرنا اپنے حسن بیزوال کا
منظور ہوا پہلے نور احدیت سے نور احمدی پیدا کیا اور تمام موجودات کو اوسکے نور سے عالم ظہور مین لایا
اور ظہور اوس ذات ستودہ صفات کا سب انبیا کے بعد محض اسواسطے تھا کہ جسطرح بعد طلوع آفتاب
کے روشنی ماہتاب اور ستارون کی چھپ جاتی ہے فروغ ملت محمدی ناسخ سب ملتون کا ہے اگر وہ نور
قدم پہلے سب کے جلوہ افروز ہوتا تو اور انبیا رسالت اور نبوت سے محروم رہتے رباعی لا العلم پیش از
ہمہ شاہان غیور آمدہ ۞ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ ۞ ای ختم رسل قرب تو معلوم شد ۞ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ
روایت ہے کہ ایکدن جناب خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے
پوچھا کہ اے جبرئیل عمر تمہاری کسقدر ہو گی عرض کیا یا رسول اللہ خدا ہی علیم و دانا ہے حال یہ ہے اسقدر
جانتا ہون کہ جب مجھے خلعت وجود عنایت ہوا ایک ستارہ نورانی کئی سو ہزار برس کے بعد طلوع ہوتا تھا
اور مین نے اوس ستارہ کو کئی سو بار دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ نور اب بھی نظر آتا ہے کہا کہ بعد ظہور
ذات بابرکات کے پھر کبھی نہین دیکھا فرمایا کہ وہ ستارہ نور محمدی تھا کہ صانع مطلق نے قبل تخلیق جمیع موجودات کے

جسکا نام لکھا جاوے گا کسواسطے کہ بعد ختم المرسلین کے کوئی پیغمبر نہوگا جبرئیل نے کہا ای نوح ع اور
شاہ نامدار کے چار یار ہین کہ دین و اسلام اور آئین و ایمان کے چار رکن اونکی ذات سے مستحکم ہین
یہ چارون تختے اون کے نامون سے مرتب کیجیے تب یہ کشتی کنارۂ نجات پر پہونچے گی غزل

اینجا بیا کہ محفل میلاد سرورست	اینجا بیا کہ بزم شہنشاہ اکبرست	اینجا بیا کہ جلوۂ حق بیکسانہ نورست	اینجا بیا کہ وصف جمال پیمبرست
اینجا بیا کہ انجم چوست چون سفینہ	اینجا بیا کہ مہر درخشندہ ہمبرست	اینجا بیا کہ چرخ برنیست سایبان	اینجا بیا کہ چادر مہتاب بسترست
اینجا بیا کہ مدح قد یار سکینہ	اینجا بیا کہ وصف خط و خال دلبرست	اینجا بیا کہ عارض رو زرد و لفونیست	اینجا بیا کہ طرۂ شب رخ پرورست
اینجا بیا کہ بلبل قصیدہ نغمہ خوان ست	اینجا بیا کہ گل دگر و باغ دیگرست	حضرت مولانا عبد اللہ بن عیسی انصاری رحمۃ اللہ علیہ	

نقل کرتے ہین کہ ہماری پڑوس مین ایک بڑھیا نیکبخت پرہیزگار رہتی تھی دن رات عبادت کرتی جب مری تو اوسکی اسباب مین سے ایک دینار کہ وہ بھی اوس غریب نے سوت بیچ بیچ کر جمع کیا تھا نکلا اوسکے بیٹے نے عہد کیا کہ اس دینار کو کسی ایسے کار خیر مین صرف کرنا چاہیے کہ جس سے مجھے بھی اور اوس ضعیفہ کو بھی ثواب حاصل ہو اسی فکر مین تھا کہ ایک روز کسی مقام مین جا نکلا کہ جہان فقرا چند اکٹھے ہوکر ذکر خیر جناب سید انام علیہ الصلوۃ والسلام کا کر رہے تھے اور حالت ذوق و شوق مین خوشحال تھے جوان نے پوچھا کہ یہ کسکی محفل اقدس ہے لوگون نے جواب دیا کہ یہ مجلس مولد شریف خیر البشر کی ہے اور اس ذکر خیر کی برکت سے مقام نزول رحمت الٰہی ہے جوان بھی اوس محفل مبارک مین شامل ہوا پھر اوس جوان نے اوسی رات خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور منادی غیب ہر ایک شخص کو فلان ابن فلان کرکے نام بنام پکارتا ہے آخر نوبت اوس جماعت کے بلانے کی پہونچی جسمین یہ جوان بھی شامل تھا اور منادی نے کہا کہ مرحبا بکم اللہ یعنی رحمت خدا کی ہو تمپر اے لوگو تم مین سے حق تعالی نے ایک ایک کو محل جنت مین رہنے کو عنایت فرمایا ہے جوان کہتا ہے کہ مین بھی اوس جماعت کے چلا وہان ایک مکان عظیم الشان سب مکانون سے افضل و بہتر دیکھا کہ اوسکے بالاخانون پر حورین بناؤ سنگار کیے ہوئے بیٹھی ہین جب مین نے اوس مکان مین جانے کا قصد کیا تو ایک فرشتہ نے میرا دامن پکڑا کہ ای عزیز یہ مکان اوسکا ہے جسنے مولد شریف کی محفل کی تھی اور یہ مکانات جو اوسکے گرد ہین حاضرین محفل کے لیے ہین جنہون نے ذکر میلاد شریف شوق دل سے سنا ہے اور اونکے نام پر درود بھیجا ہے غرض یہ جوان بیدار ہوا اور صبح کو اوسی دینار کو صرف سے محفل میلاد شریف ترتیب دیکر تمہید بیان مین لایا اور اہل مجلس سے خواب کا حال کہا جسنے یہ ماجرا سنا اوسنے

شہنشاہ فرمان فرمای اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِیْ گلبن نورستہ چمنستان کبریائی ماہروی طلعت
زیبای خورشید سمای وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی سیاہ موی غالیہ سای عنبر آسای وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى
شمع شب افروز کُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ آفتاب جہانتاب وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
تکیہ اریکۂ طٰہٰ وَیٰسٓ دانای حقیقت فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ گلگونہ عارض وَالشَّمْسِ
وَضُحٰهَا شانہ کش طرہ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى سرمہ دیدہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى شہسوار میدان اجتبا شہنشہ
ایوان اصفیا صدر صفہ صفا بدر قبہ وفا گوہر درج بطحی اختر برج طٰہٰ واسطۂ آفرینش ارض و سما شفیع گناہان ماشما
نکرم کبریا مقدم مرتجی معظم مقتدی مو بد مقتدای احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ
البررۃ الاتقیا عاشقو نعت اوس محبوب کی لکھتا ہوں کہ وجود باجود اوسکا سبب تخلیق ہیجدہ ہزار عالم ہے
آدم مطیع اوسکے دم کا ادریس مستفیض اوسکی تدریس کرم کا نوح کشتیبان اوسکے دریای خجل وشرم
کا ابراہیم ذلہ ربا اوسکے خوان ہم کا اسمٰعیل ذبیح اوسکے ابروی پرخم کا اسحاق مشتاق اوسکی دیدار
مغتنم کا یعقوب معتکف بیت الاحزان عشق اتم کا یوسف زندانی دام زلف درہم و برہم کا خضر تشنہ لب
اوسکے سرچشمہ فیض و نعم کا سلیمان حامل اوسکے علم کا کلیم شیر اوسکے کلام اعظم کا عیسیٰ منتظر اوسکے قدم
مقدم کا جبرئیل محافظ اوسکے حرم محترم کا میکائیل عافیت خواہ اوسکے مزاج اکرم کا اسرافیل رتبہ دان
اوسکے قدر وقیم کا عزرائیل رضاجو اوسکی خاطر معظم کا صدیق اوسکا محرم فاروق اوسکا ہمدم عثمان اوسکا
رفیق نکرم علی اوسکا برادر معظم ہے صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ جب حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
کو طوفان کی خبر دی گئی اور حکم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تختہ بناؤ اور اونپر ہمارے نام سے شروع کرکے
سب پیغمبروں علیہم السلام کے نام ایک ایک تختہ پر لکھو چنانچہ حضرت نوح ع نے ویسا ہی کیا اور ہر تختہ پہ
ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا صبح کو وہ نام مٹ گئے پھر دوبارہ لکھے دوسرے دن پھر وہ نام سب مٹ گئے تب
حضرت نوح نے بارگاہ صمدیت میں مناجات شروع کی ارشاد ہوا کہ جسطرح ہمارے نام سے شروع کیا اوسیطرح
ہمارے محبوب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر تمام کرو جب حضرت نوح ع نے نام نامی ہمارے
بادشاہ کا لکھا غیب سے آواز آئی يَا نُوْحُ الْاٰنَ تَمَّتْ سَفِيْنَتُكَ یعنے اے نوح اب تمام ہوئی کشتی
تمہاری بعد اوسکے چار تختوں کی جگہہ اور خالی رہی حضرت نوح علیہ السلام نے جبرئیل امین سے پوچھا
کہ تختۂ اخیر کو تو ختم المرسلین کے نام سے پورا کیا اب یہ جگہہ جو خالی ہے اون تختوں پر حیران ہوں کہ وہ کون ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد بیحد و ستایش خدا ہی پاک کو | نور ایمان جسنے بخشا خاک کو
خاک کو پرنور سر تا پا کیا | قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

سبحان الله تعالی شانہ کہ ذات مستجمع صفات اوسکی بری ہی شرک اور زوال سی اور الوہیت و صمدیت اوسکی پاک ہی ادراک وہم و خیال سی مشابہت عراض اور جواہر سی قطعاً مبرا اور مناسبت و تمام خواطر سی مطلقاً معرا کیسا معبود مطلق کہ جسنے بنی آدم کیواسطی چراغ رہنمائی کا انبیا کے ہاتھ مین دیا اور تمام عالم کو سید الانبیا سند الاصفیا احمد مجتبی محمد مصطفے صلی الله علیہ وسلم کی شمع جمال جہان آرا سی روشن کیا بلکہ اوسی کی واسطے تمام انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین اور آسمان و زمین اور ہیجدہ ہزار عالم کو عالم ظہور مین لایا اور اوسکے وجود باجود سراپا مقصود کو قبل وجود جمیع کائنات کی خزانہ اختصاص کُنتُ كَنزاً مَخفِيّاً سی خلعت خاص لَولاكَ لَمَا خَلَقتُ الأَفلاكَ کا پہنایا پس افضل ترین صلوات طیبات کہ جسکی خوشبو سی دماغ رضوان کا معطر اور مشام ملاء اعلی کا معنبر ہو جا ہی ہزار دل و جان سی اوس سلطان دین پرور کے روضۂ منورہ پر نثار کیا چاہیی کیسا سلطان صاحب برہان حبیب الرحمن محبوب سبحان یکہ تاز عرصہ گاہ سُبحَانَ الَّذِي أَسرَى شہباز بلند پرواز دَنَا فَتَدَلَّى شاہ اورنگ نشین مکان فَكَانَ قَابَ قَوسَينِ أَو أَدنَى رازدار رموز بہترین فَأَوحَى إِلَى عَبدِهِ مَا أَوحَى طوطی شکر خاے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الهَوَى عندلیب خوشنواے إِن هُوَ إِلَّا وَحيٌ يُوحَى آئینہ صورت نماے لَولَاكَ لَمَا گنجینہ گوہر آماے وَلَسَوفَ يُعطِيكَ رَبُّكَ فَتَرضَى

Maulid Shareef Shaheed

INDIAN INSTITUTE

بعونِ صنّاعِ مکین و مکان و فضلِ خلّاقِ زمین و زمان نسخہ

مولد شریف شہید

مطبعِ نامی منشی نولکشور میں بطبعِ مزین مطبوع ہوا

Maulid-ĕ-sharif.

D
15-X-7.